

معارف الحدیث

سید شمس الدین سعید بن ابی جعفر
تیرمذیہ حسن محدث عالم اسلام
۱۴۱۲

—
معنے

احادیث نبوی کا ایک جدید انتخاب
از دو ترجیحہ اور تشریح کے ساتھ

—
تألیف

محمد منظور نعیانی

کتب خانہ لفزان پچھری روڈ، لکھنؤ

مَا أَنْكِحُ النِّسَوْنَ حَتَّىٰ يَرَوْهُ وَمَا هُنَّ عَنْهُ فَالْمُهْلِكُونَ

مَعَارِفُ الْجَمِيعِ

لِدِيْنِ

اخادیڑ بُوئی کا ایک جب دنیہ اور جامیع انتخاب
اُردو ترجمہ اور تشریفات کے لئے

جلد سیشم
(حصہ اول)

كتاب مل المعاشرة والمعاملات

ش. البغدادی
مولانا محمد منظور عقانی

نشر کتب خانہ لفکار، کلمتو

جلد یکم
اکتوبر ۱۹۷۶ء

مطبوعہ، ناچی پریس لیکھنؤ

روپت بقر ۱۵٪
بفریڈ ۳۰٪

کوہ سنجاب را صلوٰتے عاصمہ
ارجمندی آتی ہے پس امامہ

مشکل

آن شبِ اخوانِ دین کی نور ملت سکا۔ جو
نبی اُن سیدنا حضرت محمد عرب (فدا اُنی وابی و بُرُوجی علیہ)
پر ایسا فر رکھتے ہیں

اور آپ کماہِ بیت اور آسمانِ حسن کی سرودی ہی میں اپنی اور تمام
اولادِ ادمی کی نہات کامیتیں کرتے ہیں
اماکیلے آپ کی تعلیم اور طرزِ زندگی سے صحیح و تائید حاصل کر لیا گیں

آئیں

علم و تصور ہی کے راستے نظریں بڑے میں شمار بکر
کچ کے کارثی ایجاد نہیں ہیں

اوہ

ام حشیر اولاد سے
اپنے تاریکِ راول کے لئے بخشی خالی کریں

ما بحرو عاصمہ

محمد منظور نعمانی عنا امداد عزیز

فہرست مصادرِ "معارفُ الحدیث" جلد ششم (حڈائق)۔ بغیر صفحہ

صفحہ	عنوان یا مضمون کے اشارہ نامہ
۱۴	دیواریت
۱۵	لکھتا باب المعاشرۃ والمعاملات
۱۶	معاشرۃ و معاملات کی خصوصی اہمیت
۱۷	معاشرۃ سے متعلق احکام و مہالات
۱۸	مال بآپ کی استدانی ذمہ داریاں
۱۹	ذمہ داروں پر کے کام میں اذان
۲۰	محبیک اور دعا سے برکت
۲۱	حقیقت
۲۲	تئیہ (نام رکھنا)
۲۳	حسن ادب اور حدیثی ترتیبیت
۲۴	فاٹکروں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت
۲۵	وادو و دھنیں میں صفات و برادری بھی اولاد کا حق ہے
۲۶	کماج اور شادی کی ذمہ داری
۲۷	مال بآپ کے حقوق اولاد پر
۲۸	مال بآپ اولاد کی جنت اور دوزخ میں
۲۹	الظرکی رضا و الیرکی کی رذلانزی سے دالت ہے
۳۰	مال کا حق بآپ سے بھی زیادہ
۳۱	برٹھے مال بآپ کی خدمت میں کوتایی کرنے والے برخخت اور کرم
۳۲	مال بآپ کی خدمت بعض حالات میں بھرپت نہ جادہ سے بھی قدرم
۳۳	بترس ملی کے قریب میں ہے

تہذیب یا مضمون کی اقسامیہ

صفحہ

- ۵۷۔ مال کی خدمت بڑے سے بڑے نگاہ کی معانی کا ذریعہ
۵۸۔ خدمت اور حسن سلوک کا فرازداری کی دینوی برکات
- ۵۹۔ مال اپ کے مرنے کے بعد ان کے خاص حقوق
۶۰۔ مال اپ کی خدمت اور فرازداری کی دینوی برکات
۶۱۔ والدین کی نافرمانی اور زیارت سانی عظیم ترین لگاہ
۶۲۔ دوسرے اہل قرابت کے حقوق اور صلہ رحمی کی اہمیت
۶۳۔ صلی رحمی کے بعض دینوی برکات
- ۶۴۔ صلی رحمی جنت کے راستے میں رکاوٹ
۶۵۔ صلی رحمی کرنے والوں کے ساتھ بھی حلا رحمی
۶۶۔ میاں بیوی کے باری حقوق اور ذمہ داریاں
۶۷۔ بیوی کی پرسست بڑا حق اسکے شوہر کا ہے
۶۸۔ اگر غیر اشرک کے لئے بھرے کی گھاٹش برتی تو مردوں کو شوہروں کے لئے
۶۹۔ بھرے کا حکم ہوتا
۷۰۔ ہر قسم کا سجدہ صرف اشرک کے لئے
۷۱۔ شوہر کی اطاعت اور فرازداری
۷۲۔ بیویوں کے حقوق اور ان کی حاصلت دوڑات کی تائید
۷۳۔ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی دیریت
۷۴۔ بیویوں کے ساتھ اچھا برداونگانی ایمان کی شرط
۷۵۔ بیویوں کے ساتھ دوسری انعامات کا سیاری کا درمیانی برداونگانی
۷۶۔ حضرت مالک کی گزیناں اور تصویر کا مکمل
۷۷۔ حضور کا حضرت مالک کا ذریعہ دو میں مقابلہ
۷۸۔ حضور نے حضرت مالک کو خود مکمل دکھایا

عنوان یا مضمون کا اشارہ رہیہ

صفر

۸۶

جید میں لوموں کی بھر گھائش

۸۷

یہ ایک باعقول اور ترجیحی میں علاطے خبیر نے بھی اس میں دلچسپی لی
پرووف کا سوال

۸۸

ہمایوں کے حقوق

۹۰

پروپریوٹ کے ساتھ اچھا ویراثت ورثوں کی بحث کی شرط اور اس کا سیار

۹۱

پروپریوٹ کے ساتھ اچھا ویراثت ورثوں کی بحث کی شرط اور اس کا سیار

۹۲

وہ آدمی کو سماں اور حقیقی نہیں جسکے پرتوں اس سے امولانا اور بخوبی نہ ہوں

۹۳

و شخص ہمیں نہیں جو بیٹھ بھر کے موجودے اور اس کا پرتوں کی بھوکا ہو

۹۴

بھائیگی کے بعض تعلقیں حقوق

۹۵

پرتوں کی تین قسمیں، غیر مسلم پرتوں کا بھی حق ہے

۹۶

تعلیم و تربیت کا اچھا ویراثت ورثوں کی لائی ہے

۹۷

کنور اور صائمند طبقوں کے حقوق

۹۸

سیکنڈوں، سیتوں اور زبرداں کی کافیات و میر پرستی

۹۹

خواجوں، خواروں اور صیہیت زدلوں کی خدمت، و احانت

۱۰۰

غلاموں اور زبرداں کے باعثے میں ودالات

۱۰۱

غلاموں کے بنیادی حقوق

۱۰۲

یہ غلام عتمانیہ بھائیوں (۱۰) سے برادران ملک کیجاۓ

۱۰۳

غلام زکریا جعفریانے اُسی میں سے امکن ضرور کھلا جائے

۱۰۴

غلاموں کی غلیبوں اور غنیموں کو معاف کیجاۓ

۱۰۵

غلام زکریا نے والے سے تیار است میں بدل دیا جائے گا۔

۱۰۶

غلام زکریا غلام کا نکشدہ

غلاموں کے باعثے میں حضور کی آخری وصیت

عنوان یا مضمون کے اشارے

صفحہ

۱۴۲	آقاں کی خیر خواہی اور فناداری کے بارے میں غلامول رکوہایت
۱۴۳	بروں اور بچوں کے اہمی برداشت کے بارہ میں بڑا ایسا
۱۴۴	اسلامی برادری کے اہمی تعلق اور برداشت کے بارہ میں بڑا ایسا
۱۴۵	اسلامی برداشت کے چند خاص حقوق
۱۴۶	سلام کی عترت و آبروک حفاظت دعائیت
۱۴۷	ایک سالانہ دورے سلام کے لئے آئندجی ہے
۱۴۸	عامہ سلاموں اور ملاقات کے ساتھ برداشت کے ۳۰ میں ۳۰ بڑا ایسا
۱۴۹	عامہ مخلوقات کے ساتھ برداشت کے بارہ میں بڑا ایسا
۱۵۰	جانوروں کے انتہا میں پچھے برداشت کی بڑا ایسا
۱۵۱	آدابِ ملاقات اور آدابِ مجلس
۱۵۲	محبوب اسلام، سلام
۱۵۳	سلام کی تشریفیت و احترام
۱۵۴	سلام کا ایک در ثواب
۱۵۵	عنوان ملاقات، سلام
۱۵۶	اپنے گھر اسکی بھروسہ، اس اذیجاو کو سلام کر دو
۱۵۷	سلام کے تعلق کھدا حکم اور خانہ
۱۵۸	بعض حالتوں میں سلام نہ کیا جائے
۱۵۹	صاف
۱۶۰	معافی کا ایک در ثواب احسان کی بخشی
۱۶۱	منانقد و قابل اور قابل
۱۶۲	ملاقات یا گھر یا مجلس میں آئنے کے لئے اجازت کی ضرورت
۱۶۳	ملاقات کو آئنے والے کا حق ہے کہ اس کو پاں بخواہا لے

عنوان یا مضمون کے اشارہ

صفر

جلس سے کسی کو اٹھا کر اس کی بجلگد بینجا پا ہے
جلس میں دو آدمیوں کے بیچ میں اُن کی احیانت کے خیرہ بینجا پا ہے
ایسا تعلیم کے لئے بندگی خدا کا فخر اسونا ہے: بھائی گے وہ جسمی ہے
رسول: اُندر میں اندر طیور و ملکا ہے لئے راستی یا مام کو زندگی کے ساتھ
صاحب مجلس کے بینجا پر اس جلس کا فخر ابھو جانا نادرست نہیں
لیٹنے سونے اور بینجنے کے ایسے میں حضور کی ہدایات

اور آپ کا طریقہ

سپاٹ چھت پر جو نے کی جانبت
کمر میں ناگ پر ناگ رکھ کر سرنے کی جانبت اور اس کی وجہ
پیٹ کے بیل اور ہٹ لینے کی جانبت
خود کا حضرت علی اہل خلیل مسلم اس طرز لینے تھے
مرد سے پہنچنے اور موڑ کر لکھنے پر موک کا اہتمام
حضرت مسی اُندر طیور و ملکا ملکا بینچنے تھے اور کلما بینچنے کی ہدایت فرماتے تھے
جلس میں آنسے والے کو پا ہے اور مجلس کے کنائے ہی بینچ جائے۔
حلقہ کے پنج میں اُنکر بینو جانا سخت نہیں ہے۔

اس طرح زینجا جائے کہ جسم کا کوچھ خود ہو پ میں، اور اور کچھ مالے میں

جلس میں بگتکو، ہنسی و هزارج، چینک اور جہنمی اور غیرہ

کے ایسے میں ہدایات

بیہودوت ایس کو لیا ہے کیا جائے

خواہ سے بکھر دالی کوئی ایس دیکھ نہیں اور سکتی زادھو جب باکت ہیں
کسی کی تعریف کرنے میں بھی احتیاط سے کام لیا جائے۔

شروع

عنوان یا تھہری حکای امصاریہ

صفحہ

- ۱۹۸ علاقت و مراجع
شکر و نسیم (جنبا اور مکان) :
- ۲۰۵ چینے اور جمای لینے کے ائمہ علی، رجول، احمد بن علی و مسلم کی ہدایات
کہانے پینے کے احکام و آداب
- ۲۱۴ شربات کے احکام
- ۲۲۹ شراب کی حرمت
- ۲۳۶ شراب کی حرمت اور شراب کے ائمہ علی و نبوی
نشکر شراب کی تھوڑی مقدار بھی حشرام ہے
- ۲۴۱ شراب للوادو کے بھی استعمال دکان ائمہ
- ۲۴۲ شراب فوٹھا پر اصرار کرنے والا قوم کے خلاف، علماں جگہ
شرب ایوں کے واسطے سخت ترین دید
- ۲۴۵ ہر شکر اور چیز حرام ہے
- ۲۴۶ امت کی مشروب و مکث کے ارادہ میں ایک مشینون گوئی
- ۲۴۷ شرب کے طبقے میں بھکرحت جنگا کی احکام
- ۲۵۱ نبیذ حلال طریق ہے اور خود رسول اللہ علی اندر طبیہ وسلم استعمال فرازتے تھے
- ۲۵۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہنڈا بھوار نوبت تھا
حضرت کے لئے ملٹھے باقی کا انتقام
- ۲۵۳ کہانے پینے کے آداب
- ۲۵۴ کہانے سے پبلے اور بحریں ملکہ و ملنا
- ۲۵۵ کہانے کے بعد صرف اتفاق پوچھو جانا
- ۲۵۶ کہانے سے پبلے اندر کو بارکا جائے اور اس کا نام لیا جائے
کہا ائمہ اخدا و ربانیہ مائن سے کھلیا جائے
جو اگوار کے کہانے میں زیادہ راحت ہے۔

عنوان یا مضمون سے اشارہ

صفر	عنوان یا مضمون سے اشارہ
۲۶۳	کھانا زیادہ گرم نہ کھایا جائے
۲۶۴	سائچہ کو اپنے سینا نہ کرتے ہیں
۲۶۵	کھانا برقی کے اطراف لہذا کارول سے کھایا جائے نیچے میں (اتھد) ڈالا جائے
۲۶۶	چکانا ایکلوں میں لکارہ جائے تو اس کی بھی قدر کی جائے
۲۶۷	گزرا ہوا الفریض اخدا کو خالی کیا جائے
۲۶۸	کھانے میں اسٹولان تصریحت نہیں ہے ایسا حقیقت ہے اما جائز ہے
۲۶۹	اگر کھانے میں بھی اگر جائے
۲۷۰	کھانے کے مذاق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانی بنگی
۲۷۱	سوئے چاند کے برعوں میں کھانے پڑے کہ ہم احمد
۲۷۲	حضرت مسیح ایضاً کھانے کو فرمادیں ہے تھے
۲۷۳	آپ کو کھانے سے یہ کی جزیبی مخصوص قصہ
۲۷۴	کھانے کے بعد اندھی چواروں اعلیٰ کا شکر
۲۷۵	پینے کے آداب
۲۷۶	ایک سال میں نہیں جائے
۲۷۷	پینے کے ورنہ دس سالہ کیا جائے نہیں کھائے
۲۷۸	کوئی کھڑے پینے کی مانعست
۲۷۹	لباس کے احکام و آداب
۲۸۰	اس باب کی تعلیمات کی اسلام و زیار
۲۸۱	لباس نعمت خداوندی اور لباس کا مقدمہ
۲۸۲	بے پردہ اور بے دھنکے لباس کی مانعست
۲۸۳	غمروں کے لئے زیادہ بار کم لباس کی مانعست
۲۸۴	غمروں کے لئے بار کم پرلا بھی جائز ہے بشریت.....
۲۸۵	لباس میں تنآخر درستی کی مانعست
۲۸۶	نکبراء لباس کی مانعست اور سخت و در

عنوان یا مضمون سے اشارہ یہ

صفحہ

- ۲۹۴ مردوں کے لئے شہر اور سونے کی طاقت اور عورتوں کو احیاء ت
۲۹۳ مردوں کو زناز اور عورتوں کو مرداز بناں دہشت کی طاقت
۲۹۵ مردوں کے لئے صفتی راگ کے کپڑے زیادہ پسندیدہ
۲۹۶ اللہ تغیر فرائے تو پھٹے وال دھننا ٹھیک نہیں
۲۹۷ خوب کھاؤ اور یہو شر فیک استیار اور صراف نہ ہو
۲۹۸ اُول جلوں پر اندرہ خانی اور چل پھٹے دھنے کی طاقت
۲۹۹ دار الحی اور سرکے بالوں کی خبر گیری اور دستی کی ہدایت
۳۰۰ ساری گل اور شستہ خان بھی ایک ایمان دلگہ ہے
۳۰۱ ریاستیں تکراری اور قوامی پر ناخواہ و اکرام
۳۰۲ ایک انسکال اور اس کا حواب
۳۰۳ رشوان افغانی: شتر علی و علم کو بناں
۳۰۴ بیان میں دراہنی طرفت سے ابتداء، خود کا مہمool تھا
۳۰۵ کرو پھٹے کے وقت کی خود کی دعائی
۳۰۶ جو اسی پھٹے کے باشندہ تھیں ہدایات
۳۰۷ اگر شری، وہ مرد کے بانک میں خلود کا فرز عمل اور ہدایات
۳۰۸ دار الحی ہونگے کے بالوں و نظائر ہر کی دہشت سے طلاق ہدایات
۳۰۹ عورتوں کو صندوق لگانے کا علم
۳۱۰ خدا اور بزرگوں کے بالے میں ہدایات
- ۳۱۱ خود کی ستر
۳۱۲ تھانی میں بھی خدا کا پھٹا باخ دوڑی
۳۱۳ خود کو بزرگ خود کی باہر نکلا موہب خدا
۳۱۴ خدا از دن سر جب اعزت
۳۱۵ کسی انبھی خودت پر اپنا لکھا دینجئے کا حکم
۳۱۶ پیر خودت پر نظر رکھانے سے دل ایں گناہ کا جنہیں برداشت
۳۱۷ اگر میں عورتوں کے تھانی میں تھے کی مکانت

بیان چہ

از مؤلف

برائے تحریر از مختصر الشیعہ

لکھنؤ اللہ و سلام علی عباریۃ الائین احمد علی

رئیں امیر اصلی اللہ علیہ وسلم ائمۃ تعالیٰ کی طرف سے جو "برایت" اور "ذین حلقہ" کے لئے کئے اس میں سب سے پہلی چیز ایمان اور توحید کی دعوت تھی۔ پھر جو لوگ آپ کی اس دعوت کو قبول کر لیجئے، ان کو آپ عملی زندگی کے باوجود میں برایات دیتے تھے۔ آپ کی اس برایت اور تعلیم کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یک حصہ جس کا عقلم بندوں پر ائمۃ تعالیٰ کے حقوق سے ہے جس میں آپ نے بتایا کہ بندوں پر ائمۃ تعالیٰ کا کیا حق ہے اور اس باب میں ان کے فرائض کیا ہیں، اور اس حق مدور ان فرائض کی اولادیگی کے لئے اختیار کیا کرنا چاہئے۔

دوسری حصہ آپ کی تعلیم کا ہے جس کا عقلم حقوق العباد سے ہے جسیں بتایا گیا ہے کہ بندوں پر دوسرے بندوں کے اور عام مخلوقات کے کیا حقوق ہیں الگ اس دوسری میں جسپر یک ایمان کا درستہ انسان یا کسی بھی مخلوق سے مسلط اور عطا پڑتا ہے تو اس کے ساتھ ان کا درستہ کیا ہونا چاہئے اور اس باب میں ائمۃ کے نکام کیا ہیں۔

حقوق امداد کا مسئلہ اس لحاظ سے زیادہ اہم اور غالب نظر ہے کہ اس میں اگر تغیر

اور کوئی بھاگے نہیں کسی بندہ کی ہم سے حق تکنی یا اسی پر غلط دعا دئے ہو جائے تو اسکی معافی اور اس کی صورت و مبتکدہ شی کا سالہ اقتدار عالی نہیں جو کہ دکر ہے (پھر اس قدر میں نہیں رکھا ہے بلکہ اس کی صورت یعنی ہے کہ تو اس دینا میں اُس بندہ کا حق ادا کر دیا جائے اس سے معافی حاصل کر لی جائے، اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی یہاں دبوکی تواتر خست میں لا رہا اُس کا سالہ اقتدار ادا کرنا چاہیا اور وہ یہ کوچھ کا پڑے گا اُس کے حساب میں آنکھ کا سخت، عذاب بھلکنا بوجگا، بیدار مریخوں میں تعلیم سے بیان فلایا گیا ہے۔

صیحہ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضیٰ کی روایت سے ہوں گل لذصل اللہ علی وسلم کا یہ ارشاد

تعلیم کر لیا ہے۔

من کامت له مظفمه لاخیه
کو ہو، دیکی اور دیز کی کو ہو، دیکی اور جملہ
منہ الیوم قبل ان لا یکون
دینماه ولاد رہمن ان کا انہا
له عمل صالح اخذن منہ بقہہ
مظلیبہ و ان لم یکن لشہ
حسنات اخذن من سیمات
صاحبہ سحمل عليهہ۔

و صحیح بحدیث زید بن الحارث (افتضیل)
جایلیکے اور اکرم بیکوں سے ہو جانی اور
وہ کاموں طالم کی کاموں طالم کی تقدیر طالم کو تقدیر طالم کو دادا یہ
اور بحقیقی نے شب الہیان میں حضرت مائشہ صدیقہؓ وہی الفڑھنا کی روایت سے دو اول اشتراک کا
عمل نہیں کیا اور ارشاد تعلیم کیا ہے، آپ نے فرمایا۔

اللہ ولیوں ثلاثہ دیوان لا
اذا نحد جو حسین بدوں کے گواہ کے

یغفران اللہ الا شر عیاذ باللہ بحقی
اللہ عن وجل "ان الله لا يغفر
ان يشرك به" و دیوان لامیز کہ
الله ظلم العباد فيما جعلهم
حتی یقتضی بعضهم ببعض
و دیوان لا یعین الله بهم ظلم
الصلاد فیما یعنیهم و یعنی الله
فیما ای اللہ ای شمله عذیبه
و ای شامیجا و زعنه -
برولوں الی حق فی شعب
بے شک اختر تعالیٰ کے ان ایک ای مہمند
الایمان رشکوۃ المعاشرۃ (۲۳۵) و بندول کے سالم اور تغیرات جیسا
تلقیں بس اُنستے اور اُن کے مٹر نے ہے، ای کے بارہ میں ایڈر بس ایڈر کے آخر
یں چھوڑ جائے تو مزادے اور جا ہے تو اُنکی محاذات کردے۔

برولوں حقوق العباد کا حال اس لحاظت سے بہت زیادہ سمجھنا اور قابل نگرانے کا سکا فیصلہ افسر
تعالیٰ نے (جحکیم دریم یونیورسٹی میں ہیں، رکا بلکہ وہ بندول ہی سے مطلع ہے) اُنکا حال حرم ہے
پھر حقوق العباد سے متعلق آپ کی تفہیم بندول کے ہمیڈہ سچنے ہیں ایک "جس کا تلقن عاشرتی
آداب و احکام سے پہلے شاپنگ کیں اپنے کالوں کے ساتھ ادا کیاں باپکے ساتھ یوہی کام خود
اُندر شہر کا یوہی کے ساتھ قربت بیدار کے وفات والوں اور بیویوں کے ساتھ برقرار اور بچوں کے
ساتھ اور کبھی لا کھوکھ کے ساتھ خاکر کر داد دار فروختہ جتوں کے ساتھ ایک طرح اندر کی طرح
حقوق کے ساتھ کیا دوڑ کیا برتاؤ ہونا ہا ہے۔ حالانکہ آپس میں طبقہ بیٹھے ہوئے اکٹھے
ہیں، پہنچ، اُنکے دیستے، شادی یا وہ اندھوٹی یا فم کے متوتوں پر کی احکام اور آداب کی وجہ کا

کرنی چاہئے۔ دین کے احادیث کا جامع مزید معاشرت ہے۔
دُوسرے حصہ حقوق العباد سے متعلق رسمی اشوری ملکی قانون کا نام یہ مزید معاشرت
والی معاشرات شامل تھیں و زراعت اور فن، انتہا ہے وہ معاشرت مذکورہ مزید معاشرت کی بارگی
مزید معاشرت میں مذکورہ اتفاقات، مکرر قضاویں شمارت و دوکانات دیکھو سے متعلق تہذیبات ویکھا گیں اس کا
جاہ مزید معاشرات ہے۔

مَعَاوِفُ الْجَوَدِيَّة کی پہلی جلد کتاب (لہذا) میں ایمان اور ایمان کے لازم ہوئے
سے متعلق رسمی اشوری و دلمکی دین احادیث ایکہ نامی تھی اور ترتیب کی مُرتَبَ کر کے ان کا تشریع
کیا گئی تھی جس کو حضرات مختارین نے اپنی موقوفات کے ایجاد بیان میں درج کیا ہے اور قیامت
آخرت، جنت، دوزخ وغیرہ سے متعلق احادیث کو بھی اس جلد میں شامل کر دیا گیا تھا، لیکن کہ ان
کا تعلق بھی ایمان اور عقیدہ ہی سے ہے۔

پھر دوسری جلد کتاب (النافع والاغاث) میں ان صورتوں کا تشریع کیا گئی ہی کا مقصود
الباب زید و تناق اور اطلاق سے ہے کبکہ ایمان اور احسان سے ان کا بہت زیاد رابطہ
اور ملا کا انتہائی بھی ایسی زندگی سے منس کر کے قلب والہی سے ہے۔

پھر تیسرا جلد میں طمارت و نکار، اور جو چلی جلد میں زکوٰۃ، رواہ اور حج، اور پانچویں
جلد میں تخلیق فرماں، اذکار و دعوات، توہہ و استغفار وغیرہ سے متعلق احادیث جمع کر کے
ان کا تشریع کیا گئی۔ اس طرح انچھوں جلد میں رسمی اشوری ملکی اشوری و دلمکی دین میں قائم
کا دو حصہ مفرود کا تشریع ہو و معاشرت کے ساتھ کیا گیم احوال ہو پر یہ دلایا جائیں کہ متعلق بندوں
و اشوری تخلیق کے حقوق اور خاکو عبادات سے ہے۔

اس پہنچی جلو۔ جس کو مخاتست ہو جانے کی وجہ سے ٹھنڈوں میں قبیم کر دیا گیوں
اویں کتب جو برق سے مدد حاصل ہیں مخفب کر کے ایک دفعہ ترتیب کے ساتھ کیا گئیں جو کا تعلق

حقوق العرب وین معاشرت اور معاملات کے اہل سے ہے۔

جلد ششم حصہ اول (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) اس میں صرف ابوبکر صافی
مغلن سو اتنی سو صفحوں کی تشریف کی گئی ہے، اسکی جائیت کا کچھ احوالہ آپ اُس فہرست میں اتنا
ہے یعنی کہ سیکھیں جو کتاب کے خروج میں شامل ہے۔ اسکے حصہ دوہم میں معاشرت بحث
کے بعد ابوبکر صافی احوالہ میں متعلق امور تجارت و وزراحت، صیانت و امن، اقتصاد
جیز، اور ایجاد و کامن، خیر و معاشری احوالہ معاشرات اور قانون و اخلاق میں سنتی روپی اثر
بلد و علم کے ارشادات معلومات کی تشریف اختیار، اسلامی اور ایشی ایک سانس ایک دو ایک و اللہ الموفق۔

اس جلد کی صبحی تیارہ تر یک قربانہم تو حبیش مذکوہ المعاشر، جمع الغواز اور کسر الحال سے مشتبہ
کی گئی ہیں اور سایہ جدوں کی طرح اسکی احادیث کی تحریک مردمی ایسی پر خلاصہ کیا گیا ہے۔ جو حدیثیں
میں عبارتی اور صحیح سلم کی گئی ہیں وہ اگرچہ صرف کوئی کتابوں میں بھی ہوں یعنی صاحب مذکوہ
کے طبقہ پر ان صفحوں کی تحریک میں صرف ایسی دو کتابوں کے ذکر اکتفیا گیا ہے، کوئی کوئی حدیث
کا این دو تولی میں سے کسی ایک میں بھی بڑا جو محدث غیر مذکور کے ذریعہ اسکی صحت کی ضمانت کرنے کا فیض
حصیوں کی ترتیب و تشریف اور غیر اہم امور میں دری رہا یعنی ملودار کمی و میں اور اُن ہی
اصولوں کی کاہنگی کی گئی ہے جو کہ اس کے سایہ میں کیا جا پکھی ہے، اس لئے اب یہاں
ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس سلسلہ مداروں الحدیث کی ایسی مقصودی جو کہ عام فہریس ہے اس لئے اس جلد کی صفحوں
کے ترجمہ میں بھی لفظی ترجیح اور کوئی ترکیب کیا ہے ایسی محدودی کیا گئی ہے لیکن اگر مصنف سے
کوئی حدیث کا غلام کچھنا اور فدا اور نے میں فلکی ہو گئی تو (جو طاہر کی ہے) تو جو صاحب سلم
اس پر مطلع ہوں وہ اذراہ کرم اس حاجر کو اطلاع دے کر ٹوکن فریائیں مگر اس کا شیرخ کر دکا جائے۔

وَاجْهُهُ فِيمَا عَلِيَّ اَثْلَامٌ

اپنے ساتھ فیضِ اظہرین ہے

آخری گذارشنا با صبرت ا

اس سے پہلے جلوں کے دربارچہ میں بھی کسی کو حقیقی ادب بھی نہیں ہے

حضرت ہبیت کامیلہ ابو عاصی علیہ یسیر کے فور پر ہرگز نہ کیا ہے بلکہ آنحضرت میں امداد
عیرِ ملک کے ساتھ اپنایا تھا کہ اس کے لئے اس کے لئے دوست مالک اسنے کہی تھی
کہ یہ ہدایت ہے ایزِ مطہار کے وقت زمیلِ انہر میں افسوس و ملک کی غصت و حملت کو حل
میں ضرور بیوار کیا جائے اور اس طرح ادب دلوقت ہے یہ عاجالت کو گواہ منور کی
جلس اقوس میں حاضر رہیں اور اس کے ذمہ دار ہے اس — اور اس کو دیں —

اگر اس کیا گی۔

ظہر و رُوح کو فنا افوار و برکات ہر لکھا یا ان یقینیات کا کچھ دبکھ حضرت انشاد اللہ مترو
قصیب ہو کا جو حدیث تھی کہ ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوئے بغیر بھون کو انتہتی الی
نے خود سے افسوس و ملک سے براء راست رُوحانی اور ریاضی اعتماد کی دعوت
خطا (ای تھی) — اس عاجز نہ اسے اساتذہ دوڑ رکوں کو کھا ہے کہ
وہ ازاد اور ادب حضرت ہبیت کے درس و مطالعوں کے لئے دھتو کا نام فراستے تھے
— انہر کا ایسا دستہ سلسلہ اور اس کا کتاب کے باقیتی کو بھی کوئی ادب

نیسب نہیں

آخری بات انہر کی حمد اور اس کا شکر ہے اور اسی خدمت کے لئے اسے
محکم و نیقہ کی امتیاز اور کراموں اور گذاہوں کی مخالفی ادا

جا ہو گھنگا رہنے —

منیا اہل فرشتہ — اپریل ۱۹۷۸ء

برائے حالت حسنه

عاقتم الحبیین پیدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا یہ تینا جا کر
کروں میں انسانی زندگی کے تمام ہنی شعبوں کے متعلق واضح بدایات دی گئی ہیں۔
اس سلسلہ معارف الحدیث کی اس سے چلی پائیج جلد و میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جواحدیت اور آپ کے جواہادات مرتب کر کے پیش کئے جا چکے ہیں اُن کا متعلق
یا عقائد و ایمانیات سے تھا یا اخلاق و بذہات اور فکر و روح کی کیفیات سے یا
طہارت اور نمازوں، حج و زکوٰۃ وغیرہ عبادات اور اذکار و دعوات سے۔
جب اُن احادیث کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے جن کا متعلق معاشرتی حقوق و آداب
اور معاشری معاملات سے ہے اور جن سے علوم جو کا کرہم اپنے اہناء جنس اور عزیز و
قریب ہوں، اپنے اپنے اور بڑوں اپنے اپنے ایسا کو کے ساتھ جن سے زندگی میں ہمارا ہے سلط
پڑتا ہے کس طرح پیش ہائیں، کیسا برداشت کریں اور کس کے کس پر کیا حقوق ہیں۔
اور یعنی دین، خرید و فروخت، ترقی و امانت، تجارت و راعت، مزدودی و دستداری
کا رخانہ داری و کرایہ داری اور اسی طرح دوسرے معاشری مشغلوں کے باسے میں
الشرودرگوں کے کیم، حکام ہیں اور ان کی کوئی سیکھیں جائز اور کون سی ناجائز ہیں۔

معاشرت و معاملات کی خصوصی اہمیت : - - -

یہ دونوں باب (معاشرت و معاملات) اس لحاظ سے شریعت کے خایث اہم بواب ہیں کہ انہیں چاریت ربانی اور خواہشانی نفاسی۔ اور احکام شریعت اور دینی مصلحت و منفعت کی شکمش عبادات وغیرہ دو سکر تام ابواب سے زیادہ ہوتی ہے، اسلئے اللہ کی بندگی و فرمادہاری اور اُس کے رسول اور اس کی شریعت کی تابعداری کا جیسا استھان ان میدانوں میں ہوتا ہے دو سکر کسی میدان میں نہیں ہوتا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے بنی آدم کو فرشتوں پر نوعی فضیلت حاصل ہوئی، ورنہ ظاہر ہے کہ ایمان و تقویں اور ہمدرد و قیمتی ذکر و عبادت اور روح کی لطافت و طمارت میں انسان فرشتوں کی برادری بھی نہیں کر سکتا۔

معاشرت سے متعلق احکام و ہدایات

اس تمہید کے بعد ہم پڑھے معاشرت کے سلسلہ کی حدیثیں پیش کرتے ہیں تکاری و ملاحق اور عذت و فقر و غیرہ سے تحلوں احادیث بھی اس مضمون میں درج ہوں گی۔

معاشرتی احکام و ہدایات کا سلسلہ پتھر کی پیدائش ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اسلئے ہم اپنی حدیثوں سے اس سلسلہ کا آغاز کر رہے ہیں جن میں پیدائش ہی کے سلسلہ میں ہدایات دی گئی ہیں اور بتلایا گیا ہے کہ پیدائش کے باعث میں ان باب کل ذمہ دار یا میں کیا ہیں۔



ماں باپ کی ابتدائی ذمہ داریاں

نومولود بچہ کے کان میں اذان :—

(۱) عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْنَ فِي أَذْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلَيْهِ حَسَنَ وَلَدَ تُهْ فَاطِمَةَ بِالصَّبْلَوَةِ۔ — رواه الترمذی وابو داؤد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو زافر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
(ابنے نواسے) حسن بن علی کے کان میں نمازوں اذان پڑھتے ہوئے دیکھا
جب (آپ کی صبحزادی) فاطمہ کے ماں ان کی ولادت ہوئی۔
(جامع ترمذی، سنن ابن داؤد)

(تشیع) حضرت ابو رافعؑ کی اس حدیث میں حضرت جسخؓ کے کان میں صرف اذان
پڑھنے کا ذکر ہے، لیکن ایک دسری حدیث سے جو "کنز العمال" میں متداوی مولیٰ صلی
کی تغیری سے حضرت حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ نے نومولود بچہ کے دامنے کان میں اذان اور بائیس کان میں اقسام پڑھنے کی
تعلیم دی، اور اس برکت اور تاثیر کا بھی ذکر فرمایا کہ اس کی وجہ سے بچہ
اُتم احتیاج کے مزدے مخنوظ رہے گا (جو شیطانی اثرات سے بھی بچتا ہے)۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نومولود بچہ کا پہلا حق گھروالوں پر یعنی کہ مسیح پھٹے
اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعہ اس کے دل و دماغ کو اللہ کے نام اور اس کی توحید

اور ایمان و نماز کی رخوت و پکار سے آشنا کریں۔ اس کا بہتر سے بہتر طریقہ یعنی جو سکتا ہے اور اس کے کاموں میں اذان و مقامات پڑھی جائے ۔۔۔ اذان و مقامات میں ہیں جو اپنی کو
غیر ادیٰ تعلیم اور دعوت نہایت موثر طریقے سے دی گئی ہے۔ نیز ان عونوں کی وجہ تاثیر و فضیلت
بہت سی، حدیث میں بیان کی گئی تھی کہ اسکے شیطان مخالف ہیں بلکہ پری کی خاندان تک بھلے بیٹکے پر ۔۔۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائش کے وقت نو و د مسلمان بچتے کے
کام میں اذان و مقامات پڑھنے کی تعلیم دی اور جب غریب پوری کرنے کے بعد اس کو
موٹ آجائے تو غسل دئے کر اور کفنا کر اس پر نماز جنازہ پڑھنے کی بہایت لشرواں ۔۔۔
اس طرح یہ بتلا دیا اور بتلا دیا کہ مومن کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے
اور وہ نہ اس طرح گزرنی چاہئے جس طرح اذان کے بعد نماز کے منتظر اور اس کی
تیاری میں گزارنی ہے ۔۔۔ نیز یہ کہ مسلمان بچتے کا پہلا حق یہ ہے کہ پیدائش
کے ساتھ ہی اس کے کام میں اذان دی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اس پر
نماز جنازہ پڑھی جائے ۔۔۔

تجزیہ کش اور دعا کے برکت ۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرفت اور صحبت کے نتیجہ میں محسناً ہم کرام کو
اپ کے ساتھ عقیدت کا جو تعلق تھا اس کا ایک خصوصی یعنی تھا کہ نو مولود بچتے کاپ کی
خدمت میں لائے جاتے تھے تاکہ اپ کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمادیں، اور
کھجور یا ایسی ہی کوئی چیز چبا کر بچتے کے تابو پر کل دیں، اور اپنے احباب فہم اس کے
تجزیہ میں ڈال دیں جو خیر و برکت کا باعث ہو ۔۔۔ اس عمل کو تجزیہ ک
کہتے ہیں ۔۔۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گانَ يُؤْتَىٰ بِالصَّنِيْعَاتِ فَيُبَرِّزُ عَلَيْهِمْ فَرَجُحَتْ كُفْرُهُمْ

وَأَسْلَمَ

حضرت خاصہ مدد و قدر عنی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنے پیشوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا برا کرتے تھے تو آپ نے کیلئے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے اور تحذیق فرماتے تھے ۔ — (صحیح مسلم)

(۳) عَنْ أَسْمَاءَ بْنَتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَصْلَى اللَّهِ
بْنِ الرَّبِّيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدَتْ بِعَصْلَى شَهْرَ
أَنَّهِتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ
فِي جَحْرِهِ ثُمَّ دَعَاهَا يَتَمَرَّ فَمَصَعَّحَهَا شَهْرٌ تَفَنَّلَ فِي
فِيَرِ وَشَقَّ حَذَلَةَ ثُمَّ دَعَاهُ لَهُ عَالَةَ وَبَرَّ لَهُ عَلَيْهِ وَكَانَ
أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِيَدَ فِي الْإِسْلَامِ ۔

روایہ بنواری و مسلم

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بھرت سے پہلے کمزیں جل سے قبیل۔ جب بھرت کر کے عزیز آئیں تو قباد میں ان کے ولادت ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے کبھی جس کمزیں پچھے کو لیں کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اُس کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے چھوڑاہ منگوایا اور اُس کو چبایا پھر اپنا العاب و جن اُس کے ٹھنڈیں ڈالا۔ در پھر اُس کے ٹانوپڑا، پھر اُس کے لئے دھاک اور برکت کووازا۔ اور یہ اسلام میں چھلاپڑا تھا جو بھرت کے بعد ایک دن اجر کے گھر پیدا ہوا۔

(صحیح بنواری و صحیح مسلم)

(تشریح) صحیح بنواری کی اس حدیث کی ایک سو دو ہستیں سماں ذہبی ہے کہ حضرت

عبداللہ بن زیر کے پیدا ہونے سے مسلمانوں کو خاص کر اسلئے بہت زیادہ خوش ہوئی تھی کہ یہ بات مشورہ رہ گئی تھی کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر ایسا جادو کر دیا ہے کہ ان کے پیغمبر پیدا ہی نہ ہوں گے۔ عبد اللہ بن زیر کی پیدائش نے اس کو غلط ثابت کر دیا اور مسلمانوں کے جو شمسی یہ جادو والی بات مشورہ کر رہے تھے وہ ذلیل ہو گئے۔

کتب حدیث میں "تجزیہ کی" کے بہت سے واقعات مروی ہیں۔ اس کے معلوم ہوا کہ جب کسی گھر نے میں پیغمبر پیدا ہو تو چاہتا ہے کہ اللہ کے کسی عقیل اور صاحب بندہ کے پاس اُس کو لے جائیں، اس کے لئے خیر و برکت کی دعا بھی کرائیں اور "تجزیہ" بھی کرائیں۔ یہ ان ستونوں میں سے ہے جن کا درواج بہت ہی کم رہ گیا ہے۔

عقيقة سر:

ذیماں کی قریب قریب سب ہی قوموں اور قبتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ پچھتہ پیغمبر ہونے کو ایک فحشت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور کسی تقریب کے ذریعہ اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضہ بھی ہے اور اس میں ایک بڑی مصلحت ہے کہ اس سے نہایت لطیف اور خوبصورت طریقے پر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ یا پاس پچھے کو اپنا ہی پچھہ سمجھتا ہے اور اس پارے میں اس کو اپنی یہوی پر کوئی شک و مشک نہیں ہے۔ اس سے بہت سے فتنوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ عربوں میں اس کے لئے جاہلیت میں بھی عقیقہ کا درواج تھا۔ و متور یہ تھا کہ پیدائش کے چند روز بعد نومولود بیٹے کے نمر کے وہ ہال جو دہ ماں کے پیٹ سے یہ کے پیدا ہوا ہے صاف کراوی یہے جاتے، اور اُس دن خوشی میں کسی جانور کی تربانی کی جاتی رجولت اور ایسی کی نشانہوں میں سے ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہصولی طور پر اس کو باقی رکھتے ہوئے بلکہ اس کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے ہمارے میں مناسب

ہدایات دیں اور خود حقیقت کو کے علی خون بھی پیڑ فرمایا۔

(۴) عَنْ مُبِيرٍ يَدِهَ قَالَ كُتَّارِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا دُرِدَ
لَا كَحْلَانَأَعْلَمُهُ بِحَمْ شَاءَ وَلَكُلُومَ رَاسَهُ بِدَمِهَا
فَلَمَّا جَاءَ إِلَيْهِ إِلْيَامُ كُتَّارِيَ لَمْ يَهُ شَاءَ يَوْمَ السَّعَادِ
وَلَخَلَقَ رَاسَهُ وَلَكُلُومَ حَمْ بِرَغْفَرَانَ۔

رواہ ابو داؤد

حضرت بریدہ رضی اشرفت سے روایت ہے کہ زمانہ قبلہ میں یہ لوگوں کا
یہ سنت تھا کہ جب کسی کے دل کا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا اور اُس کے
خون سے بچے کے سر کو زنگ دیتا پھر جب اسلام آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعلیم و ہدایت کے مطابق (ہمارا طریقہ یہ ہو گیا کہ ہم ساتویں دن حقیقت کی بکری یا
بکرے کی قربانی کرتے ہیں اور بچے کا سر صاف کر کے اس کے سر پر زعفران
لگادیتے ہیں) (سنن البیان داؤد)

اور اسی حدیث کی ارزینی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ساتویں دن حقیقت کے ساتھ
ہم بچے کا نام بھی لکھتے ہیں۔

(۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُوا
عَنِ الْعَبْرِيِّ خَصِيبًا أَفْطَلُهُمْ بِدَمِ الْعَقِيقَةِ فَإِذَا
حَلَقُوهَا رَأَسَ الْعَبْرِيِّ وَصَعُوْهَا عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ
سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ مَلُوْفًا.

رواہ ابن حبان لی گیر

حضرت عائشہ مددیہ من اشرفت سے روایت ہے کہ زمانہ قبلہ میں یہ
لوگوں کا یہ سنت تھا کہ جب وہ بچے کا حقیقت کرتے تو وہی کے ایک پھر سے میں تقدیر

کے جا لور کا خون بھر لیتے پھر جب تھے کامنہ شدہ دادیتے تو وہ خون بھرا بھوپیا میں کے سر پر رکھ دیتے (اور اس کے سر کو عقیقہ کے خون سے رنگیں کر دیتے ہی ایک جا بلانہ ہم حقی) قورشیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”نپھے کے سر برخون نہیں بلکہ اس کی جگہ حننوں لگا بایکرو“ (مسجد جان)

(الشیخ) خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زخرف ان وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے حضرت بریدہ اور امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کا روایج عربوں میں زمانہ اجرا طبیت میں بھی تھا۔ پوچکہ اس میں بہت سی مصحتیں تھیں جن کی طرف اور اشارہ کیا جا چکا ہے اور یہ غیادی طور پر شریعت اسلامی کے روایج کے مطابق تھا اور غالباً اس سبک میں کی طرح لمبٹہ بائیکی کے مقابا میں سے تھا اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصل کو یاد رکھا اور جا بلانہ رسول مکی اصلاح فشریان۔

ہمی طرح بحقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کا روایج یہود میں بھی پیکن وہ صرف لذکوں کی طرف سے عقیقہ کی قربانی کرتے تھے لذکوں کی طرف سے نہیں کرتے تھے جس کی درج غالباً لذکوں کی ناقدرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی اصلاح فرمائی اور حکم دیا کہ لذکوں کی طرح لذکوں کی طرف سے بھی عقیقہ کیا جائے۔ البتہ دونوں مصنفوں میں جو قدرتی اور فطری فرق ہے (جس کا لحاظ امیراث اور فناون شہادت وغیرہ میں بھی کیا گیا ہے) اس کی بنا پر آپ نے فرمایا کہ لذکی کے عقیقہ میں ایک بکری اور لذکے کے عقیقہ میں (اگر استطاعت اور وحشت ہو) تو دو بکریوں کی قربانی کی جائے۔

لسان اليهود تحقیق عن الفلام ولاتحقیق عن البخاریۃ فتحوا عن الغلام مشايخ
عن المعرفۃ شافعی۔ رواه بیهقی فی شبہ بالیمان میں الی بصرة مرفقاً رکن الرحال (چہدہ)

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنِ الْغُلَامِ شَائِئٍ وَعَنِ الْجَنَادِيَةِ شَائِئٌ وَلَا يَضْرِبُكُمْ دُحَّرًا نَائِئًا -

رواہ الرزقی والنسانی

ذیہ کر زینتی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مٹن، آپ (حقیقت کے بارے میں) فرمادیے تھے کہ لوگ کی طرف سے دو بگریاں کی جائیں اور لوگ کی طرف سے ایک بکری، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ حقیقت کے جانور فریوں یا وادو۔ (جامع الرزقی بیشتر نسائی)

(۵) عَنْ عَمَّرٍ وَبْنِ شُعْبَنَ عَنْ أَبِيهِيِّيِّ وَعَنْ جَعْلَيِّهِ فَتَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مُولَدَ لَهُ وَلَدٌ فَاحِبٌ أَنْ يَنْسُدَكَ عَنْهُ وَقَلِيلٌ يَنْسُدُكَ عَنِ الْغُلَامِ شَائِئِينَ وَعَنِ الْجَنَادِيَةِ شَائِئٌ -

رواہ ابو داؤد والنسانی

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب اچھیں کے پیچے پیدا ہو، اور وہ اس کی طرف کے حقیقت کی قربانی کرنا چاہیے، تو لوگ کی طرف سے دو بگریاں اور لوگ کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے۔ (مسنون ابن حبان و مسنون نسائی)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقیقت فرائض دو اچھات کی طرح کوئی لا ذمی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کا درجہ استحباب کا ہے جیسا کہ حدیث کے خط اکشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ والسلام۔ اسی طرح لوگ کے کے حقیقت میں دو بگریاں کرنا بھی کچھ ضروری نہیں ہے، اس اگر دععت ہو تو دو کی قربانی باہر ہرے ورنہ ایک بھی کافی ہے۔ آگئے درج ہونے والی ایک حدیث سے معلوم ہو گا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حصہ حسن اور حضرت حسینؑ کے عقائد میں ایک ہی ایک بھری کی قربانی کی تھی۔

(۲) عَنِ الْمُحَسِّنِ عَنْ سَمَرْأَةِ بْنِ جُنْدُپَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسَلَّمَةَ قَالَ كُلُّ شَعْلَاجٍ رَّاهِيٍّ لِّعَقِيقَتِهِ تَمَدُّدٌ، كُلُّ عَتَّافٍ يَوْمَ سَارِيٍّ دَيْنَاقٍ وَسَمَّاً۔
رواہ ابو داؤد و مسلم و ترمذی و النانی

حضرت ابن نصری نے حضرت سیدنا جنڈبادی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول ﷺ نے مسلمے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہر بچہ اپنے عقیدے کے جا تو کسے عرض
نہیں ہوتا ہے جو ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی لیا جائے اور اگر کسی
نشود یا جائے اور نام و کہا جائے۔

(حسن ابن داؤد، جامع ترمذی، حسن نسائی)

(الشراحی) عقیدہ کے جا تو کے عرض پڑھ کے رہن جو نے کے شارحین نے کلمی
مطلب بیان کئے ہیں۔ اس حاہر کے نزدیک دل کو زیندگی لگتے والی بات یہ ہے کہ بچہ
مشتعلی کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحب استطاعت کے لئے عقیدہ کی قربانی
اس کا شکر ادا اور گویا اس کا فریب ہے۔ جب تک پیش کریم میش نہ کیا جائے اور فریب
ادا نہ کر دیا جائے وہ بار باتی رہے گا اور گویا بچہ اس کے عرض رہن رہے گا۔

پیدائش ہی کے دن عقیدہ کرنے کا حکم غائب اسلئے انہیں دیا گیا کہ اُس وقت
گھروں کو زچہ کی دیکھ بھال کی فکر ہوتی ہے، علاوہ اذیں اُسی دن پڑھ کے کام صاف
کر دینے میں بھی اصول پر ضرر کا بھی خطرہ ہے۔ ایک ہفتہ کی مدت ایسی ہے کہ اُن
زچہ بھی عموماً تھیک ہو جاتی ہے اور بچہ بھی سات دن تک اس دنیا کی ہوا کھا کے
ایسا ہو جاتا ہے کہ اُس کا صرف صاف کر دینے میں ضرر کا خطرہ نہیں رہتا۔ والشدہ علم
اویس حدیث سے اور بعض دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ

کے ساتھ ساتویں دن پتچے کا نام بھی رکھا جائے۔ لیکن بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بیگوں کا نام پیدائش کے دن ہی رکھ دیا تھا، اسلئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھ دینے میں بھی کوئی مخالفت نہیں ہے، اس اگر پہلے نام ترکھا گیا تو ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ نام بھی رکھ جائے جن حدیثوں میں ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ نام رکھنے کا ذکر ہے اُن مطلب یہی بحصنا چاہئے۔

(۹) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَاصِمٍ الْعَسْبَيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْعَلَامِ عَقِيقَةً فِي أَهْرَانِ بَيْهُوْ أَعْنَدَهُ دَمًا وَأَمْيَطُوا أَعْنَدَهُ أَنْذَادِي

رواد البخاری

حضرت سلام بْن عاصم العسبيؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سن کر پتچے کے ساتھ عقیقہ سے دینے اور تعالیٰ جس کو پتچے خلاف رکھا جائے وہ عقیقہ کرے (لہذا پتچے کی طرف سے فشر بانی کرو اور اس کا شرکان کراؤ۔ (صحیح البخاری)

(پتچے) عقیقہ میں جیسا کہ ان حدیثوں سے ظاہر ہے دو ہی کام ہوتے ہیں۔ ایک پتچے کا سرمنڈزادنا اور دوسرا اس کی طرف سے شکرانہ اور فدیہ کے طور پر جانور قربان کر دینا۔ ان دونوں عکلوں میں ایک خاص ربط اور مذاہب سے ہے، اور یہ ملت ابراہیمی کے شعائر میں سے ہیں۔ یعنی میں بھی ان دونوں کا اسی طرح جوڑتے ہوں اسی طبق میں بھی اعلان کرنے کے بعد شرکان کرتا ہوں۔ اس لحاظ سے عقیقہ عملی طور پر اس کا بھی اعلان ہے کہ جارا نابطہ اللہ کے غلبی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے اور یہ پتچے بھی ملت ابراہیمی ہی کا ایک فرد ہے۔

(۱۰) عَنْ إِبْرَهِيمَ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حُسَيْنِ الْخَسِينِ وَالْخَسِينِ حَكَبْشَا حَكَبْشَا -

رواہ ابو داؤد

حضرت عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلم نے (اپنے نواسوں) حسن اور حسین کا عقیدہ کیا اور ایک دیکھ بندھا کر دیکھ کر دیکھ لیا۔ (سنن البداود)

(تسیل یہ) حضرت حمزہ، دو حضرت حسین کے عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک دیکھ بندھا کی تربانی غالباً اسلئے کی کہ اس وقت آئی ہی وسعت حقی۔ اور اس طرح ان لوگوں کے لئے جن کو زیادہ وسعت حاصل تھوڑا ایک نظیر بھی قائم ہو گئی۔ اس حدیث کی بعض روایات میں بجا ائے ایک دیکھ بندھا کے دو دیکھ بندھوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن حمدیں کے نزدیک سنن البداود کی بیان میں ایک دیکھ بندھا کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۱) عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَسِينِ بِشَاهِ قَدْشَانَ يَا فَاطِمَةُ احْلِيقِي رَأْسَكَ وَلَصِمَدَ قِيَ بِنِي نَهَرَ شَعْرَهُ فَصَّهُ فَهَرَّتَاهُ فَعَانَ وَرَدَنَهُ دَرَهَمًا أَوْ بَعْضَ دَرَهَمٍ

رواہ الترمذی

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلم نے حسن کے عقیدہ میں ایک بکری کی تربانی کی اور اپنے دوپنی صاحبزادی سیده افافہ سے فرمایا کہ اس کا سر صاف کر داؤد بالوں کے وزن پھر جاندی صدقہ کرو، ہم نے وزن کیا تو وہ ایک درہم رابریا اس سے

بھی کچھ کم تھے۔ (جامع ترمذی)

(اللشیں یعنی) اس حدیث میں حقیقت کے سلسلہ میں قربانی کے علاوہ پتھے کے بالوں کے وزن بھرچا نہی صدقہ کرنے کا بھی ذکر ہے، یہ بھی صحیح ہے۔

اس حدیث کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادہ حسنؑ کے بالوں کے وزن بھرچا نہی صدقہ کرنے کا حضرت مسیہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو بولکم دیا تھا بعض حضرات نے اس کی توجیہہ یہ کی ہے کہ حضرت حسنؑ کی پیدائش کے دلوں میں ان کے ماں باپ (حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) کے ماں اتنی وسعت نہیں تھی کہ وہ عقیقہ کی قربانی کر سکتے، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگی کی قربانی تو اپنی طرف سے کر دی، لیکن حضرت فاطمہؓ سے قربانی دیا کہ پتھے کے بالوں کے وزن بھرچا نہی صدقہ کر دیں، تاہم اس کی طرف سے بھی کچھ شکرانہ صدقے کی شکل میں اللہ کے حضور میں گز رجاء۔

تَسْمِيَّةُ (نَامَ رَكْنَهَا) :-

پتھے کا اچھا نام رکھنا بھی ایک حق ہے۔ احادیث نبوی میں اس بارے میں بھی واضح ہدایات وارد ہوئی ہیں۔

(۱۴) عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى الْوَلَدِ عَلَى التَّوَالِي أَنْ يُخْبِرَنَ (أَنَّهُ) وَيُخْبِرَنَ أَدَبَهُ رواہ البیهقی فی شعب الایمان

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیا:- باپ پر پتھے کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا اچھا نام لے کر اور اس کو حسین ادب سے آراستہ کرے۔ (شعب الایمان البیهقی)

(۳۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلُ مَا يَتَحَلَّ الرَّجُلُ وَلَكَذَلِكَ إِسْمُهُ
قَالَ حَسْنٌ إِنَّمَّا — — — — — رواه ابو الحسن

حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ آدمی اپنے پچھے کو سب سے پہلا کفر نام کا دیتا ہے اسکے پھر ہے کہ اس کا
نام اچھا کر کم۔ — — — — — (رواہ الحشی)

(۳۳) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْفَى عَلَيْهِ أَعْصَمَ الْأَعْصَمَ لَنْ تَخْفَى أَعْصَمَ الْأَعْصَمَ
أَنَّمَا يَعْلَمُ مَا حَسِّنُوا أَسْمَاءُ كُفُّرٍ — — — رواہ ابو الداؤد
حضرت ابو الداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباد کے ناموں کے ساتھ بجا رہے
یا اگر رینی پکارا جائے تو افلان بن فلان (وزیر احمد) چھٹے نام کھا کرو۔

— — — — — (مسند احمد، مسن ابن داؤد)

(۳۴) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَ أَسْمَاءِ الْمُكْبَثِ إِلَى اللَّهِ عَبَدَ اللَّهَ وَعَبَدَ
الْوَحْشَنَ — — — — — رواہ سلم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ
عیناً اللہ اور عبد الرحمن ہیں — — — — — (رواہ سلم)

(تسوییح) عبد اللہ اور عبد الرحمن کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ سر ظاہر ہے
اس میں بندے کی عبدیت کا اعلان ہے اور یہ چیز اصل کو پسند ہے — — —

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں وہ انہیاں علیہم السلام کے ساتھ سیدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام اور ائمہ رکھا تھا۔ اور سنن ابن داؤد وغیرہ میں آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے: «سُمُّوٰتٌ وَأَسْمَاءٌ أَكْنَانٌ كَنْيَاءٌ» (معنی پیغمبروں کے ناموں پر نام رکھو)۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بخوبی کے نام ایسے بھی رکھے ہوئے تھے اپنے الحافظ سے اچھے ہیں، اگرچہ وہ پیغمبروں کے معروف ناموں میں سے نہیں ہیں بلکہ اپنے ناموں کا نام حسن اور حسین رکھا، اور دیکھ انصاری صحابی کے پختے کا نام نشید رکھا۔ — الفرض اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز میں اور آپ کے ارشادات سے یہی رہنمائی لحتی ہے کہ باپ کی ذمہ دادی ہے کہ پچھلے کا اچھا نام رکھے یا اپنے کسی بزرگ سے رکھوائے۔

حسن ادب اور دینی تربیت :

الشد کے سارے پیغمبروں نے اور ان سب کے آخر میں اُن کے خاتم سیدنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چند روزہ دُنیوی زندگی کے بارے میں یہی بتایا ہے کہ یہ دراصل آئنے والی اس دُنیوی زندگی کی تمهید اور اُس کی تیستاری کے لئے ہے جو اصلی اور جتنی زندگی ہے اور کبھی ختم نہ ہوگی — (س لفظ لفظ کا قدرتی اور لازمی تقاضا ہے کہ دنیا کے سارے مخلوقوں سے زیادہ آخرت کو بنانے اور وہاں کو زد فلاح حاصل کرنے کی فکر کی جائے اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب اولاد پر اُس کی اولاد کا یہ حق بتایا ہے کہ وہ بالکل شروع ہی سے اس کی دینی علم و تربیت کی فکر کرے، اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو قصور و ارہوگا — اس سلسلہ کی چند حدیثیں ذیل میں پڑھئے:

(۱۹) عَنْ إِبْرَاهِيمَ كَعْبَةِ أَبْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحْتُمُوا عَلَىٰ يَهُودَیَّا بِحُكْمِ أَذْلَلَ صَلَّیْلَمَّا
بِلَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ، وَلَقَنُوْهُمْ عِذَّا الْمُؤْمِنِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ
اَللَّهُ اَللَّهُ — روایہ سیقی فی شب الایمان

اپنے پیغمبر کی زبان سے سب سے پہلے "لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ" کہلواد اور
موت کے وقت ان کو اسی کلمہ "لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ" کی تلقین کرو۔

(رشیعہ الایمان للبیضی)

(قصش یعنی) انسانی ذہن کی صلاحیتوں کے باہرے میں جدید تجربات اور تحقیقات ہے
یہ تجربات ثابت ہو چکی ہے اور اب گویا اسلام کرنی گئی ہے کہ پیدائش کے وقت ہی سے
نیچے کے ذہن میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ جو آوازیں وہ کامن سے شنے اور آنکھوں سے
جو کچھ دیکھے اُس سے اثر لے اور وہ اثر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا
ہونے کے بعد ہی نیچے کے کامن میں (غاصن کامن میں) اذان واقامت پڑھنے کی جو ہستا
فرماتی ہے (جیسا کہ حضرت ابو رافع اور حضرت حسین بن علی کی تذکرہ بالاروایات سے
معلوم ہو چکا ہے) اس سے بھی یہ صاف اشارہ ملتا ہے — حضرت عبد اللہ
بن عباس کی اس حدیث میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ نیچے کی زبان جب بولنے کے لئے
کھلنے لگے تو سبے پہلے اس کو کلمہ "لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ" کی تلقین کی جائے اور اسی سے
زبانی تعلیم و تلقین کا افتتاح ہو۔ — آنکھی بھی ہدایت فرمائی گئی کہ جب آدمی کا
وقت آخر آئے تو اُس وقت بھی اس کو ہمی کلمہ کی تلقین کی جائے —
ٹراخوس نصیب ہے اندر کا وہ بندہ جس کی زبان سے دنیا میں آنے کے بعد سب سے
پہلے ہمی کلمہ نکلے اور دنیا سے جاتے وقت بھی اس کا آخری کلمہ ہو —
اللہ تعالیٰ نصیب نہ رہا۔

(۱۶) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَحْدِلُ فَالِدُّولَةُ وَلَدَّا مِنْ تَحْدِلُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبِ حَنَفَيٍّ — روایہ الترمذی

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی باپ سے بپنی اولاد کو کوئی علیہ اور تھنڈھن ادب و اچھی سیرت سے بھتر نہیں دیا۔ (جامع الترمذی)

(الشیخ) یعنی باپ کی طرف سے اولاد کے لئے سب سے اعلیٰ اور بیش ہے انقدر ہی کہ اُن کی ایسی تربیت کرے کہ وہ شاشٹگی اور اپنے اخلاقی و سیرت کے حوالی ہوں۔

(۱۷) عَنْ أَنَّىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَخْيُرُوا إِذَا بَهْرَ — روایہ ابن ماجہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا اکرام کرو اور (چھی تربیت کے ذریعہ) اُن کو حسن اور بے کاری سے کرو۔ (سنن ابن ماجہ)

(الشیخ) اولاد کا اکرام یہ ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کا علیہ اور اُس کی ادائیت سمجھ کر اُن کی قدر اور اُن کا لحاظ کیا جائے جس استطاعت اُن کی ضروریات حسنهات کا بندوبست کیا جائے۔ اُن کو بوجوہ اور صیبست بھجا جائے۔

(۱۸) عَنْ عَمِيرٍ وَبْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْلَدَةِ — قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْفَعًا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُنَّ أَبْنَاءُ سَمْعَجَ وَأَغْرِيُوهُمْ كَلِمَاتًا وَهُنَّ حَقَّ الْمُؤْمِنِينَ وَقُرْقُوا بِذِيَّهُمْ فِي الْمَهْنَدَاجِعِ — روایہ ابو داؤد و روایہ شریعت الحسن بن سعید

حضرت علیہ السلام عن عبود العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: - تھا رے پچھے جب سات سال کے بوجائیں تو ان کو نماز کی تاکید کرو، اور جب دس سال کے بوجائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر، اکہ سزادو، اور ان کے بستر ہی الگ الگ کر دو۔ — (مسنونابی و مذہب)

(قشیجہ) عام طور سے پچھے سات سال کی عمر میں کبھی دارا اور باشمور ہو جاتے ہیں اس وقت سے ان کو خدا پرستی کے دانتے پڑا لانا چاہئے، اور اس کے لئے ان سے نماز کی پابندی کرانی چاہئے۔ دس سال کی عمر میں ان کا شعور کافی ترقی کر جاتا ہے اور بلوٹ نماز مانند قریب آ جاتا ہے اُس وقت نماز کے بارے میں ان پر سختی کرنی چاہئے، اولہ اگر وہ کوتاہی کریں تو مناسب طور پر ان کو سرزنش لہی کرنی چاہئے۔ نیز اس نصیحت کو پہنچ جانے پر ان کو الگ الگ سلانا چاہئے، ایک ساتھ اور ایک بستر پر نہ سلانا چاہئے (وس سال سے پہلے اس کی کنجائش ہے)۔

حدیث کا دعا یہ ہے کہ ان بات پر یہ سب اولاد کے حقوق ہیں، لڑکوں کے بھی اور لڑکیوں کے بھی، اور قیامت کے دن ان سب کے بامستے میں باز پر س ہوگی۔

نماصرکردار کیوں کے ساتھ ہیں سلوک کی اہمیت: —

آج تک بھی جنت سے علاقوں اور طبقوں میں لڑکی کو ایک بوجہ اور صیبیت بھا جاتا ہے، اور اسکے پرداہو نے پر گھر میں بجائے خوشی کے افسردوں ہوڑھی کی نصانوں جو جاتی ہے۔ یہ حالت تو آج ہے، لیکن، سلام سے پہلے عربوں میں تو یعنی ساری لوگوں کو یا عبیت نہیں دھار تھوڑ کیا جاتا تھا، اور اس کا یہ سمجھی نہیں کہ جا جاتا تھا کہ اس کو زندہ تھا اس نے دیا جائے۔ جنت سے قسمی القلب خود اپنے ناقبوں سے اپنی پیشی کا لگانے گئوں کیس کا خاتمہ کر دیتے تھے ایسا کو زندہ نہیں میں دفن کر دیتے تھے —

ن کا یہ حال قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے : —

وَإِذَا بَشِّرَ أَحَدًا هُنَّ
بِالْأَيْمَنِ شَفَّى طَلَّةً وَجَهَةً
مُسْوَدًا فَهُوَ كَتَمِيلٍ يَقُولُ
يَئِمَّا وَارِيٌّ مِنَ الْقَوْمِ وَمِنْ
شَوَّافِيْ مَا بَشِّرَ بِهِ دَ
أَيْمَسِكُهُ لَا تَعْلَمُ مَهْوِيْنَ
آمِ يَئِمِّ شَهَةٍ فِي التَّرَابِ دَ
يَا مِنْ كُلِّيْسٍ يَجَاكَهُ شَيْءٍ وَبَاشَ .
(العل - ۶۰)

یہ تواریکوں کے بارے میں اُن عربوں کا ظالمانہ تزویہ ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھئے : —

(۱۴) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَبْدَكَاسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مُلِدَّاتُ اللَّهِ إِلَيْهِ فَلَمْ يُؤْرِدْهَا
وَلَمْ يُهْنِهَا وَلَمْ يُوْزِدْهَا عَلَيْهَا
يَعْنِي اللَّهُ مَكْوَنٌ — أَذْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ —

روایہ احمد و الحاکم بنی المتردیک

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سعد و ایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے ہاں لا کی پیدا ہو، پھر وہ مذہب کے کوئی ایندا چوہا اور زادس کی توبیہ اور ناقدری کرے، اور نہ محنت اور بر تائیں لا کوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی اس کے ساتھ ویسا ہی بر تاؤ کرے جیسے کہ لا کوں کیستہ کرتا ہے)

تو ایشہ تعالیٰ لعلیٰ کے ساتھ اس میں سلوک کے مسئلے میں، اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

(مسند احمد، مسنودہ حاکم)

۴۱) عن عائشة قالت قاتل رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتلي من هذه البتايت بشيء فاخسن اليه فعن كنف الله سترًا من النار.

رواہ البخاری و مسلم

حضرت عالیٰ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹھیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی را درہ اس نے، اس ذمہ داری کو ادا کیا (اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹھیاں اُس کے لئے وزیر سے بچاؤ کا سنا مان بن جائیں گی۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) حضرت صدیقہؓ کی اسی حدیث کی ایک روایت میں وہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے جس کے مسلسل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ:— حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نہایت غریب عورت کوہ مانگنے کے لئے آئی، اُس کے ساتھ اُس کی ڈوپیاں بھی تھیں، اتفاق سے اُن کے پاس اُس وقت صرف ایک بھروسہ تھی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فعلیٰ ہی کریں نے وہی بھروسہ نیچاری کو شے دی۔ اُس نے اُسی ایک بھروسے کو دھکریے کر کے دونوں ڈوپیوں میں تقسیم کر دیئے، اور تجوہ اُس میں سے کچھ بھی نہیں لیا اور حلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مشریع فائٹے تو میں نے آپ سے یہ دو قسم بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ:— جس بندے یا بندی پر بیٹھیوں کی ذمہ داری پڑتے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بیٹھیاں آخرت میں اس کی نسبت کا

سنان بنیں گی۔ — طلب ہے کہ یہ آدمی اگر بالفرض اپنے کچھ گناہوں کی وجہ سزا اور عذاب کے قابل ہو گا تو اب کیوں کے ساتھ عین سلوک کے صدر میں اس کی مخفف فرمادیجائے گی، اور وہ دوزخ سے بچا دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کی ایک دوسری روایت میں جس کو امام سلم نے روایت کیا ہے۔ افادہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ایک بیچاری مسکین عورت اپنی دوپھیوں کو گود میں لئے ان کے پاس آئی اور سوال کیا، تو حضرت عائشہؓ نے اس کو یعنی بھوپریں ویں ائمۂ ایک ایک دونوں بھوپوں کو دی دی، اور ایک خود کھانے کیلئے اپنے ٹھوپ میں رکھنے لگی، بھوپوں نے اُس تیسری بھوپر کو بھی ماٹھا، تو ائمۂ خود نہیں کھائی، بلکہ وہ بھی آدمی کر کے دونوں بھوپوں کو دے دی۔ — حضرت عائشہؓ اس کے اس طرزِ عمل سے بہت متعازز ہوئیں، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو اسکے نے فرمایا کہ: — اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے آئی علی کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا اور دوزخ سے رہائی کا فیصلہ فرمادیا۔

ہو سکتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ساتھ یہ دونوں دو ائمۂ الگ الگ پیش آئے ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وادعو ایک ہی ہو اور راویوں کے بیان میں اختلاف ہو گیا ہو۔

(۲۲) عَنْ أَنَّى قَالَ فَالْمَسْوُلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَاهَارَ يَمَّىئِينَ حَتَّى تَبَيَّنَ عَاجَاءُ يَوْمِ الْقِيَمَةِ تَوَلَّ أَنَّا وَهُوَ هَذَكَنَ الْهَمَّةَ أَصَابَعَهُ

حضرت انس بنی اشرع سے روایت ہے کہ مسیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، سب سو بندہ ڈالوں کیا بار اپنائے تھے، تو روان کی پروشن کر کے بیسانا تک کردہ جس بلوع کو پھونگ چائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرز ساتھ ہوں گے۔ — اب اسی حضرت انسؓ کے تھے ہیں کہ اپنے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل طاکر کیا گیا۔

(یعنی یہ کہ جس طرح بہ انگلیاں دیکھ دو سکتے ہیں تو ہوئی ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص بالکل ساتھ ہوں گے) (صحیح مسلم)

(۴۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثَ أَخْوَاءٍ أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ بَنْتَيْنِ فَإِذَا دَبَّهُنْ يَأْخُونَ وَأَخْسَنُ إِلَيْهِنَّ وَرَدَّهُنْ جَهَنَّمَ فَلَهُ الْجَنَّةُ^۱ رواه ابو داود والترمذی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس بندے نے تمیں بیٹھیوں یا تین ہنلوں یا دو ہی بیٹھیوں یا ہنلوں کا با راحنمایا اور ان کی بھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھت سلوک کیا اور پھر ان کا تکمیل بھی کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کی سیکھ جنت کا فصلہ ہے (سنابن داد) (باجمع ترمذی)

(تسنیف) ان حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک کو لڑکیوں کا صرف حق ہی نہیں بتایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر داخلہ جنت اور خدا پر فخر سے بخات کا آپ نے اعلان فرمایا اور یہ اتنا ہی خوش خبری سنائی کہ لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اہل ایمان قیامت میں اس طرح میرے قریب اور بالکل میرے ساتھ ہوں گے جس طرح ایک بانو کی باہم ملی ہوئی انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

داد و دہش میں مساوات و برابری بھی اولاد کا حق ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے بارے میں یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ عاصکرداد و دہش میں سب کے ساتھ انصاف اور برابری کا برداشت کیا جائے یہ زندگی کو زیادہ نواز اجاۓ اور کسی کو محروم رکھا جائے یا کم دیا جائے یہ حیز

بُذات خود بھی مطلوب ہے اور اس عدل والتصاف کا بھی تقاضا ہے جو اللہ تعالیٰ کو
مُحبوب ہے۔ اسکے علاوہ اس میں یہ بھی حکمت و مصلحت ہے کہ اگر اولاد میں سے کسی کو
زیادہ نواز اجاۓ اور کسی کو کم، تو ان میں باہم بخض و حسد پیدا ہو گا جو دین اور تقویٰ
کے لئے تباہ کن اور ہزار فتنوں کی بڑھتے ہے۔ نیز اولاد میں جس کے ساتھ ناالصافی ہو گی
اس کے دل میں باپ کی طرف سے نیل آئے گا اور شکایت و کدو روت پیدا ہو گی، اور
ظاہر ہے کہ اس کا انعام کتنا خراب ہو گا۔ ان سب وجہ سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت تائیدیں فرمائی ہیں اور اس روایت کو ایک طرح کاظم
قرار دیا ہے۔ اس باب میں مندرجہ ذیل حدیث پڑھئے :

(۴۳) عَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبْنَاءَهُ أَتَى يَهُوَ الْمَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي تَحْدِثُ
إِبْرَيْقَ هَذَا أَعْلَمَ مَا فَعَالَ أَحْكَمَ وَلَدِيَ لَكَ حَلْكَةً وَشَلَّةً
قَالَ لَأَقَالَ فَادْجُعْهُ — وَفِي رِوَايَةِ أَشَهَ قَالَ
أَيْسَرُوكَ أَنَّ يَكُونُ ذِرَارًا لِيَنْدَقَ فِي الْبَرِّ سَوَاءً قَالَ بَلَى
قَالَ فَلَمَّا دَأَوْ فِي رِوَايَةِ أَنَّهُ قَالَ أَغْطَاهِنَّ أَيْنِ عَطِيشَةَ
قَالَ كَلَّتْ عَمَرَةٌ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَنِ حَتَّى شَهَدَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَغْطَيْتُ إِبْرَيْقَ مِنْ
عَمَرَةٍ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيشَةَ فَأَمْرَتُنِي أَنْ أُشُودَ لَهُ
يَارَ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَغْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِيَ لَكَ وَشَلَّ
هَذَا؟ قَالَ لَأَقَالَ فَأَتَعْلَمُ اللَّهُ عَالِمُ الْوَابِينَ أَوْ لَا وَكُفَّرَ
قَالَ فَرَجَحَ فَرَجَحَ عَطِيشَةَ وَفِي رِوَايَةِ أَنَّهُ قَالَ

لَا آشہدُ عَلَیْیِ بَحْرُورٍ — رواه البخاری و مسلم

حضرت نعماں بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد بھی لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھن روایات میں یہ کہ کوئی دوسرے نے اس بیٹے کو ایک غلام بھپڑ کر دیا ہے (ابھن روایات میں بھائے غلام کے بانو بھپڑ کرنے کا ذکر ہے بہرحال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا ہے کیا تم نے اپنے سب پیوں کو اتنا ہی آتنا دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ:- نہیں (ادوؤں کو تو نہیں دیا، صرف اسی لڑکے فہلان کو دیا ہے)۔ آپ نے فرمایا۔ پھر یہ تو تھیک نہیں۔ اور فرمایا کہ:- اس کو داپسیں لے لو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ:- کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری سب اولادیکسان طور پر تھماری خرابی بردا اور خدمت گزار بنے؟ انہوں نے عرض کیا کہ:- نا۔ حضرت یہ تو صرف وچاہتا ہوں!۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر اساذہ کو دیکھ کر ایک کو دوسروں کو خود مرکھو۔ (اور نعماں بن بشیر رضی کی ایک دوسری روایت میں دیکھا اس طرح بیان کیا گیا ہے) کہ میرے والد نے (میری والدہ کے صدر اپر) میرے لئے کچھ بھپڑ کیا تو میری والدہ غرہ بنت رواحہ نے کہا کہ میں جب خوش اور طھیں ہوں گی جب تم روؤں بھتر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جسم کا گواہ بناؤ گے جناب نے میرے والد فہلان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیوی آنہہ بنت رواحہ سے میرا جو بچہ (فہلان) ہے میں نے اس کے لامبا کچھ بھپڑ کیا ہے تو اس کی ماں نے بھوئے تاکید کی ہے کہ میں جھٹو کو اس کا گواہ بناؤں (اور اس طرح حضورؐ کی مخلوقی بھی حاصل کر کے ہو) کوچھ کروں (آپ نے اُن سے پوچھا کہ:- کیا تم نے اپنے اور سب پیوں کے لئے بھی اتنا ہی بھپڑ کیجئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں (ادوؤں کے لئے تو نہیں کیا)۔ آپ نے

ارشاد فرمیا۔ فانقوالله فاعداً لوابین اولاد کھریتین خدا مسے ڈرو
اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور برادری کا سلوک کرو۔ حضرت نوحان بن بشیر
گفتہ ہیں کہ حضورؐ کے اس فرمائی پر والد صاحب نے بروح کری اور بہبہ اپنے بیٹے
اور ایک رواہت میں ہے، حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ:- جیسے انسانی کے معاوكا
گواہ نہیں بن سکتا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(لشائیم) بیس اکٹھا ہر ہے اس حدیث میں اس بات سے مانع فرمائی گئی ہے
اور اس کو بخوبی یقین ہے انسانی قرار دیا گیا ہے کہ اولاد میں سے کسی کے ساتھ اولاد دشمن
میں ترجیحی سلوک کیا جائے یعنی فقہاء نے اس کو حرام تک کہا ہے لیکن اکثر فقہاء نے
اور ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالکیت اور امام شافعیؓ نے (بعض دوسرے
وکیل و قرائی کی پناہ پر) اس کو حرام قو نہیں لیکن کر دہ اور سخت ناپسندیدہ قرار دیا ہے
مگر واضح رہے کہ حکم اسی صورت میں ہے جبکہ ترجیحی سلوک بلا کسی ایسی وجہ کے ہو
جو شرعاً مستبرہ ہو، لیکن اگر کوئی ایسی وجہ موجود ہو تو پھر اس وجہ کے بعد ترجیحی سلوک
درست ہو گا۔ مشاہد اولاد میں سے کسی کی صحت متعلق طور پر خراب ہے اور وہ دوسرے
بھائیوں کی طرح معاشری جدوجہد نہیں کر سکتا تو اس کے ساتھ خصوصی سلوک عدل و
انصاف کے خلاف نہ ہو گا، بلکہ ایک درجہ میں ضروری اور باعثت اجر ہو گا۔ اسی
طرح اگر اولاد میں سے کسی نے اپنے کو دین و ملت کی خدمت میں اس طرح لگا دیا ہے
کہ معاشری جدوجہد میں زیادہ حصہ نہیں لے سکتا تو اس کے ساتھ بھی مناسب حد
تک خصوصی سلوک جائز بلکہ باعثت اجر ہو گا۔ علی ہذا اگر کسی ایک بھائی کے ساتھ
خصوصی اور ترجیحی سلوک پر دوسرے بھائی رضا مستہ ہوں تب بھی یہ جائز ہو گا۔

(۲۹) عَنْ إِبْرَهِيمَ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُوْدَانَ إِبْرَهِيمَ أَوْ كَلَادَ كُثُرَ فِي الْعَطَيْمَةِ فَنَأَوْ

گفت مفہوماً آخذنا فهملتُ الیساً -

رواه سید بن الصوری سنن والطبرانی فی الکتب
وادوہ، اس میں اپنی سب اواد کے ماتحت مساوات اور برابری کا حامل کرو۔
اگر میں اس معاشر میں کسی کو تزیع دیتا تو ہر توں (معنی رکھوں) کو تزیع دیتا۔
معنی اگر مساوات اور برابری نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ رکھوں کو (معنی)
سے زیادہ دیا جائے۔ (سنن سید بن الصوری، حکم کبیر الطبرانی)

التشریح اس حدیث سے تھا، کی ایک جماعت نے یہ سمجھا ہے کہ ماں باپ کے
اتصال کے بعد میراث میں اگرچہ رکھوں کا حصہ رکھوں سے نصف ہے لیکن زندگی
میں ان کا حصہ بھائیوں کے برار ہے، لہذا ماں باپ کی طرف سے جو کچھ اور جتنا کچھ
رکھوں کو دیا جائے وہی اور اتنا ہی رکھوں کو دیا جائے۔

نکاح اور شادی کی ذمہ داری :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی بہی ذمہ داری بتلانی ہے کہ جب کچھ
باپ کی نکاح کے ذریعہ تو اس کے نکاح کا منہ و بست کیا جائے، اور تاکہ
زوجی ہے کہ اس میں غفلت نہ بر قی جائے۔

۴۶، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَدِيرِيْ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِأَقْوَى رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مُلِدَةَ ذَلِكَ ذَلِكَ ذَلِكَ ذَلِكَ
إِشْمَاءُ وَذَلِكَ بَنَةُ يَا ذَا بَلَغَةَ ذَلِكَ وَجْهَهُ فَإِنْ يَلْعَمْ ذَلِكَ
يُؤْنِذُ وَجْهَهُ فَإِنْ أَصْبَابَ إِشْمَاءَ قَاتَمَ إِشْمَاءَ عَلَى أَبِيهِمْ -

رواه سعید بن شعبان

حضرت ابو سید خدری اور حضرت جبل اللہ بن عباس صنی اللہ عنہما سے روایت

گر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، جس کو اللہ تعالیٰ اولاد فتنے تو
چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو بھی تربیت دے اور سینقد سکھائے
پھر حب وہ سب بلوغ کو جو پنچ تو اس کے نکاح کا بندوبست کرنے اگر (اس نے
اس میں کوتا ہیا کی اور) شادی کی عمر کو جو پنچ جانے پڑی (اپنی غفلت اور
بے پرواہی سے) اس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اس کی وجہ سے
حرام میں بٹھا ہو گیا تو اس کا باپ اس گناہ کا ذمہ دار ہو گا۔

(شعبہ الہابان السیقی)

(شرح) اس حدیث میں اولاد کے قابل شادی ہو جانے پر ان کے نکاح اور
شادی کے بندوبست کو بھی باپ کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں ہے کہ باپ سے
حاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتا ہی ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے فری و درج ہے
کہ تم نے دوسروں کی تقلید میں نکاح شادی کو بیحد بھاری اور بوجمل بنا لیا ہے
اور ان کے رسم درواج کی پڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لی ہیں۔ اگر تم اس بارے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسن کی پیرودی کریں اور نکاح شادی اس طرح
کرنے لگیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا اپنے اور انہی صاحبو ادیو
کے نکاح کئے تھے تو یہ کام اتنا ہلاکا پھولکا ہو جائے جتنا ایک مسلمان کے لئے جو میں
نمایا دا کرنا، اور پھر اس نکاح اور شادی میں وہ برکتیں ہوں جن سے ہم بالکل محروم
ہو گئے ہیں۔

ماں باپ کے حقوق اولاد پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق اور
ہم مسلم کی ان کی ذمہ داریاں بیان فرمائیں اسی طرح اولاد پر ماں باپ کے حقوق ادا

اس مسلم کے ان کے فرائض بھی بتائے ہیں بلکہ اس واب پسے اپنی تفسیہم وہاں میں جزو ایمان کا درج دیا۔ قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل کیسا ہوا صیفیہ ہدایت ہے، اس میں ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کے ساتھ ساتھ اس طرح دیا گیا ہے جس سے حنوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے اعمال میں خدا کی عبادت کے بعد ماں باپ کی خدمت اور راحت رسانی کا درج ہے۔ سورہ بُنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا گیا ہے:-

وَقَصْنَى زَيْلَقَ أَلَّا
أَرْتَهَا رَبُّكَ طَعْنَى حَكْمَ
تَعْبُدُ دُوا إِلَّا إِيَّاهُ
مِنْ هِيَ كُلُّ عِبَادَتٍ وَوَرَبِّتُشَ كَرِيدَ
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِخْشَأَهُ
أَوْرَانِ باپَكَ سَاتَهُ أَچْهَى سَيِّءَهَا
بِرَتَأُو اورَانِ كَيْ خَدْمَتَ كَرِيدَ.
(بنی اسرائیل۔ ۲۵)

اور دوسری جگہ سورہ اھمان میں ماں باپ کا حق بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ اگر با فرض کسی کے ماں باپ کا فروشنرک ہوں اور لاولاد کو بھی کفر و شرک کے لئے مجبور کریں تو اولاد کو چاہئے کہ ان کے کتنے سے کفر و شرک تونڈ کرے لیں کن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت پھر بھی کرتی رہے۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ فِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ
عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمْ بَارِي الدُّنْيَا مَعْرُوفٌ.

(سورہ اھمان۔ ۲۶)

آخرے درج ہونے والی حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کے حقوق اور ایسے تعلق اولاد کے فرائض کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ درصلی قرآن مجید کی ان آیات ہی کی تشریح و تفسیر ہے۔

ماں باپ اولاد کی جنت اور دوزخ ہیں :

(۴۷) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا خَلَقَ الْوَالِدَيْنَ عَلَىٰ وَلَدٍ هُمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكُمْ
وَنَارُكُمْ

رواہ ابن ماجہ

حضرت ابو امار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:- حضرت اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ:- وہ تھماری جنت اور دوزخ ہیں ۔

(سنن ابن ماجہ)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ اگر تم ماں باپ کی فرمابنبرداری و خدمت کرو گے اور
آن کو راضی رکھو گے تو جنت پا لو گے اور اس کے بر عکس اگر ان کی نافرمانی اور
انیذار ساتی کر کے انھیں ناراصل کرو گے اور ان کا دل دکھاؤ گے تو پھر تھمارا تھکانا
دوزخ میں ہو گا ۔

اللہ کی رضا والدین کی رضامندی سے والبتہ ہے :

(۴۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ
فَسَخْطُ الرَّبِّ فِي سَخْطِ الْوَالِدِ — رواہ البرزی

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، صنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی
میں سبھی اور اللہ کی نار امنی والد کی خوار امنی میں ہے ۔ (بخاری ترمذی)

(تشریح) حدیث کا مطلب اور دعایہ ہے کہ جو اپنے مالک و مولا کو رحمی کرنا چاہیے وہ اپنے والد کو رحمی اور خوش رسم کے اثر کی رضا صاحب میں ہونے کے لئے والد کی انجامی شرط ہے، اور والد کی نار رحمی کا لازمی تبجد الشد کی نار رحمی ہے، لہذا جو کوئی والد کو نار ان کرے گا وہ رضائے الہی کی دولت سے محروم رہے گا۔

اس حدیث میں والد کا لفظ آیا ہے جو عربی زبان میں باپ ہی کیلئے استعمال ہوتا ہے ریار کے لئے والدہ کا لفظ بولا جاتا ہے) — اس پہنچا پراس حديث میں ماں کا ذکر صراحت نہیں آیا ہے لیکن چونکہ دوسری احادیث میں جو غفرانیہ درج ہوئیں اس بارے میں ماں کا درجہ باپ سے بھی بلند اور بالآخر بتایا گیا ہے اس لئے ماں کی خوشی اور ناخوشی کی بھی وہی اہمیت ہوگی اور اس کا بھی وہی درج ہو گا جو اس حدیث میں باپ کی رضائیہ دی اور نار رحمی کا بتایا گیا ہے۔

ماں کا حق باپ کے بھی زیادہ :

(۲۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي مَسْؤُلَ اللَّهِ
مِنْ أَحَقِّ الْمُحْسِنِينَ سَخَابَتِي قَالَ أُمَّاتُكَ لَكَ أَمْتَكَ
لَشَّرِّ أَمْتَكَ لَثُمَّ أَبَا الْفَلَّعَ أَذْنَاقَ فَيَا ذَنَاقَ.

رواء البخاری وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے اثر علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:- یحیی برقدرت او حُسْن سلوک کا سب سے زیادہ حق کیس کا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:- حق رہی ماں میں پھر کتنا ہوں تھماری ماں میں پھر کتنا ہوں تھماری ماں، اس کے بعد تھمارے باپ کا حق ہے، اس کے بعد تو تھمارے قریبی دشمنوں پھر جو ان کے بعد قریبی دشمنوں ار پڑا۔

(مشترک) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں سوال کرنے والے صحابی کا نام نہ کوئی نہیں ہے، لیکن جامع ترمذی اور شیخ البیان ابی داؤد میں ہبز بن حسیم بن معاویہ قشیری سے روایت کیا گیا ہے کہ مسٹر داود معاویہ بن خیدہ قشیری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اکہ "مَنْ أَبْتَلَهُ .." (جیسے کس کی خدمت اور کس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے؟) یعنی اس بوارے میں سب سے زیادہ اور سب سے مقدم میں کس کا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "أَمْلَقُ" (تعماری ماں کا)۔ (خوب نے پوچھا "لَمَّا مَنْ" و پھر کس کا حق ہے) آپ نے پھر فرمایا "أَمْلَقُ" (تعماری ماں کا)۔ (خوب نے پھر پوچھا "لَمَّا مَنْ" (اس کے بعد کس کا حق ہے) آپ نے پھر فرمایا "أَمْلَقُ"۔ (خوب نے اس کے بعد پھر پوچھا "لَمَّا مَنْ" (پھر ماں کے بعد کس کا حق ہے؟)۔ تو چوتھی دفعہ میں آپ نے فرمایا "شَأْكَ" (لَمَّا لَأَلَّا قَرَبَ قَارَبَ قَرْبَ" یعنی ماں کے بعد تعمارے باپ کا حق ہے، اس کے بعد درجہ پر رجہ اہل قرابت اور شریعت داروں کا حق ہے ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

ان دونوں حدیثوں کا معنوں بلکہ سوال و اپ کے الفاظاً بھی قریب تریکی میں ہیں اسلئے اس کا جسم امکان ہے کہ صحیحی کی حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں جس شخص کے سوال کا ذکر کیا گیا ہے وہ یعنی معاویہ بن خیدہ قشیری ہوں جن کی حدیث ان کے ساتھ سے ہبز بن حسیم سے امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے روایت کی ہے ان دونوں حدیثوں کا صریح دعایہ ہے کہ خدمت اور حسن سلوک کے باعثے میں ماں کا حق باپ سے زیادہ اور مقدم ہے۔ — قرآن مجید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کئی بھگ اس میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کے ساتھ فاص طور سے ماں کی اُن تکلیفوں اور نصیبتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو حمل اور دلاوت

میں اور پھر دو دو پلانے اور پالنے میں خصوصیت کے ساتھ مان کو اٹھانی پڑتی ہے۔

بُوئِعْ مَالْ بَابَ كَوْتَاهِيَ كَرْنِيوا لَيْ بَدْجَنْتَ اُورْ حَرْوَمْ

(ب) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَعِنْمَ أَنْفُنْ رَعِنْمَ أَنْفُنْ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ مَنْ أَذْرَكَ وَالَّذِي يُوَعِّنُكَ الْكَبِيرُ أَوْ أَحَدَ هُمَّا شُكْلُ لَعْرِيَنْ خَلِ الْجَنَّةَ — روایت مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- وہ کوئی ذلیل ہو، وہ خوار ہو، وہ رخص ہو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون؟ (یعنی کس کے سامنے کیا کہاں یا شاد فرمایا گیا ہے)۔ اپنے فسر ما یا، وہ بد فصیب، جو مال باب کو یاد نہوں ہیں سے کسی ایک ہی کوڑھا پر کی حالت میں پائے پھر راحی کی خدمت اور ان کا دل نوش کر کے جنت مہسل نہ کرے۔

(مجمل)

(تشریح) حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث اور درج ہو چکی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ مال باب تھماری جنت اور تھماری وزخ ہیں (یعنی مال باب کی خدمت اور راحت رسالی جنت حاصل کرنے کا خاص و سیل ہے اور اسکے بعد میں دن کی نافرمانی اور دیندار رسالی آدمی کو وزخی بنا دیتی ہے)۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مال باب برٹھا پر کی ہر کوچو پنچ کے اذکار فتنہ ہو جائیں تو اس وقت وہ خدمت اور راحت رسالی کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور اس حالت میں ان کی خدمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب اور قبول عمل اور جنت تک پہنچنے کا سیدھا رینہ ہے۔ لپس اللہ تعالیٰ جس بندے کو اس کا موقع میراث فرمائے اور

وہ ماں باپ کا یاد توں میں سے کسی بیک جی کا بڑھا پاپے، اور پراؤں کی خدمت کر کے جنت تک نہ پہنچ سکے، بلاشبہ وہ ٹراہ نصیب اور قروم ہے، اور الیسوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ وہ نامزادوں اذیل دخوار ہوں، روزا ہوں۔

ماں باپ کی خدمت بعض حالات میں تحریر اور جہاد سے بھی مقدم ہے:-

(۳۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْرَوْنَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِنَّ الشَّرِيفَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجْتَاهِدُ،
قَالَ أَلَيْكَ أَبْوَانٌ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمْ مَا جَاهَدْتُ.

حضرت عبد اللہ بن شیرون الحاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہرعن کی کوئی مسجد میں جادو میں جانا پا جاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تھا اسے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا،

ہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا،— قبڑاں کی خدمت اور راحت رسانی میں جہاد کرہے

کرو۔ لہجی تھا راجحہ ہے (سنن ابن ماجہ)۔

(تشریح) فابن رشیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات نکشف ہو گئی تھی یا کسی وجہ سے اس کے ہارے میں شہر ہو گیا تھا کہ اس آدمی کے ماں باپ اس کی خدمت کے لئے ہیں اور یہاں کو پھوڑ کے اُن کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے آگئا ہے اس لئے آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ گفرناہی پس جائے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن کیمیں ہستے میں اس کے لئے ماں باپ کی خدمت مقدم ہے۔

اس حدیث سے یہ توجہ نکان اغلط ہو گا کہ جس کسی کے ماں باپ ہوں وہ جہاد اور دین کی کسی خدمت کے لئے کبھی گھر سے باہر نہ نکلے، اور صرف وہی لوگ جہاد میں اور دین کی خدمت میں لگیں جن کے ماں باپ نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جو صحابہ کرام حادثہ کرنے تھے ان میں بڑی تعداد انہی کی بھوتی بھی جن کے اس بات
زندہ ہوتے تھے۔

(۳۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ
هَلْ لَكُ أَحَدٌ مِّنَ الْيَمَنِ؟ قَالَ أَبْوَايِيْ فَقَالَ أَذْكُنَ
لَكَ؟ قَالَ لَكَ، قَالَ إِرْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَسْتَأْذِنُهُمَا فَإِنْ
أَذْنَ لَكَ بِهَا هُنْ قَرْلَانُهُمَا رواه ابو داود و ابو حمید
حضرت ابو محمد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یعنی سے
بڑت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس سے
پوچھا:- کیا یعنی میں تھا را کوئی ہے؟ - اس نے وہن کیا کہ:- اس نے سکھ
والدین ہیں۔ اپنے دریافت فرمایا۔ کیا انہوں نے تم کو اجازت دی ہے؟
(اور تم ان کی اجازت سے بیان آئے ہو؟) - اس نے وہن کیا۔ اس تو پھر یعنی
اپنے فرمایا:- تو پھر ان باب کے پاس واپس جاؤ اور یہاں آئے کی (اوہ حادثہ
ہو رہا ہے) میں فتح کی) ان سے اجازت مانگو، پھر وہ اگر یہیں اجازت
شے دیں تو آؤ اور حادثہ میں ملک جاؤ، اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کی خدمت
یہاں کے ساتھ ہیں سلوک کرے رہو (سنن البداود، سنن الحجر)

(تشریح) بہت کر کے آئے والوں اور حادثہ میں شرکت کرنے والوں کے بارے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عام مستقل روایت اور اصولہ حسنة تھا اس کی روشنی میں
اس قسم کی تمام احادیث کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا تعلق اس صورت
سے ہے جبکہ ان باب خدمت کے سخت محتاج ہوں اور کوئی دوسرا ان کی غیر معموری
کرنے والا نہ ہو اور اس وجہ سے وہ اجازت بھی نہیں تو پھر بلاشبہ ان کی خدمت اور

پر گھری اہبرت اور جماد سے بھی متقدم ہو گی۔

جنت مال کے قدموں میں ہے :

(۳۲) مَنْ مُعَاوِيَةَ بَنْ حَاجِهَةَ أَنْ جَاهِمَةَ جَمَّا
أَلِ النَّبِيِّ حَسَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَنْذُرْ أَنْ أَغْرِيَ وَقَدْ جَنَّتْ أَشْتَيْرِلَكَ قَالَ هَذِ
لَكَ مِنْ أَمْمٍ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالزَّمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ
بَعْلِهَا

رواہ ابوالحسن بن سینا

حاویہ بھی چاہر سکے روایت ہے کہ پرسہ خالد بن جابر دشمنی دلائل اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں صاف ہوئے اور وہ من کیا کہ تیر برداری جمادیں جانے کا ہے
اور میں آپ سے اس پارسے میں مشورہ لیتے کہ کیا حاضر ہوں یا نہ ۔ آپ نے
اُن سے بچا ۔۔ کیا تھا کیا مال ہیں ؟ ۔ انہوں نے وہ من کیا ۔۔ مال ہیں تھے
کہ نے فرمایا ۔۔ تو پھر انہی کے پاس اور انہی کی خدمت میں رہو، اُن کے
قدموں میں تھاری جنت ہے

رواہ ابوالحسن بن سینا

(۳۳) عَنْ حَارِشَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّنِي فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَسَمِعْتُ فِيهَا
قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا ؟ قَالَ الْوَاحِدِيَّةُ بْنُ الْحَمَّانَ
كَذَا إِنَّكُو الْيَدِ كَذَا إِنَّكُو الْيَدِ وَكَانَ أَبْرَقُ الْكَارِسِ بِأَيْمَنِهِ

رواہ ابوالحسن بن شریح والبغیانی شبہ لاجران

حضرت عائشہ صدیقہؓ میں ایک عذاب سے روایت ہے کہ دخول افسوس ملے اللہ
علیہ وسلم نظر فرمایا کہ ۔۔ میں سوچتا ہیں لے خوبی ہیں و کچھا کہیں جنت میں پہنچا

وہیں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، تو میں نے دریافت کیا کہ:—
 ”مشکل کیوں بندہ ہے جو یہاں جشت میں قرآن پڑھ رہا ہے؟“ تو مجھے بتایا گکہ
 ”یہ خارشہ بن النعماں ہیں۔“ مان باپ کی خدمتِ اعلاءٰت شعراً یہی
 ایسی ایجاد ہے مان باپ کی خدمتِ اعلاءٰت شعراً کی وجہ پر ہے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ حکم برداشت کیا (بخاری) مسلم بن النعماں نے اس کے
 بہت بیکار نوادرت میں اعلاءٰت شعراً تھے (معنی اکال نے اس کو اس مقام تک رسائی کیا)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جشت میں اس کی قرأت سنی۔

(شرح المسنونۃ الباقیہ و شعب الایمان للبیهقی)

مان کی خدمت بُرے سے بُرے گناہ کی معافی کا ذریعہ:—

(۳۶) عَنْ أَشِنِّ مُحَمَّرَةِ أَنَّ رَجُلًاً أَتَى التَّكِيعَ حَتَّى أَنْ لَمْ
 عَلَيْهِ فَصَلَمَ كَفَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَاتَلَ أَصْبَحَتْ ذَبَابًا
 عَلَيْهِمَا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ هَلْ لَكَ فِي مِنْ أُمَّةٍ؟
 كَفَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ فِي مِنْ خَالِقٍ؟ قَالَ لَكَمْ فِي كَفَالَ
 فَيَرَهَا

رواہ الترمذی
 حضرت عبد الشفیع عروضی انتہا فتنے سے روانہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:۔۔۔ حضرت اسیں نے ایک بستہ بڑا گناہ کیا ہے تو کہا یہ تو یہ قبول ہو سکت ہے (اور مجھے معافی لے سکتی ہے) کہ نہ ہے جا:۔۔۔ تھا میں نہیں تندہ ہے؟۔۔۔ اس نے عرض کیا کہ:۔۔۔ مان تو تھیں تو آپ سخراز طالب کی تحدی کی خالہ ہے؟۔۔۔ اس نے عرض کیا کہ:۔۔۔ مان خداو ہو جو یہ کہہ سکتا ہے فرمایا۔۔۔ تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ اپنے ماسٹر کو دلائش تعلق

امنیک برکت سے تمہاری تقویٰ قبول فہارے گا وہ تجھیں معاف فرمادے گا) —

(جاتی ترددی)

رتشریخ (تو بکیا ہے) مگر پرول سے نادم دشمن ہو کر اللہ سے معاف نہیں، تاکہ اللہ کے خضب اور اُس عذاب سے نجی چاہئے جس کا وہ مگر وہ کی وجہ سے سبق ہو چکا ہے، اور تو بکی قبولیت یہ ہے کہ اللہ پاک اس کو معاف فرمادے وہ اس سے راضی ہو جائے۔ یوں تو سارے ہی احوال صاحبوں میں یہ خالصیت ہے کہ وہ مگر ہوں کے گذشت اثرات کو شانتے اور افسر کی رضا و محبت کو کھینچتے ہیں (لِرَأْيِ الْحُسْنَاتِ يُمْدُدُهُنَّ النَّفَثَاتِ) یہکس بھی اعمال صاحبوں اس بارے میں غیرمول اتیازی شان رکھتے ہیں۔ یہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت اور آسی طرح خالہ اور نالی کی خدمت بھی انہی احوال میں سے ہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر ہے جسے گناہ بھگاروں اور مساه کاروں کی قوبہ قبول فرماتا ہے اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

خدمت اور حسن سلوک کا فروشنگ مال کا بھی حق ہے: —

(۳۹) عَنْ أَشْهَادِ عَبْيَتِ إِذْنِ بَكْرِيَّةِ أَنَّ قَدْ مَتَ عَلَىَّ
أُقْرَبِيَّ دَعْيَيْ مُشْرِقٍ وَمَغْرِبٍ فَرَبِّيْشَ عَفْلَتْ يَا رَبُّنَا اللَّهُ
إِنَّ أُقْرَبِيَّ قَدْ مَتَ عَلَىَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَمْلِهَا؟ قَالَ
نَعَمْ وَهِلْيَةَ هَا — رواه البخاري وسلم

حضرت اصحابہ نبی کے بر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش نکل کے (حدیثہ والی) صاحبوں کے زاد میں میری ماں جائی مشرکانہ مدرب پر قائم تھی (سفر کے مدینے میں) یہرے پاس آئی، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت کیا کہ: — یادِ حکمل (مشنون) میری ماں ایرے

پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش نہ ہے تو کیا میں اس کی خدمت کروں؟۔ اپنے
فولیا۔۔ ان کی خدمت کرو اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بڑی کوہن کے
ساتھ کرنا چاہئے) — (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) حضرت امام صدر یعنی اکبری رضی الشد علیہ کی صاحبزادوی اور دوسری نانہ سعید حضرت
مالک شیعہ فقیہ کی بڑی بہن تھیں، ان کی ماں کا نام ردا بیات میں قعیۃ نہ بنت عبدالحق تھی
ذکر کیا گیا ہے (جس کو حضرت ابو بکرؓ نے نامہ جاہلیت ہی میں طلاق لئے کہ ملک کر دیا تھا؟
بھروسہ اسلام کے ذریعیں یہ ان کی بیوی نبھیں رہیں اور اپنے پرانے شرکانہ طریقے ہی پر
قاوم رہیں۔ صلح حدیبیہ کے زمان میں جب پفرکین مکو مدینہ آئنے کی اور ہنری کے سلانوں کے
کر جانے کی آزادی حاصل ہو گئی تو حضرت امام کی بہن بیٹی کے پاس ملیتے آئیں۔
حضرت امام اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درافت کیا کہ：“جسے ان کے ہائی میں
کیا رہتے اخْفِیَا کرنا چاہئے، کیماں کے کافر و مشرک ہونے کی وجہ سے میں انکے ترکیب حالات”
کروں یا ماں کے رشتے کا لفاظ کر کے ان کی خدمت اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟۔
اپنے حکم دیا کہ۔۔ ان کی خدمت کرو اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ماں کا حق ہے۔
حدیث میں ”زَانِغِيَّة“ کا لفظ ہے جس کا ترجمہ اس عبارتے خواہشند کیا ہے،
اس پنڈا پر طلب یہ ہو گا کہ حضرت امام اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حرم کیا کہ
بیری ماں جو مشرک ہیں کچھ خواہشند ہو کر آئی ہیں یعنی وہ اس کی طالب و متوسل ہیں کہ
میں ان کی ماں خدمت کروں۔ بعض شادی میں نے اس کا ترجمہ سخوف اور بیزار بھی کیا ہے
اور خست کے لحاظ سے اس کی بھی گنجائش ہے۔ اس پنڈا پر طلب یہ ہو گا کہ بیری ماں ملنے تو
آئی ہیں لیکن ہمارے دین سے نظرنا اور بیزار ہیں، دوسری صورت میں ان کے ساتھ بیزو
ر دوست کیا لوزنا چاہئے؟ کیماں ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت اور ان کے ساتھ جسیں سلوک
کروں؟ یا پس تعلق ہا اور بے رش کا ازادی رخیقی کروں۔۔ بھروسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو ہدایت فرمائی گر ان کی خدمت اور ان کے ساتھ حسین سلوک کرو جو ان کا حصہ
(عَمَدَ صَرْبِلَيْهَا)۔

اور قرآن مجید کی وہ آیت ذکر کی جا چکی ہے جس میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی
کہ اگر کسی مال باپ کا فروشنگر ہوں تو وہ اولاد کو بھی فروشنگر کے لئے جو بود کریں
اور دباؤ دلائیں تو اولاد ان کی یہ بات توند نہیں لیکن ان کی خدمت اور ان کے ساتھ
حسین سلوک برابر کرنی رہے۔

مال باپ کے فرنسے کے بعد ان کے خاص حقوق :

اولاد پر مال باپ کے حقوق کا سلسلہ ان کی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ
اُن کے مرنسے کے بعد ان کے کچھ اور حقوق عائد ہو جاتے ہیں جن کا ادا کرنے رہنا سادہ
اور لاکی ذمہ داری اور اشتغالی کی خاص رضاہ اور رحمت کا ویلہ ہے۔

(۳۴) عَنْ أَبِي أُسْمَيْدٍ الْسَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَمَا يَخْنُونُ
عَنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ
رَجُلٌ مِّنْ بَنْتِي سَلِيمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَكُفِي
مِنْ بَرَأِيْوَيْ شَيْئِيْ أَبْرَزَهُمَا صُنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا؟
قَالَ نَعَمُ الْصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالْإِشْعَقَادُ لَهُمَا
وَرَائِقَادُ عَهْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحْمَمِ الَّتِي لَا تُؤْهَلُ
إِلَّا لِهِمَا فَإِكْرَامُهُمَا يُقْهِمُهُمَا -

رواہ ہبیر و ادريس و ابن ماجہ

ہبیر ساعدی و بنی اشراف سے روایت ہے کہ حکیم حقیقت جب ہم کوں اثر
صلی مٹڑیوں کی خدمت میں ہمارے تین طور میں کہیکی شخص آئے اور

خوب نہ دریافت کیا کر:۔ یا رسول اللہ اکیا ہیرے مال باب پکے بھر کو جائے
بھی حق تھیں جو ان کے مرند کے بعد یعنی اوکرنا چاہیئی؟۔ آپ نے فرمایا:۔
”ہاں! ان کے لئے خیر و حلت کی دعا کرنے رہنا، ان کے دامن مٹھے سے حضرت
اویشش مانگن، ان کا اگر کوئی حمد صاحب و کسی سے ہو تو اس کو پورا کرنا، ان کے
تعلق سے جو رشتے ہوں ملن کا حکما ذرا کھنا اور ان کا حق اوکرنا، اور ان کے دامن مٹھے
کا کلام و حرام کرنا۔“ (رضھانی وادود السنی ابن باجر)

(۳۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَبْنِ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَعْوِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلِمَ يَعْصِي
ذُخْرَوْاتَ أَبِيهِ بَعْدَهُ نَاهٍ۔“ (رواه ابن جان)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو کوئی یہ چاہے کہ قبرین، اپنے باب کو حرام پورا کرائے تو
خدست کرے تو باب کے انتہا کے بعد اس کے بعد انہوں کے ساتھ وہ اپنا بڑا دو
رسکے، اور کھانا پاہے۔ (صحیح و ابن جان)

(۳۹) عَنْ إِبْرَهِيمَ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَنْ أَبْيَأَ الرِّزْقَ مِلْكُ الرَّجُلِ أَهْلُ وُرُثَةٍ
أَهْلِيَّةٍ بَعْدَهُ أَنْ يَعْوِلَ نَاهٍ۔“ (رواہ سلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:۔ باب کی خدمت اور حرم سنوکیں ایک اعلیٰ قسم یہ ہے کہ ان کے
انتہا کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ دا کلام و حرام کا تعلق رکھا جائے تو
باب کی دوستی دوست کا حق ادا کیا جائے۔ (صحیح سلم)

(تشریح) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اسی دوستی حدیث میں صرفت باب کے

بها میں اور اپنی بحث کا ذکر کیا گیا ہے، اور یہ بات یہ ہے صلح و میکی ہے کہ اس باب میں
ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں بھی اور حضرت ابو ایشید محدث کی
روایت سے جو حدیث ذکر کی جا چکی ہے اس میں ماں باپ و دنوں کے الٰہی قربات کے
ساتھ حسن سلوک اور اپنی بحث کے اکرام و اعزام کو اولاد پر ماں باپ کے مرغے کے
بعد ماں کا حق بتایا گیا ہے۔

(۲۳) عَنْ أَنَّسِ بْنِ فَالَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْعَبْدَ لَيْمَوْتُ وَالْإِلَادَاةً وَأَخْدَاهُمْ مَا فِي أَنْفُسِهِمْ
لَهُمَا الْعَاقِقُ فَلَمَّا يَرَى إِلَادَاةً يَذَّعُوا لِمَمَا فِي سَعْفَرَلَهُمَا
حَتَّى يَكْتُبَهُ اللَّهُ بِيَارَأْ — رواه مسلم في شعب اليمان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ: ایسا ہیں ہوتے ہیں کہ کسی آدمی کے ماں باپ کا یاد نہ ہوں جیسے کسی کا
انتقال ہوتا ہے اور بودا ذندگی میں اُنھیں نافرمان اور ان کی رضاختی سے
مردم بحق ہیں، لیکن یہ اولاد ان کے انتقال کے بعد (پھر مل) سے اُن کے لئے
الشرعاً سے خوب و حمت کی دُعا اور منفرت و نجاشی کی استدعا کرنی رہتی ہے (وہ
یہ میراث اپنے قصور کی ظاہری کرنا چاہتی ہے)، تو الشرعاً و سُن نافرمان اولاد کو خوفناک
قراصے دیتا ہے (بپھر وہ ماں باپ کی نافرمانی کے دباں پورا ہٹا جائے نہ چاہتی ہے)۔

(شعب الیاد للبغیق)

(تفسیر الحکم) جس طرزِ ذمگی میں ماں باپ کی فرمابنبرداری و نہ صحت اولاد کے ساتھ
میں سلوک اعلیٰ درجے کا اعلیٰ صارع ہے جو جسے پڑسے گن جوں کا کفارم بن جاتا ہے اُنکی مرح
ان کے مرغے کے بوجوان کے لئے اخلاص ہو راجح سے رحمت و منفرت کی دھانیں ملیں ہیں؟
ہذا یک طرف تمہارے باپ کے لئے قبر میں راحمت و سکون کا دوسری طرف ہے اور دوسری طرف

اس سے اولاد کے ان تصوروں کی تلاشی ہو جاتی ہے جو مال باپ کی فرمائیواری ہدف ہے
میں اُن سے ہوئی ہو اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی رحمت و حنایت کی سقّی ہو جاتی ہے —
قرآن پاک میں اولاد کو خاص طور سے ہدایت فرمائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مال باپ
کے لئے رحمت و نعمت مانگتا کرے۔

وَقُلْ لِرَبِّكَ أَنْعَمْهُمْ مَا كَيْمَا
اَوْ اَشْرَسْ بِوْنَ عَزْمَ كَيْدَكَ دَكَ

رَبِّكَيْدَافِيْ صَمَغِيْرَادَا۔

(بنی اسرائیل ۲۷) جن طرح الخوب نے مجھے بھیجئے میں

(نعمت کے ساتھ) بالاتخاذ

مال باپ کی خدمت اور فرمائیواری کی دنیوی برکات:

مال باپ کی خدمت اور فرمائیواری کی اصل جزو توجیہت اور رضاۓ کی ہے
جیسا کہ اُن احادیث سے معلوم ہو چکا ہے وہ ”مال باپ کے حقوق“ کے زیر عنوان پڑتے
رسوی ہر جگہ ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ مال باپ کی خدمت
اور فرمائیواری کرنے والی اولاد کو اللہ تعالیٰ کو خاص برکتوں سے اس دنیا میں بھی
نوازتا ہے۔

(۳۱) حَنَّ جَابِرٌ قَالَ قَاتِلَ مَسْعُولُ اللَّهِ حَمْلَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ
وَسَلَّمَ رَأَى اللَّهَ يَرِيدُ فِي هُمْرَ الرَّجُلِ يَأْتِيَهُ وَالْمَنَّابِيَوْ

— رواہ ابن حبان و ابن عباس

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رہا رہت ہے کہ دھمل، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لخقویاں کرے۔ اللہ تعالیٰ مال باپ کی خدمت و فرمائیواری اور جسمی سلوک کی

وجہ سے آدمی کی تحریر ٹھوڑتائی ہے۔ (مسند ابن حبان، کامل دینی حدائق)۔

(تفسیر صحیح) اس طرح کی احادیث اتفاقیوں کے مطابق کوئی مگر آنہیں ہے، امّا تعلیٰ کو اذل سے حلوم ہوا اور حلوم ہے کہ فلاں آدمی ماں باپ کی خدمت دو فرمابنبرداری کے لئے آسی لمحاتا سے اس کی ٹھہر اس سے زیادہ مقرر قراری الگی بینی کہ اس کو ماں باپ کی خدمت داؤ فرمابنبرداری ذکر نہیں کی صورت میں ہو گی جاتی۔ اسی طرح ان سب حشریوں کو سمجھنا چاہئے جن میں کسی دلچسپی علی پرندوں میں دست اور برکت و فیروز کو شجراں سنائی الگی ہے۔ حالانکہ رزق کی تخلیٰ اور دست بھی مقدار ہے۔

(۲۳) سَمِّنْ إِنْ شَهَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ دَايَاءَ كُفَّرَ يَعْرُجُ أَهْنَاهُ كُفَّرَ وَعَوَانَعَتْ نِسَاءَ كُفَّرَ
— (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے آبا اور ماں باپ کی خدمت دو فرمابنبرداری کرو، تھادی اور دتمداری فرمابنبردار اور خدمت گزارو گی، بعد تم پاکدا منی کے ساتھ پوچھا دی جو زمین پاکدا من رہیں گی۔ (بیہم اوسط الطبرانی)

(تفسیر صحیح) مطلب یہ ہے کہ جو اولاد میں باپ کی فرمابنبرداری اور خدمت کرے گی اس کی اولاد کو اس کا فرمابنبردار اور خدمت گزار بنا دے گا، اسی طرح ہو لوگ پاکدا من کی زندگی گذاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہاں کی بیویوں کو پاکدا منی کی توفیق دے گا۔

والدین کی نافرمانی و ایڈارے سائی غلطیم ترین گناہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح میں باپ کی فرمابنبرداری اور دتمداری کو اہلی درج کی تکمیلی قرار دیا ہے (وجہت اور ضائے الگی کا خاص دليل ہے)۔ اسی طرح ایک نافرمانی اور سائی کو ایک ایک اڑا، بھنی بدترین اور غیبیت ترین گناہ میں سے

بتخلصا ہے۔

ر ۳۳) عَنْ أَبِي قَاتِلَةِ شَعِيلِ الشَّعِيشِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَا كَتَبَ إِذْرِقَهُ الْأَدْشَرُ إِذْرِقُ بِالثَّوْدَ غَفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفَشِ وَشَهَادَةُ الرَّجُورِ۔

(رواہ البخاری)

حضرت انس بن مالک اثر عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیر (عنی پڑے پڑے) گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا رکود کوچ کا نگاہدار ہے تو آپ نے فرمایا کہ:- خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نسلیان دایم ایسا نیکی بندے کو ناجائز قتل کرنا اور جگوں میگو ابھی دینا۔

(صحیح البخاری)

(تشریح) صحیح البخاری کی ایک دوسری روایت میں ان گناہوں کو "کبرا لکسار" (یعنی کبیر و گناہوں میں سب سے بڑے گناہ) بتایا گیا ہے اور جس ترتیب سے آپ نے ان کا ذکر فرمایا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد والدین کے حقوق (یعنی ان کی نافرمانی اور دایم ایسا نیکی بندے کا درجہ) میں اُس کے بعد ہے۔

ر ۳۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَو وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكُبَرِ شَرُّ مَنْ أَنْزَلَهُ جُلُلَ الْدَّائِيَةِ قَالَ الْوَالِدَيْنِ أَرْثُرُونَ اللَّهُ وَهُنَّ يَشْتَهِمُونَ الرَّجُلَ الْأَنْجَلَ وَالْإِلَيَّهُ؟ قَالَ نَعَمْ يَشْتَهِبُ أَبَا الْرَّجُلِ فَيَسْتَبِّعُهُ أَبْنَاءُهُ وَرَبِّهُ أَنْزَلَهُ جُلُلَ الْدَّائِيَةِ

حضرت عبد اللہ بن عمر بن الحویل رضی اللہ عنہ اثر عنہ روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- اپنے ماں باپ کو کامنہ دینا بھی کبیر

گھاہوں میں سکھے ہے۔ عرض کیا گیا کہ:- یاد ہوں اشراکی کوئی اپنے مل باپ کوئی
کھالی دسے سکتا ہے؟۔ اپنے فرمایا۔ مان ہاس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی
کھو کر کے مان باپ کو گالی دے پھر وہ جواب میں اس کے مان باپ کو گالی دے
(وگو ہا اس نے خود ہی اپنے مل باپ کو گالی دلواہا)۔

(سچ بخاری و صحیح مسلم)

(تفسیر حج) اسی حدیث سے علوم دو اگھی آدمی کا بھی دوسرا کوئی بات کھنا
یا اگھی حرکت کرنا جس کے تجھے میں دوسرا آدمی اس کے مان باپ کو گالی دینے لگے، تھی
اہی بری بات ہے بلکہ کہ خود اپنے مان باپ کو گالی دینا، اور یہ گناہ کبیرہ کے درجہ کی
چیز ہے۔ اس سے انداز دیکھا جا سکتا ہے کہ حملہ اشراکیہ اللہ علیہ وسلم کی
تعلیم میں مانی باپ کے حترام کا کیا مقام ہے، اور اس بارے میں کوئی گوئنہ اسی طرح
رہنا چاہئے۔

دوسرے اہل قرابت کے حقوق اور صدراجمی کی اہمیت:-

اسلامی تعلیم میں والدین کے علاوہ دوسرے اہل قرابت کے ساتھ حُسنِ سلوک
اور ان کے حقوق کی اولادگی پر بھی ہاست زور دیا گیا ہے، اور یہ صدراجمی، اس کا خاص
عنوان ہے۔ قرآن مجید میں جماں والدین کی خدمت اور ان کے قیامِ حُسنِ سلوک
کی تاکید فرمائی گئی ہے وہیں "وَذِي الْقُرْبَاتِ" فرماؤ دوسرے اہل قرابت کے صاحب
حُسن سلوک اور ان کے حقوق قرابت کی اولادگی کی بھی وصیت فرمائی گئی ہے۔

ابھی چند صفحے پہلے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے والدے ایک مثال کے جواب میں ہوشیار
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گزد چکا ہے کہ:- خدمت اور حُسن سلوک کا سب سے
پہلا حق تم پر تھماری مان کا ہے، اس سکھ بعد باپ کا، اس کے بعد درجہ پر بزرگ دوسرے

اپنی قرابت کات۔ اب یہاں چند وہ حدیثیں اور پڑھیں گے جو میں صاحبوں کی کی
وابست اور راس کے فضائل و برکات دریان فرمائے گئے ہیں، یا اس کے عکس قطعی روایتی
برے انعام سے بخوبی کیا گیا ہے۔

(۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ الْأَرْجُونُ شَجَنَةً مِنَ الرَّحْمَنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ ذَهَابِ ذَهَابَتْ ذَهَابَتْ ذَهَابَتْ ذَهَابَتْ

روایت ابو حیان

حضرت ابو ہریدہ و مثنی الشذوذ کے دریت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرازیا کر۔ رام (یعنی حقیقتی قرابت) شفقت ہے زمین سے لمحنی خداوند
گھون کی راستت کی ایک سماں سچھوڑا اس نسبت سے) الشذوذ تعالیٰ نے اس سچھوڑی کو
روایتی جو اسے نامیں اسے جوڑوں کا، اور جو قبیلے قوڑے گاہیں اس کو توڑوں کا۔

(مجھ بخاری)

(قرشی صحیح) مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی باہم قرابت اور رشتہ داری کے تعین کو الشذوذ
کے ایک پاک زمین سے اور راس کی صفت رحمت سے غاصن نسبت ہے اور وہ حداں کا
سر جوش سے اور اسی لئے اس کا حذوان رکم مقرر کیا گیا ہے۔ اس خصوصی نسبت جو حکی
درجے میں وہ اس کی آنکی احیت ہے کہ الشذوذ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو صاحبو رحمی کر جائی
(یعنی قرابت اور رشتہ داری کے حقوق ہو) کرے گا اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک
کرے گا، اس کا الشذوذ تعالیٰ اپنے سے دلہست کرے گا اور اپنا بنا لے گا، اور جو کوئی اس کے
بر عکس قطعی کا وہی اختیار کرے گا انہوں نے تعالیٰ اس کو اپنے سے کاٹ دے گا، اور
وہ راستہ دینے کو دیکھ کر دے گا۔ اسی ایک حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ میں صاحبو رحمی کی دینی رشتہ داروں اور اپنی قرابت

کے ساتھ حسین مولوی کی کمیت ہے، اور اس میں کوتاہی مکتا مشیخ پر ہم اور کمیتی
بڑی بھروسی ہے۔۔۔ آگئے درج ہونے والی حدیثوں کا ضمناً بھی اسکے قریب
ہی قریب ہے۔

(۳۴) هَنْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مِنْ عَوْنَىٰ قَالَ تَعَظُّتْ رَبُّكُلَّ أَمْرٍ
سَلَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
أَنَّ اللَّهَ وَإِنَّ الرَّحْمَنَ خَلَقَتِ الرَّحْمَةَ وَشَفَقَتْ لَهَا
مِنْ إِلَهٍ فَمَنْ وَعَدَهَا وَعَلِمَهُ وَمَنْ قُطِمَ بَدَّهُ—
رواہ ابو داؤد

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اشرف سعدیات ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، آپ فرماتے تھے کہ:۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ:۔۔۔ میں نہ کہہ ہوں، میں الراحمن ہوں، میرے رحمہ تبرکت کو پیدا کیا ہے
اور واپسے نام رحممن کے ماقبل سے نکال کر اس کو رحمہ کا نام دیا ہے ہبہ
جو اسے جوڑے گا اس اس کو جوڑوں کا کارا در جو اس کو جوڑے گا جیسا اس کو توزہ گا۔

(سنن ابن حادی)

(تشریح) اس طبق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہنچت اور مشیت سے پیدا نہ کیا
نہ اسلام نہایا ہے کہ ہر پیدا نہیں مالا رشتہوں کے بندھتوں میں بندھا رہتا ہے، پھر ان
رشتوں کے کچھ فطری تلقائی اور حقوقی ہیں جس کا عنوان اللہ تعالیٰ نے رسم تقریب کیا ہے
جو اس کے نام پاک رحمن سے گویا شستہ ہے (یعنی دونوں کا اتفاق ہک ہی ہے) اپنے ہبہ و
بندھوں کی فلزت میں رکھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے تقدیر کے لئے ہوئے ان حقوق اور
حقیقتوں کو ادا کر سے گا اسی معنی صدارتی کرے گا) اس کے لئے اشر قصان کا اعلان ہے کہ
اس کو جوڑے گا (یعنی اس کو پہاہنالے گا اور فضل و کرم سے نوازے گا) اور اس کے برعکس

جو کوئی تعلیم رحمی کا روزی اختیار کرے گا اور قرابت کے مان حقوق کو ہاں کرنے کے لئے جگہ جو اشتر ترہ نے خود فراہم ہیں اور انسان کی نظرت میں سمجھے ہیں تو انشہ تعالیٰ اس کو تو بڑے گا۔ عین اپنے قرب اور اپنی رحمت و کرم سے خود م کر دے گا۔

آج کی دنیا میں مسلمان ہیں صفات سے وہ چار ہیں اور انشہ تعالیٰ کی رحمت عنست سے مروہی کا منتظر جو ہر بیگنے نظر آ رہا ہے۔ لیکن ان احادیث کی روشنی میں بقیہ کے والی ہماری بہت سی بڑا علمیوں کا شعبہ ہے۔ لیکن ان احادیث کی روشنی میں بقیہ کے ساتھ کہہ سکتے ہے کہ اس روایتیں اور مروہیں ٹراؤٹ ہو ہوئے اس جرم کو ہم کے صلارحمی کی تعلیم و ہدایت کو چاری غائبِ اکثریت نے بالکل ہی بھلا دیا ہے اور اس باب میں بجا رکھا جائیں گے کچھ بھی خلاف نہیں ہے۔

صلارحمی کے بعض دینی برکات:

(۱۳) حَنَّ أَنَّيْنَ قَالَ قَالَ إِنَّمَا الْمُسْلِمُ اللَّهُ مَعْلُومٌ

وَسَلَّمَ مَنْ أَخْبَرَ أَنَّهُ مُبْتَدَأَ لَذَّتِي يَذْقِهِ وَيُؤْتَ أَلَهُ فِي

إِنْدِرِمَ قَلْبِيْمَسْلِمٌ كَجِيْمَةٌ

حضرت انس بن مالک اپنے اخلاق سے سوچ دیتے ہے کہ مسلم انشہ صلادہ علیہ السلام

نے خوبی کر۔ جو کوئی بھی ہے کہ اس کے ذریق میں فراغی اور کشادگی ہو، اور وہ نہیا

ہیں اس کے آخر تقدم تا اور رہیں (یعنی اس کی خود را ذرہ) تو وہ رہیں قرابت کے

صالوٰت صلارحمی کرے

(صحیح البخاری و مسلم)

(تشریح) اشتر کی کتاب قرآن پاک و مسلم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں پر حقیقت جا بجا بیان فرمائی گئی ہے کہ بہن تیک، اعمال کے صلادہ میں انشہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی رکنیت سے فوائد تاہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ صلارحمی

یعنی اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک وہ بُنا کر گل نہ جس کے
صلوٰہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں وصعت اور گھر میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے۔
حسنہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی کافی سے اپنی قرابت کی مالی فائدہ
کرے اور سرکردی کے اپنے وقت اور اپنی زندگی کا کچھ حصہ ان کے کاموں میں لگائے۔
ہم کے صشمیں رزق و مال میں وصعت اور زندگی کی ہوتی میں اضافہ اور برکت بالکل
قرین یقین اور انتہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت کے عین مطابق ہے۔

ایسا ہی نقطہ نظر ہے جسی یہ بات سمجھیں آئے والی ہے، یہ واقعہ اور عامہ تحریر یہ ہے کہ
خاندانی پنگڑے اور خانگی انجینیں جو زیادہ تر حقوق قرابت ادا ذکرنے کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہیں آدمی کے لئے ولی پریشانی اور اندر دنی کوٹھیں اور گھنی کا باعث ہوتی ہیں اور
کار و پار اور صحت ہر پیر کو متاثر کرتی ہیں، لیکن یو لوگ اہل خاندان اور قارب یکساں
نیکی اور صلوا رحمی کا بازتا و کرتے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کھلتے ہیں انکی زندگی افسراخ
و طبائیت اور خوشدنی کے ساتھ گزرتی ہے اور ہر لمحہ اذے ان کے حالات پر تبریز ہتھی ہیں
اوپر افضل خداوندی اُن کے شاہی حال رہتا ہے۔

قطع رحمی جتنے کے راستے میں رکاوٹ :

(۳۶) عَنْ عَبْرِيْرِ بْنِ مَظْعُومٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْعُ مُحْكَمَةً فَإِنْ هُوَ

وَهُوَ الْمُنْدَدِيُّ بِالْمُلْمَمِ

حضرت جبریل علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام احمد
علیہ وسلم نے فرمایا کہ، — قطع رحمی کے بعد (یعنی رشتہ درود اور اہل قریب کے مکمل
یہ سلوک کرنے والا) جتنے میں زیادتہ (رجیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح) ہی ایک حدیث سے بھی جا سکتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ میں اور اللہ کے نزدیک صلوا رحمی کی تعلقی اہمیت ہے اور قطع رحمی کرس و رجہ کا لذانہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سخت گناہ ہے کہ اس گناہ کی لذانی کے ساتھ کوئی جنت میں نہیں براستے کا ان جب اس کو سزا دے، مکہ یا کہ کوئی دنیا میں کامیابی کسی زیر ہے اس کو عاف فریا جائے کہا تو جاسکے کہا، جب کہ ان دونوں جانے کا یہ کامیابی زیر ہے اس کو عاف فریا جائے کہا تو جاسکے کہا، جب کہ ان دونوں میں سے کوئی دیک بات نہ ہو جنت کا دروازہ، اس کے لئے بڑے ہے کہا۔

قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ ملی بصلۃ الرحمی :

خاندانی زندگی میں بکثرت وساپیش آتا ہے کہ ایک آدمی رشتہ اور فراہست کے حشوں ادا شیں کرنا، ایک قرابت کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدریت فرمائی ہے کہ ایسے آدمیوں کے ساتھ عین رحمی و روحی کا معاملہ کیا جائے۔

(۳۹) عَنْ إِبْرَهِيمَ حُمَيْدَةَ قَالَ قَاتَلَ رَسُولُهُ أَدْمَرَ عَصَمَةَ ، وَلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ التَّوَاحِدُ بِالْأَكْبَرِ فَإِنَّ الْوَاقِعَ الْأَكْبَرَ إِذَا أُنْظِعَتْ رَحْمَةً وَرَحْمَةً كَمَا — داد، بخاری

حضرت پیر راشد بن ابریقی رضی اللہ عنہ سے، دایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک صلوا رحمی کا حق ہو اس میں کرنا برا سلوک رحمی کرنا یا کہ
بپتے اتر بکر کے ساتھ ابدال کے طور پر سلوک رحمی کرتا ہے، صلوا رحمی کا حق ادا کرنا والا
در اصل وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلوا رحمی کرے، اور قرابت داروں کا
حق ادا کرے، ایک وہ اس کے ساتھ قطع رحمی اور حق طلاقی کا مسئلہ کہیں۔

(صحیح بخاری)

(تشریح) ظاہر ہے کہ قطع رحمی اور حق طلاقی کرنے والوں کے ساتھ جب جوابی طور پر

قطعِ رحمی کا ارتاؤ کیا جائے گا تو یہ بھاری اور گندگی معاشرے میں اور زیادہ پڑھنے کی وجہ سے اس کے روکن جب اُن کے ساتھ صدایِ رحمی کا عاملہ کیا جائے گا تو انسانی نظر سے اُبیردا کر دیز نویران کی اصلاح ہوگی اور معاشرے میں صدایِ رحمی کو فروغ ہو گا۔

میان بیوی کے باہمی حقوق اور مدد ایام

انسانوں کے باہمی تعلقات میں ازدواجی تعلق کی جو خاص نسبت اور اہمیت ہو، اس سے جو قدر میں صارع اور منافق و ایستادیں وہ کسی دفعہ احت کے علاج نہیں پڑے تو انگل کا سکون اور قلب کا طیناں اُن معتاکب بھی کی نوشگواری کر دے۔ باہمی احت و اعتماد پر موقوف ہے۔ پھر جیسا کہ خالہ ہے، ان کا حاضر مقام صدیوں سے کہ فریضیں کو پاکیزگی کے ساتھ زندگی کی وہ مستحقیں ہوں۔ انہوں نے اس سے متعلق ہی سے حاصل ہو سکتی ہیں اور آدمی آدموی اور پرانگندگی سے محفوظ رہ کر زندگی کے فریض و عمل انتہا اور کرکے ہو۔ اسی انسانی کا وہ مسلسل عین انسانی محنت اور شرف کے معادن چادری رہیں جو اس دنیا کے زانوں کی میلت ہے۔ ورنما ہر سب کہ یہ مذاصل بھی، اسی صورت میں بہتر طریقے پر پوسٹ ہو سئے ہے۔ ایسا کہ فریضیں ایس ریا۔ ہے۔ زیادہ محنت و یکھنعت اور تعلق میں زیادہ سے زیادہ خوشگواری ہے۔

دھمل انشہ مصلحہ افتخار علیہ مسلم نے یہ بھی کہ باہمی حقوق اور زمانہ اریوں کے بالوں میں بوجہ ایامات دی ہے۔ ان کا حاضر مقام صدیوں سے کہ یہ تعلق فریضیں کے لئے زیادہ سے زیادہ خوشگوار، درسرت و داشت کا پابند است ہو اور جو یہ کے لئے اور وہ مقام صدیوں کے لئے یہ تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ بہتر طریقے سے پورے ہوں۔

اس باب میں آنحضرت سَلَّمَ اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیم و ہدایت کا خلاصہ ہے کہ بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو پسے لے سب نے بالاتر سمجھے اس کی دفادار اور فرمائی رہے اس کی خیر خوبی اور رضا بولی میں کہی نہ کرے اپنی وسیا اور آخرت کی بھلانی اس کی خوشی سے والست سمجھے۔ اور شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کو اللہ کی عطا کی ہوئی فیضت سمجھے اس کی تقدیر اور اس سے محبت کرے اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی کرے، صبر و تحمل و دلنش مددی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اپنی انتفاعت کی حد تک اس کی ضروریات بھی طرح پوری کرے اس کی راحت ساتھ اور دل بخوبی کو شرشش کرے۔

ان تعلیمات کی صحیح تقدیر و قبیلت سمجھنے کے لئے اب سے قریباً ۲۰ سال پہلے پوری انسانی دنیا اور خاکہ عرب بول کے اس ماحول کو سامنے رکھنا چاہئے جس میں بیچارہ بیوی کی حیثیت ایک خرید کر وہ جانور سے کچوریا وہ مختلف نکھلی اور اس خریب کا کوئی حق نہ سمجھ جاتا تھا۔ اس فخر تمیز کے بعد، ہم سلسلہ کے بھول بھل صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ہٹے:-

بیوی پر سمجھے ہر حق اُسکے شوہر کا ہے:-

(۵) **عَوْنَمْ خَاتِشَةَ تَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَكَانِ اللَّهِ
تَعَلَّمَكُمْ وَمَنْ لَمْ أَعْظَمْ رَبُّ الْأَنْبَابِ فَعَلَى الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرْجِعْهَا
وَأَعْظَمْ رَبُّ الْأَنْبَابِ فَعَلَى الْمُرْجِلِ أُمْثِلَةً -**

رواہ الحاکم بن المستدری

حضرت عالیٰ صدقہ فضی اللہ فرمادیہ اس سے درست ہے کہ دل و مذہل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر

سے سے شرائیں ملیں جائیں۔ — — — — —

شدید حاکم

اگر غیر اللہ کے لئے مسجدے کی گنجائش ہوتی تو خورتوں کو شوہروں
کے لئے سبیدے کا حکم ہوتا ہے۔ — — — — —

۱۵. حَدَّى أَنَّهُ كَبِيرَةَ وَالْقَالَ زَيْنُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْكَمَّلَ أَمْرًا حَدَّى أَنَّهُ مَسْجِدًا لِأَحَدٍ يَا
أَنَّهُ مَسْجِدًا لِأَنَّهُ مَسْجِدًا لِزَوْجِهَا۔ — — — — —

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ اگر میں کسی بوسی خلوت کے لئے مسجدے کا حکم رکتا تو خورت کو حکم دیتے

وہ اپنے شوہر کو پیدا کرے۔ — — — — — (جامع ترمذی)

۱۶. شریح فسی مخلوق پر کسی دوسری مخلوق کا زیادہ سے زیادہ حق بیان کرنے کے لئے
اس سے زیادہ بلطفی اور بخشنودی دوسرے عنوان سینیں ہو سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حدیث میں یہوں شوہر کا حق بیان کے لئے اختیار فرمایا۔ — حدیث کا
طلب اور معنی یہ ہے کہ اسی کے نکاح میں آجاتے اور اس کی بیوی ہبھ جانے کے بعد
عورت پر خدا کے بعد سب سے بڑا حق اُس کے شوہر کا ہو جاتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ اُسکی
فرمانبرداری دوڑھا جوئی میں کوئی لکھی نہ کرے۔

جامع ترمذی میں یہ حدیث حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی روایت۔ یہ اپنی
الغاظیں دوایت کی گئی ہے۔

(۱۷) اور امام احمد بن مسند میں یہی مصنوع کی، یا کسی حدیث سے حضرت انسؓ سے
ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ — — — — —

لَا يَصْلَحُ لِبَشَرٍ بَسْرٌ کسی بھی کے لئے یہ جائز نہیں ہے

أَن يَسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْهُ مَلَكًا
رَبِّ شَرَقٍ وَشَرِّ غَربٍ
أَن يَسْجُدَ لِمُنْزَلَةٍ أَنْ
كَلَمَ دِينٍ كَدِيدٍ، پَنْتَهُ شُوَهَرٍ وَبَحْرَهُ
كَيْ كَرَسَ بِكُوكُوكَهَا جِنْ
عَظِيمٍ حَقِيقَهَا عَلَيْهَا الْمَكْثَلَ
بِهِتْ بُرَانِيَّهُ -

(۵۳) اور سُنن ابن ماجہ میں یہی صفحون حضرت عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ابْنِ اُوْفَیٰ کی روایت
کہ حضرت معاذ بن جبل کے ایک دو تقریبے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ اس روایت میں
و تقدیر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:-

مَشْهُورٌ أَنَّ رَبِّي صَاحِبِي مَعَاذَ بْنِ جَبَلَ قَسْنِي اَشْرَعَنِي حَبَّ شَامَ لَمَّا هُوَنَّ تَحْتَهُ
بَبَ دَهْنَ سَهْ دَهْنَ، آتَيَ تَوَاهُوْنَ نَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَهْ جَنَوْ
مَلَكَ سَجَدَهُ كَيْ، آئَيْتَهُ لَهُجَّبَ سَجَدَهُ بِلَوْجَهَا -

"كَاهْدَلَ أَيْيَا مَعَاذَ؟" (۲) رَمَعَاذَ بْنَ كَارَبَرَبَے ہو۔
تو ہنور نے عجز کیا کہ۔ میں نہ مر گیا تھا، وہاں نے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ ہے
پری پرستوں والے پا اور یور کو اور قومی سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو نیسر، دل میں
آیا کہ یہ نہ کیجیں، آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ نے اشاد فرمایا کہ۔ ایسا نہ کرو
اس کے بعد فرش شاد فرمایا:-

فَإِنِّي لَوْجَهَتُ أَنْجَنَّا أَخَدَهُ
أَن يَسْجُدَ لِعَنْتَلَهِ؛ اللَّهُ
كَيْ سَجَدَهُ كَرَسَ كَيْ لَيْ كَهْ تَوَهُ
لَوْهُ مَرَوْتَ لِمُنْزَلَةٍ أَنْ
سَعْجَلَ لَهُ دِيجَهَا (احمدیت)
سجدہ کرے۔

(۵۴) اور سُنن ابن داؤد میں اس سے ملتا جلتا ایک دوسرہ واقعہ۔ رَسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی قیس بن سعد سے روایت کیا گیا ہے — وہ فرمد
پشاوا قلعہ بیان کرتے ہیں اکہ : —

”میں حیر و یعنی تھاری کو خدا کے پاس ایک قدیمی شریف ہاں میں کے لوگوں کو میں نے
دیکھا کہ وہ ادب و حکیم کے طور پر اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ میرا نے اپنے جمی
ہیں کھاکر رخوار، میں صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ تھیں ہیں کہ ہم آپ کو مجدد
کیا کریں، پھر جب میں رفتار اٹھ کر، آپ کی فدمت میں حاضر ہو تو میں نے
آپ سے ہمارتہ رعن کی، آپ نے نہ سے فرمایا: —

اَنْذِلْنَا لَوْمَرْتَ بِشَبَرْيٍ
نَذَا اُگْرِيْسْتَ مِنْكَ بِشَبَرْيٍ
اَكْتَبْنَا سَجْدَةَ لَهُ: فَقَلَّتْ
كَبَسْ اَعْزَمْ دُكْنَجْنَى بِشَبَرْيٍ
سَجْدَةَ كَرْوَكْجَى: (قیس نے ہیں) میں نے
لَوْمَيْتَنْدَشْ اَعْسَرْ اَحَدْ
وَرْضَيْكَ نَعْسِنْ زَهْنْ اَپْ كَرْكَوْتَوْجَدْ
اَنْ يَسْجُدْ كَلَّا حَسِيدْ كَلَّا
نَعْسِنْ كَرْوَيْجْ اَوْ اَنْجَنْ فَرْمَا: یَسِیْسِیْ، یَجِیْ
مَرْتَ النِّسَاءَ اَنْ يَسْجُدْنَ
ذَرْدَ: اس کے بعد اپنے فرمایا، اگر
کسی کو کسی دوسری نظری کیلئے سجدہ کرنے
لَأَرْدَهَا چِهَنْ لِمَكَا
کیلئے کتنا تاجر تو جو کوں کو اکتا کر وہ پہنچنے
جَعَلَ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهِمْ
مِنْ حَنْ — — —
کو سجدہ کی کریں اُمر عظیم حکیم کی بنابر جو
اللَّهُ لَهُمْ مَنْ شَهَدَ دُنْ کَانْ پَرْ فَقِيرْ کَانْ ہے ۴

لہ اس سوں سخا کیلئے مقصود قیس بن سعد کو یہ تمنا اور بھدا تھا کہ میں تو دیکھ لیں جسکی ہوں ایک دن فاتح پا کر
ترپس دفن پوچھ دیں گا اور اس کے بعد فرمائیں بخوبی سجدہ کے لائق رسم حکوم کے پھر فوج مجدد کو نکل دیا ہو سکتا ہے
سجدہ تو اُس ذات کے لئے زور ہے وہ صحیح لایدھوں ہے وہ اس کے لئے بھی نہ نہیں ۵

(۵۵) اور مسنا حمیں حضرت مالک شریف نقی رضی اللہ عنہما سے ایک اور دو اقصیٰ روایت کیا گیا ہے کہ ایک اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مسجد کیا (یعنی وہ اس طرح آپ کے حضور میں بھاگ لیا جس کو رنگنے والوں نے سجدہ سے تعمیر کیا) اس اونٹ کا یہ طرز عمل دیکھ کر بعض صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ : — یا رسول اللہ اونٹ جیسے چوپائے اور درخت آپ کے لئے سجدہ کرتے ہیں (یعنی بھاگ جاتے ہیں) تو ان کی بہبیت ہمارے لئے زیادہ نظر اوار ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں ۔ — آپ نے ان سے فسر مایا : —

جہاد اور پس منش بہار پنے رب کی کرو	اعْيُدُ وَارْجِعْكُمْ وَأَكْرِمُوا
و در پنے بھانی کا (یعنی بیر) جس کردا	أَخْالِمُهُ وَلَوْحِكَتْ بِتْ أَصْرَ
واحراء کرو اور اگر من کسی کو سی دوڑا	أَحَدًا أَن يَسْجُدَ لِأَحَدٍ
خلوق کیلئے سجدہ کرنے کو کہتا تو خوبست کو	لَا مَوْتُ الْمُرْدَأَةَ أَن يَسْجُدَ
لذ و حجه .. (راحد بیان)	لَذَ وَجْهَهُ .. (راحد بیان)

ان مختلف احادیث و روایات سے حکوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پر شوہر کے حق کے بارے میں یہ سجدے والی بات مختلف تو ہوں ۔ اور باہر فرمائی ۔

ہر قسم کا سجدہ صرف اللہ کے لئے :

ان سب حدیثوں سے یہ بات بھی پوری صراحة اور وضاحت کے حالت معلوم ہے کہ شریعت محمدی میں سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے، اُس کے سوا کسی دوسرے کے لئے حقی کر فضل مخلوقات یہ لا انبیا حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کسی طرح کے سجدہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ بن قیس بن سعدؓ یا جن دوسرے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سجدے کے بارے میں

و عن کیا تھا و سجدہ تیہی اس کے بارے میں عرض کیا تھا (جس کو لوگ سجدہ پڑھی ہی کہتے ہیں) اس کا تو نہ سمجھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان صحابہ نے حادثہ سجدہ عبادت و عبودیت کے بارے میں عرض کیا ہو۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکا اور آپ کی دعوت تو سجدہ کو قبول کرچکا اس کو تو اس کا دوسرا بھی نہیں آ سکتا کہ اشتر کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ عبادت کرے۔ اس لئے ما نایا پڑے گا کہ ان حدیثوں کا تعلق خاص کر سجدہ تیہہ ہی سے ہے۔ اسی لئے فقہاء نے تصریح کیا ہے کہ کسی خلوق کے لئے سجدہ تیہہ بھی حرام ہے پس جو لوگ اپنے بزرگوں، مرشدوں کو نیما مرتنے کے بعد ان کے مزادوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ بہر حال شریعت محمدی کے بھرم اور با غنی میں اور ان کا یہ عمل عمود بلاشبہ شرک ہے۔

[غیر اشتر کے لئے سجدے کے بارے میں یہاں جو چند مطروح کلمی گئیں]

یہ مسئلہ رجہ بالا احادیث کی تشریح کا ضروری ہے اور تقاضا تھا، اب ہم موصوع (یعنی یہوی پر شوہر کے حقوق) سے تعلق بقیہ احادیث پر ہے]

شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری :

یہاں یہوی کے تعلق میں یہ ضروری تھا کہ کسی ایک کو سربراہی کا درجہ دیا جائے اور اسی حساب سے اُس پر ذمہ دار یا بھی مولیٰ جائیں، اور ظاہر ہے کہ اپنی فطری برتاؤ کے لحاظ سے اس کے لئے شوہر ہی زیادہ ذمہ دوں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ شریعت محمدی میں گھر کا سربراہ ہر دستی کو قرار دیا گیا ہے اور بڑی ذمہ دار یا اسی پرڈائی گئی ہیں۔

فرمایا گیا ہے: «الْبَرِّ جَالٌ مَقْوَمٌ عَلَى الْبَرِّيَّةِ» (ذمہ داروں کے سربراہ اور ذمہ دار ہیں)۔ اور ہر ٹوں کو حکم دیا گیا ہے کہ۔ وہ گھر کے سربراہ و ذمہ دار اور جسے ستراحت کی حیثیت سے شوہر کی بات مانیں، اور یہوی ہونے کی حیثیت سے ان کی جو مخصوص نمائی ذمہ دار یا نہیں، ان کی اور اُنکی میں کو تاہمی نہ کریں۔ چنانچہ ان کے لئے فرمایا گیا ہے:-

«فَالصَّدِيقُتُ خَيْثٌ حَفِظَتُ لِلْغَيْبِ» زینکہ بیان شوہروں کی فشرمانیوں
بھولی ہیں اور شوہر کے پیغمبگی (اس کی اکبر و اورہ دامت کی مخاطبات کرتی ہیں) —
اگر حورت شوہر کی اطاعت و فرمائندگی کے بجائے فرمائی و سکشی کا روتہ اختیار کرے تو
فاہر ہے کہ اس کے نتیجہ میں پہلے لکھکش اور پھر خدا نے جنگی بیویوں کی دینی دنیوی برپائی
کا باعث ہوگی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حورتوں کو شوہروں کی اطاعت
و فرمائندگی اور رضا جوئی کی تائید بھی فرمائی ہے اور اس کا غلطیم اجر و ثواب بیان فرمائی
تر خوبی بھی دی ہے۔

(۴۵) عَنْ آنَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُرْأَةُ إِذَا أَصْبَلَتْ حَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا
وَأَحْصَبَتْ قَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا أَفْلَتَهُ مُلْكُهُ مِنْ
آتِيَّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ — روایہ فویض فی الحدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ حورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے رونے رکھے
اور پنجی شرم و اکروکی مخاطلت کرے اور شوہر کی فرمائندگی کو پھر دار ہے تو پھر رائے خود کو کو
جنت کے جنم دروازے سے چاہئے اس میں داخل ہو۔ — (طبلہ فویض)

رتضیت اس حدیث میں اس بات نہ صحت طور سے قابلِ لحاظ ہے کہ اس میں بھی کیلئے
شوہر کی اطاعت کو نماز، روزہ اور زنات سے اپنی مخاطلات کے ساتھ ذکر کی گی ہے ایسے اس
بات کی طرف وہیج اشارہ ہے کہ شریعت کی نکاہ میں اس کی بھی ایسی ہی اہمیت ہو جسی کی
اٹی اور کان و فرائیں کی۔

(۴۶) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيمًا إِمْرَأَةٌ مَاتَتْ وَرَفِيقُهَا عَنْهَا رَاضِ

دَخْلَتِ الْجَمَّةَ مَوَادُهُ وَالترْفُكُ

حضرت اُبی هندر و فضیلہ شعبہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ، جو عورت اس حالت میں ڈینا سے جائے کہ، اس کا شوہر اس سے نہ پڑی

وہ خوش ہو تو وہ حست میں جائے گی۔ (بخاری ترمذی)

تشریح اس سلسلہ احادیث میں یہ بات یاد کرو اور دفعہ کی جا چکی اور کہ جس احادیث میں کسی تھام علی ریحشت کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ ملائم کو بہت محبوب ہے اور اس کا اصلہ حست ہے اور اس کا کرنے والا عین قرآن کریم کے قانون کے مطابق اس کا اثر بھی ظاہر ہو کے رہے گا۔ اسی روشنی میں حضرت اُم مسلمہ کی اس حدیث کا مطلب سمجھنا چاہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شوہر نہ ادا جب طور پر اپنی بیوی کے اراحت ہو تو اشد کے نزدیک بیوی پرے قصور ہو گی اور ناراضی کی ذمہ اوری خود شوہر پر ہو گی۔ زیادا تک وہ حدیثیں مذکور ہوں گی میں بیویوں پر شوہروں کا حق بیان کیا گیا ہے اور ان کی اطاعت و فرمایہ داری اور رضا بونی کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اب وہ حدیثیں پڑھئے جن میں شوہروں کو بیویوں کی رعایت اور بھوپی اور بھرزوی کی تاکید فرمائی گئی ہے)۔

بیویوں کے حقوق اور اُنکی رعایت مدارات کی تاکید:

(۵۸) عَنْ جَابِرٍ زَفِيْ حَدِيْثٍ طَوَيْلٍ فِي قَصْهَةِ جَمَّةِ الْوِدَاعِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَطْبَتِهِ يَوْمَ عَرْقَةٍ

إِنْقُواْلَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَدْ أَنْكَمْ أَخْدُ تُمُؤْمِنٍ بِأَمَانِ اللَّهِ

فَإِنْ شَهَدْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِسَكِيلَةٍ قَالَ اللَّهُوَ لِحُكْمِ عَلَيْهِنَّ
أَلَا مَوْظِيْنَ فَرْشَكُمْ أَحَدًا ثَلَرْهُونَهَ فَإِنْ فَعَلْنَ
ذَا إِلَكَ فَاضْهِرْمُوْهُنَّ مَسْرُبَاعَغَيْرِمَارَبَرَجَ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ
رَزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ — روایت سلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجیعہ امداد میں یہ علم
کے خطبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بناست بھی دی) لوگوں اپنی بیویوں
کے بارے میں اشتبہے تو وہ تم نے ان کو الشہر کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے
اور اپنی الشہر کے کلارڈ حکم سے وہ تھمارے لئے حلال ہوئی ہے۔ تھمارا ان پر ہے
حق ہے کہ جس کا لامگھر میں آتا اور تھمارے بیٹروں پر پیٹھنا تھیں ناپسند ہو وہ
اس کو آگزوں میں بیٹھنے کا موقع نہ دیں ایسی اگزو وہ ایسی غلکی کریں تو ان کو زینہ سے
وقاومیت کے طور پر) تم مززادے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تھمارے ذمہ
مناسب طریقے پر ان کے کھانے کر پڑے (وغیرہ مزدویات) کا بندوبست کرتا ہے۔

(صحیح سلم)

رجت شرح) اس حدیث میں سب سے پہلی بات قوی فرمائی گئی ہے کہ مرد جو خورتوں کے
یا ان ختیار اور صاحب امر صریح رہا ہے وہ اپنی اس سر بر احتی کو خدا کے مو اخذہ اور حاصلہ سے
ہے پر وہ اپنے کو خورتوں پر استعمال نہ کریں اور ان کے معاملہ میں خدا سے ذریں اور یاد رکھیں کہ
ان کے اور ان کی بیویوں کے دریان خدا ہے، اسی کے حکم اور اسی کے مقرر کئے ہوئے
ضابطہ نکاح کے مطابق وہ ان کی بیوی ہیں اور ان کے لئے حلال ہوئی ہیں اور وہ
الشہر کی امان میں ان کی ماحت کت اور زیر و سست بنائی گئی ہیں، لیکن ان کی بیوی میں جا سچے
کے بعد ان کو الشہر کی امان اور زیادہ حماہی ملی ہے۔ اگر شوہران کے ساتھ ظلم و زیادتی کریں کہ
تو الشہر کی دی ہوئی امان کو توڑیں گے اور اس کے مجرم ہوں گے۔ "آخِلَّ نَمْوَهْنَ

پامان اللہ " لا ہی طلب ہے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بھروسے تبایا کہ جب کوئی خورت اللہ کے حکم کے مطابق کبھی مرد سے نکاح کر کے اس کی بیوی بی بی جاتی ہے تو اس کو اللہ کی ایک خاص امان حاصل ہو جاتی ہے — یہ خورتوں کے لئے کتنا بڑا شرط ہے اور اس میں ان کے سردار ارشاد شورہوں کو کتنی سخت آگاہی ہے کہ وہ بہ بات یاد رکھیں کہ ان کی بیویاں اللہ کی امان میں ہیں ۔

ہم کے بعد فرمایا گیا ہے کہ شورہوں کا بیویوں پر یہ حق ہے کہ جن مردوں یا خورتوں کی غوریں آنا اور بیویوں سے بات چیت کرنا نہیں پسند ہے بیویاں ان کو گھر میں آئنے کی اجازت نہ دیں ۔ " وَلَكُمْ عَلِيهِنَّ الْأَيْدُوْطِيْنَ قُرْشَكُمْ لَا ہی طلَبٌ ہے اگر کسی فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ اس کی خلاف ہو زدی کریں قائم مردوں کو ان کے سردار اور جنیسیت کی حق ہے کہ ان کی اصلاح اور تنبیہ کیلئے مناسب سمجھیں تو ان کو سزاویں لیں ۔

لہ اس کا بس نظریہ ہے کہ اسلام سے پھرتوں کی معاشرت میں گھروں کے اندر وہ قریب کے شرکاء وادیوں و دروسرے تعلق والوں کے آئے جانے اور خورتوں سے بات چیت کرنے کا عامم دادع نہیں حالانکہ انہیں ایسے بھی ہوتے تھے جن کا گھر میں آنا اور بیوی سے بات چیت کرنا شور کو ناگوار اور ناپسند ہو سکتا تھا ۔ ہم کے بارے میں اس حدیث میں خورتوں کو یہ بہایت فرمائی گئی ہے کہ وہ اس معاشرہ میں شورہوں کی بھتی کی پابندی کریں اور ایسے کسی مردیا خورت کو گھر میں آئنے اور پاس بیٹھ کر بات چیت کرنے کی بجاہت نہیں جو کہ آنا جانا شور کو ناپسند ہو ۔ الفرعون " لا یو طیْن فر شکم " کا یہی طلیب ہے اور آگے اسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ۔ اگر بیویاں اس کی طلاق ورزی کریں تو شورہوں کو بطور تنبیہ و تادیب کے سزاویں کا بھی حق ہے، لیکن یہ سزا سخت نہ ہو [مصیر یا غاید مبارک] ۔ جو لوگ ہم کا مطلب بکاری اور زنا بھتھتے ہیں وہ بہت غلط بھتھتے ہیں لیکون کہ اس کی سزا تو مشریعہ ہے

ٹکساوی ہے ۔

مفترک کے ساتھ بہتر سلوک کیا ہے کہ یہ زافت نہ ہو تو غیر مدرج "کامیابی مطلب ہے۔" اخوبیں فرمایا گیا ہے کہ یہ یوں کاشور دل پر یہ خاص حق ہے کہ وہ ان کے کھانے پکڑنے وغیرہ کی منزوں ریاست اپنی حیثیت اور معاشرے کے مستور کے مطابق یوں کیا جائے۔ اس حوالہ میں بخوبی سی سے کام نہیں۔ "بالمعرفون" کامیابی مطلب ہے۔

یوں کے ساتھ حُسن سلوک کی وصیت :-

(۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَوَّهُ مُؤْمِنًا بِالنِّسَاءِ حَذَرَ إِنَّهُنَّ خُلُقُنَّ مِنْ خُلُقِهِ وَإِنَّ أَنْجُونَمْ شَيْئًا فِي الظِّلْمِ أَعْلَمُهُ فِي أَنْ ذَهَبَتْ نُفُومُهُ لَكَرْنَةَ دَارَنْ شَرْكَتَهُ لَكَرْ مَيْزَلَنْ آنْجُونَجَ فَاسْتَوْصُمُوا بِالنِّسَاءِ

رواد ایثاری و سلم
حضرت ابو ہریرہ (رضی) شدید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- وگو! یوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں بیری وصیت ماذ (یعنی) یہ تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اثر کی ان بندیوں کے ساتھ چھا سلوک کر، تری اور مدارات کا برنا اور کھو، ان کی نیکی پسلی سے ہوئی ہے (جو تدریق طور پر پڑھی ہوئی ہے) اور زیادہ کبھی سسلی کے اور کے حصے میں بھلی ہے، اگر تم اس طور پر جیسا کہ (زیر و مختار) بالکل بیندھا کرنے کی کوشش کر دے گے تو وہ ثبوت جائے گی، وہ راگر اسے یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دے گے لاؤ و درست کرنے کی کوئی کوشش نہ کرو گے) تو پھر وہ ہمہ دوسری بھی پڑھی رہے گی، اسکے یوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی بیری وصیت قول کر۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں وہ توں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اُنھوں نے خلق کو

ہمن صلیع "ان کی تخلیق اور بناؤ شپشی سے ہوئی ہے یہ واقعہ کا بیان بھی ہو سکتا ہے اور اس کو مجاہداتی تبلیغ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ صورت مقصد و مدعایہ ہے کہ عورتوں کی جماعت اور سرنشت میں کچھ نہ کچھ بھی ہوتی ہے، جیسے کہ آدمی کے پہلو کا پسل میں قدرتی بھی ہوتی ہے۔ اگر فرمایا گیا ہے کہ زیادہ بھی اس کے اوپر والے حصے میں ہوتی ہے یہ غائب اس طرف اشارہ ہے کہ عورت میں بھی کافی زیادہ تر ظہور اور پر کے حصے میں ہوتا ہے، جس میں سوچنے والا دماغ اور بولنے والی زبان ہے۔ — اگر فرمایا گیا ہے کہ اگر تم بیڑھی پسل کو زور و قوت سے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کر دیجے تو وہ نوٹ جائے کی اور اگر یونہی پھوٹ دو گے تو وہ یہ کوشش بیڑھی رہے گی یعنی صدقہ ہے کہ اگر کوئی زبردستی کا انتہاد سے عورت کی مزاجی بھی نکالنے کی کوشش کرے گا تو وہ کامیاب نہ ہو سکے گا، بلکہ ہو سکتا ہے کہ اندر اس طبقہ بیڑھی کی نوبت آ جائے، اور اگر اصلاح کی بالکل فکر نہ کریں گا تو وہ بھی ایسی سکون اور زندگی کی خوشگواری کی وہ دوست حاصل ہے جو سلسلہ ہوئے گی جو شرک ازدواج کا عاصی مقصد ہے، اس نے مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کی محبوبی غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے ساتھ پہتر سلوک اور دلداری کا لذتاؤ کریں، اس طریقے سے ان کی اصلاح بھی ہو سکے گی، یہ بیری عاصی دوستی سمجھیجی اس پر کاربند ہوتے اسٹو ٹھوپا پا لنسائی خیڑا سے آپ نے کلام شروع فرمایا تھا اور تمام کلام پر پھر فرمایا، تھا قائل ٹھوپا پا لنسائی، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

لطف حضرت شاہ ولی اللہ بخاری اشد علیہ نے، بن حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے۔ معناہ اقبال و صہبیت دو اعلموا بھافی النسب اور ان فی خلقههن عوجا و موعزاً دھوکا الامر اللازم باتفاقة ما یتواترہ الشیع عن مادته و ان الانسان اذا اراد استیفاء مقاصدہ المتنز منہ لا بد ان یجواز عن عقوبات الامور و یکضم الخیطا فیما یجده خلاف هوا... ... اخ
حمد لله رب العالمین - ص ۲۳ (جلد ۲)

اپ کو عورتوں کے ساتھ حسین ملک اور دلداری کے برتاؤ کا کتنا اہتمام تھا۔

(۴۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَأُكُمْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنَّ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ
خَلُقَ لِذِينَ مِنْهَا الْأَخْرَ — روایہ مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خُلُقُهایا:— کوئی ایکان والا شوہر پر اپنی وومنی پر نظر نہیں کرتا (یا یہ کہ اس کے
غافر نہیں کرنی چاہئے)، بگارس کی گونی عادت ناپسندیدہ ہو گی تو وہ سری کوئی علاوہ
پسندیدہ بھی ہوگی (صحیح مسلم)

(ترشیح) مطلب ہے کہ اگر شوہر کو اپنی بیوی کی عادات و اطوار میں کوئی بات رضی کے
خلاف اور ناپسندیدہ علوم ہو اور اچھی نہ لگے تو اس کی وجہ سے اس سے نفرت و دربے تعلقی کا
رویدہ اختیار نہ کرے اور نہ طلاق کے باعثے میں سوچے، بلکہ اس میں جو خوبیاں ہوں ان پر لگاہ
کرے اور ان کی قدر و ثابت بھیجے ایر مومن شوہر کی صفت ایکان کا تقاضا اور وومنی کے
ایکان کا حق ہے۔ اسی صورت حال کے باعثے میں قرآن مجید میں ہدایت دی گئی ہے۔

وَعَلَيْهِمْ نُهُنَّ بِالْمُعْرُوفِ وہ بھیوں کے ساتھ منہ مصیحت مقول طریقے
فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَنِي سے گزدان کرو اگر وہ بھیں ناپسندیدیں ہوں
تُو ہو سکتا ہے کہ ایک پر تھیں پسندیدہ
يَعْجَلُ اللَّهُ فِيهِمْ حِلْزًا اور اللہ نے اس میں بہت بڑوں عویں
حَكَيْرًا — (الناء۔ ۲۶)

بھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کمال ایکان کی شرط:—

(۴۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْتَمَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانَهُ كُفَّرَ

عَلَيْهِ وَالْمُطَغَّى بِأَهْلِهِ ————— دوڑا (ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بنی اسرائیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مسلمانوں میں اس آدمی کاہل دلیان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی

برناو (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہوا اور خاصکر (بھی کہ صائم جس کا وہی بطف

و بہت کا ہو) ————— (جامع ترمذی)

(۴۲) عَنْ أَنَّ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْتَمَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانَهُ كُفَّارٌ حُلُّوا

وَخَيَارٌ كُفَّارٌ حَيَا ذُكْرَ رَبِّهِ شَهِيدٌ ————— دوڑا (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: مسلمانوں میں زیادہ کامل دلیان دہیں جن کے اخلاقی بہتر ہیں ۔ اور

روایتیں (ادیانہ کی تجھیں) تھیں اپنے اور تحریر کے زیادہ خالی دوہیں جو انہی بھیوں

کے حق میں زیادہ اچھے ہیں ————— (جامع ترمذی)

بَيْوُونَ كَمَا تَحْرِسُ اللَّهُ كَمَا مِعَارِي اُوْرَشَالَى بُرَنَّاً :

(۴۳) عَنْ عَبَّاسَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَارٌ كُفَّارٌ حَيَا ذُكْرَ رَبِّهِ كُفَّارٌ حُلُّوا

لَا يَهْلُكُنَّ ————— دوڑا (ترمذی) والعلوی و رواہ ابن ماجہ و ابن حبان

حضرت عائشہ صدیقہؓ بنی اسرائیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: وہ کوئی تمیز زیادہ اچھا اور جملے ہے جو انہی بھی کہ جن میں اچھا ہو ۔

راہی کے ساتھ فرمایا: اور میں اپنی بیووں کے لئے بہت اچھا ہوں ————— (جامع ترمذی)

نیز صد داری اور سلیمان ابن ماجر میں یہی حدیث حضرت عبداللہ بن جہاں سے
روایت کی گئی ہے۔

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ آدمی کی اچھائی اور بھلائی کا خاص عبار اور رشانی یہ ہے کہ اس کا برداشت اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو۔ اگر کوئی مسلمانوں کے واسطے اپنی اس ہدایت کو زیادہ محظی بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی مثال بھی پیش فرمائی کہ خدا کے فضل سے میں اپنی بیویوں کے ساتھ ہوت اچھا برداشت کرتا ہوں —
واقعہ یہ ہے کہ بیویوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برداشت انہماں دبجوئی اور
دلداری کا انہماں تین کی ایک دو شایس آگے درج ہونے والی حدیثوں سے بھی معلوم ہوگی۔

۴۲۳) عن عائشة قاتمة محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم

عند الشیخ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہْ وَسَلَّمَ وَکَانَ لِیْ صَوْنَاحِبٍ
بِعَدِیْ مَعِیْ فَکَانَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَا
دَخَلَ يَقِيمَعَنْ مِنْهُ فَيُسْرِئِلُهُنَّ إِلَىْ نَیْلَعَنْ مَعِیْ۔

و وہ بالغاری وسلم

حضرت عائشہ بنتی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عیلہ وسلم کے پاس (یعنی بخاری و حفصی کے بعد آپ کے ہاں آچھانے کے بعد بھی) بیویوں سے
محبت کرنی چاہی، اور پیرے صائم کھلئے والی بیری کو سیدیاں قصیں (وہ ساتھ یکٹا)
کے لئے پیرے پاس بھائی آیا جا کر قصیں (تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گھر میں تشریف لاتے تو وہ (آپ کے اہرام میں کھل جوڑ کے) گھر کے اندر جا چھیں
تو آپ ان کو پرسے پاس بھوادیتے ریعنی خود فرمادیتے کہ وہ اسی حزن پرست ساتھ یکٹا
بیهد، اچنا پخودہ اسکے پھر پرسے ساتھ کھلئے گئیں۔ — (صحیح بخاری صحیحسلم)

(تشریح) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحیح روایات کے مطابق تو سال کی تقریبیں

ام حضرت محل اللہ علیہ وسلم کے گھر آگئی تھیں اور اس وقت وہ گذیوں سے کھلائے کرنا تھا انہیں اُو
انہیں اس سے وچھپی تھی۔ صحیح سلم کی ایک دوسری حدیث میں وہ حضرت عالیہ صدیقہ کا
اپنے متعلق یہ بیان ہے: ”وَرَفِعْتَ زَيْنَبَ وَهُنَىٰ بِشَتَّ لُسُجٍ وَلَعْبَهَا مَعَهَا“ ریغتی
جس ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نوصال کی تھیں اور ان کے تھیں کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں) (یعنی
صحیحین کی ترقی شریع حدیث سے علوم یا اکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سمجھیں
اور ترقی بھی مشغلوں سے نہ صرف یہ کہ منع نہیں فرازتے تھے بلکہ اس پارسے میں اُن کی اس حد
تک دلداری فرماتے تھے کہ جب آپ کے قشر لیٹ لانے پر ساتھ کھیلنے والی دوسری بچیاں
کھیں جو ڈر کے بھاگتیں تو آپ خود ان کو کھیل جواری رکھنے کے لئے فرمادیتے ظاہر ہے کہ
یہوی کی دلداری کی وجہ انتہائی تھالی ہے۔

حضرت عالیشہؓ کی گڑیاں اور تصویر کا سلسلہ [یہاں بعض ذہنوں میں ہواں پڑتا]
حضرت عالیشہؓ کی گڑیاں اور تصویر کا سلسلہ یہاں کھپڑے شوہر دن کی سختی کی وجہ
کی تصویر بناتا اور اس کا گھر بھی رکھتا چاہز نہیں اور اس پر صحیح حدثوں میں سختی عدیں
وارد ہوئی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہؓ کو گذیوں سے کھیلنے اور

لئے ہوں انشاصلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عالیشہؓ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا سے پہلے ادا ان کے بعد بھی جن
از وابح طہرات میں نکاح کیا وہ عمرہ بن رسیدہ یوں یا پہلے شوہر دن کی سختی تھیں تھے حضرت صدیقہؓ
وہیں جن کی ورکم تھی۔ اس کا گھریں میں نہ کاخ جن عظیم مقاصد و مصائب کے لئے کیا جانا تھا ان کی وضاحت
کے لئے مستقل مقالہ کی ضرورت ہے۔ آنماں وہ میں بھی مناسب ہو گا کہ انت کو یہکی ایسی معلم کی اعززی
تفقی جس کی مکمل تربیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو، وہ استدعا میں نے، سر کو اعلیٰ مقاصد میں
یعنی ہیوں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو ہر یہی محروم باز رہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی
کے اشارہ سے اس اقصاد کیلئے حضرت عالیشہؓ کا انتقام بفرمایا تھا، اور سی لمحے گواہی پر یہی سختگوئی رفت
اور تربیت میں لے لیا تھا۔

مگر جس رجھنے کی اجازت کیوں دی؟ بعض شارعین نے اس کا ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ حضرت عالیٰ شریف کے گڑبیوں سے کھینٹے کا یہ واقعہ بھرت کے اپنے ای زمانہ کا ہے جبکہ تصویر و کی حوصلت کا حکم نہیں کیا تھا: بعد میں جب تصویروں کے بنانے اور رجھنے کی سخت معاونت کرو گئی تو گڈبیوں کے بنانے اور رجھنے کی بھی کنجائیں نہیں رہی۔ — لیکن اس عالم جن کے زدیک زیادہ صحیح جواب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ گڑبیاں تصویر کے حکم میں داخل ہی نہیں تھیں۔ — وہ تو وجودہ صورت پہلے کی بات ہے خود ہمارے اس زمانے میں جیکہ سینے پر دنے کے قلنے وہ ترقی کر لی ہے جو معلوم ہے، مگر ان کی پھولی پکیاں اپنے رجھنے کے لئے جو گڑبیاں بناتی ہیں، ہم نے وہاں سے کہ تصویریت کے کاٹ سے وہ اتنی ناتھص ہوتی ہیں کہ ان کسی طرح بھی تصویر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے حضرت عالیٰ شریف صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڈبیوں کے بارے میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت عالیٰ شریف سے دوڑیں مقابلہ:-

(۶۵) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَالَّتِي قَسَابَتُهُ فِي بَقِيَّتِهِ عَلَى
رِجْلِكُلِّيْ فَلَمَّا حَمَلْتُ الْأَثْعَمَ سَابَقَتُهُ كَسْبَقَرِيْ فَقَالَ هَذِهِ
رِبَابُ الْعَبْدَقَيْ

حضرت عالیٰ شریف صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دوڑت ہے کہ میں ایک رخربیں حضور کے ساتھی توبیدل دوڑیں ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور کچھ نکل گئی اس کے بعد جب رخربی سے (یہاں جس ساری بھوگیا تو رخربی اس زمانے میں بھی ایک رخرب ایسا دوڑیں مقابلہ ہے تو آپ جیت گئے اور آگئے نکل گئے، اس وقت آپ شفرایا، یہ ساری دوڑیں میں جیت کا جواب ہو گیا۔ (سفیانی فاؤنڈ)

ترشیح) بلاشبہ بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اور ان کا دل خوش کرنے کی بھی نہیں۔ اصل شاید ہے اور وہ اس سب ا لوگوں کے ساتھ امور بین جن بین۔ کہ نزدیک دین میں اس طرح کی تفاوت اتنا کی کوئی جگہ نہیں۔

ضھر نے حضرت عائشہؓ کو خود کھیل دکھایا: —

(۶۶) عَنْ عَائِشَةَ قَوْمَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَهُنَّا يَقِنُونَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَسَلَّمَ يَقُولُ شَهِيْدَ حَجَرَتِيْ وَالْجَبَسَةِ يَلْعَبُهُوْنَ يَالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسَوْنَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُبُ فِي بَرِدَاتِهِ لَا تَظَاهِرُوا لَعْبَهُمْ بَلَّدَنَ أَذْنِهِ وَعَانِقَهُ دُنْجَهُ يَقُولُ مِنْ أَجْلِنِ حَتَّى آتَهُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَنْصَرْتُ فَأَقْدَرْتُ وَأَقْدَرْتُ لِأَعْلَمَيْرِيْهِ الْجَنِيدَ يَكْتُبُ فِي الْيَسِينِ الْحَرَبِ يَمْرُّهُ عَلَى اللَّهِوْ . — رواه البخاري وسلم

حضرت عائشہؓ مدیریت زندگی اور اخلاق عنہا سے روایت ہے: بیان کرتی ہیں: —

نمایاں فرمادیں نے بخط و بخطا یہ کہ رامب، وزیر اعظم تو ان سجدہ میں نیزہ اوری کا کھیل کھیل دیتے تھے جو مولانا اللہ مصطفیٰ اور حضرت علیہ السلام بھی ان کا کھیل دکھانے کیا۔ پھر میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کر کے پرسے بھروسے کے در و انسے پر کھڑے ہو گئے اور سجدہ میں گھٹتا تھا۔ میں آپ کے کام بھی اور کام کے در بیان سے ان کا بھیں بھیختا ہیں، ہی، آپ پیری و جدی سے کھیل کھڑے رہے بھان نہ کر دیں جی بھٹیا در میں خودی بلوٹ آپی۔ حضرت حافظہ فرازی ہیں کہ اس واحد سے، نمازوہ کرو کر دیکھو، عمر اور کھیل نماز سے دھپی رکھنے والی لڑکی کا کہا تعالیٰ تعالیٰ ۔ — صحیح بخاری صحیح مسلم، (ترشیح) بیویوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن معاشرت اور

اپنے کی دبجوں اور دلداری کی نتمنائی مثال ہے اور اس میں اُنتت کے لئے بڑا سبق ہے۔

عید میں نبود و عصب کی بھی گنجائش [ابن القاسم مسلم میں یہ بات خاص طور سے عید میں نبود و عصب کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے] کیونکہ عید کا دن تھا، بیساکھ

صحیح بخاری اور صحیحسلم کی ایک روایت میں اس کی تصریح ہے، اور عید میں نبود و عصب کی بھی ایک حد تک گنجائش رکھی گئی ہے کیونکہ خواہی جشن و نشاط کا یہ بھی ایک فطری تقاضا ہے۔ صحیحین اور دسری کتب حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ مردی ہے کہ:- ایک دفعہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑرا اور ہے آرام فرار ہے تھے دو بچیاں آئیں اور وہ بجا بجا کر جنگ بغاٹ سے متعلق پوچھ اشعار کہانے لگیں اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آگئے انہوں نے ان بچوں کو داشت کر بھاگ دینا چاہا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنہ کھول کر قہای، «دُعْهُمَايَا ایٰ بَلَّكِدْ فِی اَنْهَا ایکامٌ عَیْتَدْ» (۱) بولے، ان بچیوں کو جھوڑ د دیجی ہو رہی ہیں کرنے والے عید کا دن (۲)

مطلوب ہیں نہما کو عید میں، اس طرح کے نبود و عصب کی ایک حد تک گنجائش رکھی گئی ہے۔

افروز ویر تشریح حدیث میں صہیبوں کے سر کھیل کا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر کھیل کو دیکھنے کا ہوڑ کر ہے اُس نے ہادیت میں ایک بات تویر خود از رہنی چاہئے کہ وہ عید کا دن تھا اور عید میں اس طرح کی تقریحات کی ایک حد تک گنجائش ہے۔

یہ ایک ہامقصدا اور ترہیتی کھیل تھا [اعلاوه از بیان زیر از زاری کا یہ کھیل ایک حد تک گنجائش کی تعریف ہے] اسی لئے خود حضور نے بھی اسیں دلچسپی لی اور بیت کا بھی ایک ذریعہ تھا، غالباً

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبی اس سے دو بچیاں۔ صحیحین کی اسی حدیث

کی بعض روایات میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کھلاڑیوں کو "ذوق سکون" یا بخوبی از قید کر کر ایک طرح کی دادی جی دیتے اور ان کی ہمت افرادی فروختے تھے۔ اور اسی واقعہ سے متعلق صحیحین کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر بن اشتر نے ان کھلاڑی جیشیوں کو (و مسجد میں اپنا کھیل دکھارے ہے تھے) مسجد سے بھگا دینا چاہا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا، "ذوق سکون" (یعنی انجیس کیلئے دو)۔ اور ان کھلاڑیوں سے فرمایا: ت آہٹا بیٹھی از قید کا لا" (یعنی تم پہنچو تو قید اور مطہر ہو کر کھیلو!)۔

پردہ کا سوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے یقیناً خیر محروم اور اہمیت تھے، پھر انہوں نے ان کا کھیل کیوں دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں دکھایا؟۔

بعض شاہزادیں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ:- یہ واقعہ اس ابتدائی زمانہ کا ہے جب پردہ کا حکم نازل ہی نہیں ہوا تھا۔ لیکن روایات کی روشنی میں یہ رایات صحیح ثابت نہیں ہوتی، فتح ابادی میں حافظہ ابن حجر نے ابن جبان کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ یہ واقعہ سوچ کا ہے جبکہ جیشہ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، اور حجاب کا حکم یقیناً اس سے پہلے آچکا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہؓ کی زیر تشریح حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ جس وقت وہ کھیل دیکھ رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بارک کا پردہ کر دیا تھا، اگر یہ واقعہ حجاب کے حکم سے پہلے کا ہوتا تو اس کی ضرورت نہ ہوتی۔

دوسری بات اس جواب کے جواب میں یہ کہی گئی ہے کہ چونکہ اس کا قطعاً کوئی خطر نہیں تھا کہ ان جلشیوں کا کمیل دیکھنے کی وجہ سے حضرت مصطفیٰؐ کے دل میں کوئی بُرا خیال اور وسوسر پیدا ہو، اس لئے ان کے لئے یہ دیکھنا جائز تھا، اور جب بھی کسی صورت کے لئے ایسی صورت ہو کہ وہ خفہ اور مفسدہ سے ماون و محفوظ ہو تو اس کے لئے اپنی کو دیکھنا تاجائز نہیں ہو گا۔ مام بخاریؓ نے صحیح بخاری کتاب النکاح میں اسی حدیث پر عباب النظر والحبش و نحوه در من غایر رسمیۃ کا ترجیحہ الباب لاتام کر کے اسی جواب کی طرف اشارہ کیا ہے اور بلاشبہ یہی جواب زیادہ تشفی بخشن ہے۔

وَاللَّهُ أَعْلَمْ۔

ہمسایوں کے حقوق

نسان کا اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل
و اصلی اور تعلق ہمسایوں اور پڑوسیوں سے بھی ہوتا ہے اور اس کی خوبصورتی اور خوبصورتی
کا زندگی کے چین و سکون پر ادا اخلاقی کے بناءٰ بھاگاڑ پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم و وہادیت میں ہمسائی اور پڑوسن کے اس تعلق
کو بڑی عظمت بخشی کی ہے اور اس کے احترام و وہادیت کی بڑی تائید فرمائی ہے جیسا کہ
کاس کو جزو ایمان اور واحدانہ جماعت کی شرط اور اللہ و رسول کی محبت کا میہماں مقرر
دیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھئے۔

پڑوسی کے بارے میں حضرت جبریل کی سلسلہ وصیت اور تائید:

(۴۷) حَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُؤْصِيُنِي بِالْجَمَارِ
حَتَّىٰ كَذَّبَتُ أَنَّهُ سَيُؤْتَنِي — رواه البخاري وسلم

حضرت عائشہ صدیqa و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہادیت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ کے فاہن فاصد) جبریل پروردی کے
جن کے بارے میں پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ابر و صیت اور تائید کرتے ہے

یہاں حکم کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کے حق اور اس کے ساتھ اکرام و رحمیت کا روتیہ رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریلؐ سلسلہ یہی تاکیدی احکام لاتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کو وارث بھی بنادیا جائے گا یعنی حکم آجاتے گا کسی کے انتقال کے بعد جس طرح اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور دوسرے اقارب اس کے ترک کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح پڑوسی کا بھی اس میں حصہ ہو گا۔
ظاہر ہے کہ اس ارشاد کا مقصد صرف ایک واقعہ کا بیان نہیں ہے بلکہ پڑوسیوں کے حق کی اہمیت کے اندر کے لئے یہ ایک نہایت مؤثر اور بلیغ ترین حکماں ہے۔

پڑوسیوں سے اچھا روئی اللہ و رسولؐ کی محبت کی شرط اور اس کا معیار:-

(۴۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَادَةِ التَّمِيْنِيِّ حَدَّثَنَا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَصَّلَ إِذَا مَا فَجَعَلَ أَصْحَابَهُ يَتَسَاءَلُونَ
بِوَضُوئِيهِ فَقَالَ لَهُمْ أَشْيَعُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَذَا؟ قَالُوا حُبُّ الْأَنْوَارِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَ
الشَّيْعَيْشَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اللَّهُ تَعَالَى
وَرَسُولُهُ أَدْبَرَهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَيَصَدِّقُنَّ حَدِيثَهُ
إِذَا حَدَّثَ كَلِمَوْدًا أَمَانَتَهُ إِذَا ثَمَّ مَنْ وَلَيْهِ حِسْنٌ بِحَوَادِ
مَنْ بَحَادَرَهُ^۱

براء بن سعید فی شعب الایمان

عبد الرحمن بن أبي قرادة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ایک نبیوں کی ایک حادثہ
بسی اظہر علیہ کلم نے وضو فرمایا تو صحابہؓ اپ کے پھونکا اسے عالی پانی مل دئے کہ پھر

لئے گئی جھوٹتے ہوں سے غریباً کہ، تمہارے لئے اس کا کیا ماعت، وہ غریب ہے۔ اُ —
اخون سے غرض بیکار، میں اللہ و رسول کی محنت، — آپ نے ارشاد فرمایا کہ،
جس کی یہ خوشی اور چاہستہ ہو کر اس کو اللہ و رسول کی محنت نصیب ہو یا کہ اس سے
اللہ و رسول کی محنت ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ان بیننا توں کا، حرام کرے: —
بات کرے تو پس بولے، جن کوئی رہاثت اس کے سپرد کی جائے تو رہاثت داری کی صاف
ہیں کوئا کرے، اور اپنے پڑو یہوں کے ساتھ دیواروں پر لکھے: —
(رَشْبَعُ الْجَمَانُ السَّبِيْقِيُّ)

پڑو یہوں کے ساتھ اچھا برتاؤ لازمہ ایمان: —

ر ۴۹: آنَ أَنْ أَكِنْ شَرْبَعَ الْعَدَوِيَّ فَإِنْ جَعَلْتُ أَذْنَانِي دَابِصَرَتْ
عِينَاهِي حِينَ تَكَلَّمُ الشَّرِيْقِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَهَّالَ
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْإِيمَانِ الْأَخِيرِ قَلْبِيْ كُرْمٌ جَارِّاً وَ
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْإِيمَانِ الْأَخِيرِ قَلْبِيْ كُرْمٌ ضَيْعَةً
وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْإِيمَانِ الْأَخِيرِ قَلْبِيْ كَلْمَعَلْ خَيْرَداً
أَوْ لِيَضْهَرَتْ — رواه البخاري والسلم

حضرت ابو شریع حدودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کافوں کے
رُحُولِ اللہ سے اللہ طلبہ حلم کایا ارشاد من اوسیں وقت آپ یہ فرمادے تھے
اس وقت ہیری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں — آپ نے ارشاد فرمایا: —
”بِخُشْصِ اللَّهِ وَرِبِّ الْعَالَمِينَ“ اخوت پرایان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پردازی
کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اشتہر ہو اور یوم آخرت پرایان رکھتا ہو اسے
لازم ہے کہ اپنے ہمان کا اکرام کرے اور جو اشتہر ہو اور یوم آخرت پرایان رکھتا ہو اسے

اسے لازم ہے کہ جبی بات حاصلے یا پیر چپ رہے ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
دیگر مخصوص قریب قرب انجی الفاظ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم
ہی زمین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بے گلی دوست کیا گیا (۱۳)

دوہ آدمی مومن اور بیتی نہیں جسکے پڑوی اُس سے مامون اور تیخونت ہوں :-

(۱۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ كَبِيرٌ
يُؤْمِنُ قَيْمَلْ مَنْ يَأْرُشُونَ اللَّهُ ؟ قَالَ الَّذِينَ يَكْفِي لَهُمْ يَا مُسْلِمٌ
جَاهِزٌ كَابُوَاعِتَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ، "خدا کی قسم؛ وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم؛ اس میں ایمان نہیں، خدا کی قسم؛ وہ صاحب ایمان نہیں" ۔ عرض کیا گیا کہ، "یا رسول اللہ؛ کون شخص؟" (یعنی حضور مکرم پر نصیب شخص کے یا نہیں قسم کے حق ارشاد فرمایا کہ، "دوہ آدمی جس کے پڑوی اس کی شرائلوں اور مفسدو پر داریوں سے مامون، دربے تیخونت ہوں" (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے)۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دریہ حدیث قریب انجی الفاظ میں حضرت علیؓ نے طبرانی نے
بعض کیریں اور حضرت انسؓ سے حاکم نے مدد کیں، روایت کی ہے۔

رَتْشَرْجَحُ (حدیث کے الفاظ میں غور کر کے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کیسے جلال سے مخوب ہے، اور جس وقت آپ نے یہ ارشاد

فریاد ہو گا اُس وقت آپ کا حوال اور آپ کے خطاب کا انداز کیا رہا ہو گا۔
بھر جال اس پڑپلال ارشاد کا معا اور سپیا میں ہے کہ ایمان والوں کے لئے لازم ہے کہ
پڑپیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ اور روایتی ایسا شریف قادر ہے کہ وہ ان کی طرف سے بالکل
مدد میں اور بے خوف رہیں، ان کے دلوں و ماغوں میں بھی ان کے بارے میں کوئی اندریشہ
اوڑھڑہ نہ ہو۔ اگر کبھی مسلمان کا یہ حال نہیں ہے اور اس کے پڑوں اس سے
مسلم نہیں ہیں تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖۤہٗ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ اسے ایمان کا مقام
نیسب نہیں ہے۔

(۱۷) عَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ حَلَّ الْجَنَّةَ مَنْ لَدُنْ لَا يَأْمُنُ بِحَارَكَاتِهِ وَأَنْفَقَهُ۔

رواہ حم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖۤہٗ وَسَلَّمَ
نے ارشاد فرمایا: «وَدَآدِی جَنَّتٍ مِّنْ دُخُلِ زَيْرَ سَكَّهِ اُجَسِّسِ کی شرارتیں اور
ایذا رسانیوں سے اس کے پڑوں کی ماون نہ ہوں۔» (صحیح مسلم)
(تشریف الحجۃ) مطلب یہ ہے کہ جس کوئی کا کردار اور زوریتی ایسا یوکہ اس کے پڑوں کی وجہ سے
شرارتیں اور بداطوزاریوں سے خالفت رہتے ہوں وہ اپنی اس بذرکرداری کی وجہ سے
اور اس کی سزا پائے بغیر جنت میں نہ جاسکے گا۔

(تشریف الحجۃ) ان دو حدیثوں سے بھا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖۤہٗ وَسَلَّمَ
کی تعلیم و پدراست میں ہمسایوں کے ساتھ خشن سلوک کا کیا درجہ اور مقام ہے۔ نبوت کی
زبان میں کسی عمل کی سخت تاکید اور دین میں اس کی انتہائی اہمیت جتنا کے لئے
آخری تبریزی ہوتی ہے کہ اس میں کوتاہی کرنے والامون نہیں یا یہ کوہ جنت میں
نہ جاسکے گا۔ افسوس ہے کہ اس طرح کی حدیثیں بخارے علمی اور درسی ملکوں

یہ اب کلامی بحوث اور علمی موشنگانیوں کا موضوع بن کر رہ گئی ہیں، شاذ و نادر ہے اللہ کے وہ خوش نصیب بندے ہوں گے جو یہ حدیثیں پڑھ کر اور سن کر نہ دلگی کے اس شعبہ کو درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں، حالانکہ حضور مسیح کے ان ارشادات کا مقصد مدعایہ ہی ہے۔ یہ حدیثیں پڑھنے اور سنتنے کے بعد یہی اپنے پڑھیوں کے ساتھ برداشت اور روایتی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کی غورتہ کرنا بلاشبہ بڑی ثقاوت اور بدینختی کی نشانی ہے۔

یہی سلسلہ "معادف الحدیث" کی پہلی جلد "حکایات الایمان" میں تفصیل سے لکھا چاہکا ہے کہ اس طرح کی حدیثیں جن میں کسی عمل یا اخلاقی تقصیر اور کوتاہی کی پہنچ رہا ہے اس کی نفعی کی گئی ہے یا جنت میں رہ جاسکنے کی وجہ سنا کی گئی ہے اُن کا عذر اور مطلب کیا ہے اور شریعت میں ایسے لوگوں کا حکم کیا ہے۔

وَهُنَّ مُنْهَمُونَ جَوْسِيْطَ بَهْرَ كَسْوَجَاءُ اَوْ اَسْ كَالْبَرَ سَوْسَيْ بَهْرَ كَاهْرَوْ:

(۱۷) عَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ فِي مَنْ يَأْتِ شَيْعَانَ وَجَارُهُ جَارِهِ إِلَيْ جَنَّةِ
وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ — رواه البزار والطبراني في الکبر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا:۔ وَهُوَ ذُو بَهْرٍ رہا ہے اسیں لا با (اور وہ بیری بجاہت میں نہیں ہے)

جو زیستی میں اپنا بہریت بھر کے رات کو دنیہ فکری سے اسوجاتے کہ اس کے براہ
رہنے والا اس کا بہر وسی بھوکا ہو، اور اس آدمی کو اس کے بھوکے رہنے کی خبر ہو۔

(مشذوذ راجح کبیر الطبراني)

یہی حضور فرمی قریب قریب، اسی الفاظ میں امام غزالی نے "الادب المفرد" میں اُد
دیجی نے مشتبه الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے اور حفاظ کرنے

مذکور کے میں، ان کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی روایت کیا ہے)۔
 (ف) افسوس! ہم سملاؤں کے طرزِ عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات
 میں اتنا بعد اور فاصلہ ہو گیا ہے کہ کسی ناواقف کو اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کوئی تم
 اور ہماریت سملاؤں کے پیغمبر کی دلکشی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارشادات
 میں اعلان فرمادیا ہے کہ جو شخص اپنے پڑویوں کے بھوک پیاس کے مسئللوں اور اسی طرح
 کی دوسری ضرورتوں سے بنے نظر اور بے نیاز ہو کر ذہنگی لگادارے وہ بھوک پیاس نہیں لایا
 اور اس نے ہمیزی بات بالکل نہیں مالی اور وہ ہمیز نہیں ہے۔۔۔ یہ بات بھی
 ٹھوڑا رکھنے کی ہے کہ ان تمام حدیثوں میں سملہ اور غیر مسلم پڑوی کی کوئی تخصیص نہیں کی
 گئی ہے بلکہ آگئے درج ہونے والی بعض حدیثوں سے حکوم ہو گا کہ یہ سارے حقوق غیر مسلم
 پڑویوں کے بھی ہیں۔

ہمسائیگی کے بعض معین حقوق:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑویوں کے بعض معین حقوق کی نشان دہی بھی
 فرمائی ہے؛ ان سے اس باب میں شریعت کا اصولی نقطہ نظر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔
 (۳۷) عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ حَيْثَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَمَارَةِ مِنْ حِلْقَةِ كَعْدَةِ كَعْدَةِ
 قَدْلَانِ مَاتَ سَبْعَةَ دَلَانٍ اسْتَفْرَجَهُنَّ أَقْرَبَهُنَّهُ
 دَلَانٌ أَغْوَرَ سَبْعَةَ دَلَانٌ أَمْبَابَةً كَعْدَةَ كَعْدَةَ دَلَانٍ
 أَمْبَابَةً مُصَيْبَةً عَرَبَيَّةً دَلَانٌ فَعَرَبَيَّ دَلَانٌ فَوْقَ
 دَلَانٌ فَكَسَلَ عَلَيْهِ الرِّيمُ وَلَا تُؤْزِيَ بِرِيمٍ قِدْرَ دَلَانٍ
 إِلَّا كَانَ تَعْرِفَ لَهُ مِنْهَا۔۔۔ رواه البخاري في بحث

سخاہی بن جعفرؑ اپنی الشرعت سے درافت ہے کہ رحل اشغال اشغال طلاق سلم
نہ ادا شاد فرمایا۔ پڑوی کے حقوق تم پر یہ چیز کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی وفات
اور خبر گیری کرو، اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جانے کے ساتھ جاؤ ۱۰۱ و
حقوقن کے کاموں میں (اتھ بناو) اور اگر وہ (اضمی ضرورت کے لئے) قرض مانگنے تو
رب شرعاً مقتضاً علت (اس کی قرض دو) اور اگر وہ کوئی بُرا کام کر میجھے قوبده پوشی کرو
اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو بسار کا دو، اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو محنت
کرو، اور زینی حالت اس کی عمارت سے اس طرح بلند کر کوئی دس کے گھر کی ہو، اور
بیو جائے، اور (جب تمہارے گھر کوئی) (چھاکھانا پکے تو اس کی کوشش کرو کہ) ڈی
مانڈی کی ہمک اس کے لئے (اوہ اس کے پتوں کے لئے) باعث، ایضاً نہ ہو (یعنی
اس کا احتمام کرو کہ بانڈی کی ہمک، اس کے گھر تک نہ جائے) (الا یہ کہ اس میں سے
تھوڑا سا بچو اس کے گھر میں تجوید (اس صورت میں کھانے کی ہمک اس کے گھر
تک جائے میں کوئی مفتانہ نہیں) — (بجم کبیر طبرانی)

(تشریح) اس حدیث میں بھساںوں کے بوقیعین حقوق بیان کئے گئے ہیں ان میں سے
آخیری دو خاص طور سے قابل غور ہیں:- ایک یہ کہا پئے گھر کی تغیریں اس کا خالق کرو
(اوہ اس کی دیواریں اس طرح تم اٹھاؤ کہ پڑوی کے گھر کی ہو اپندر ہو جائے اور اس کو تکمیف
پوچھے۔ اور وہترے یہ کہ گھر میں جب کوئی اچھی مخصوصیت پکے تو اس کو نہ بیو لو کہ بانڈی
کی ہمک پڑوی کے گھر تک جائے گی، اوہ اس کے یا اس کے بچوں کے دل میں اس کی
طلب اور طبع پیدا ہوگی جو ان کے لئے باعث، ایضاً بچو اپنے پر لازم کرو کہ
اُس کھانے میں سے کچھ تم پڑوی کے گھر میں بیجوگے یا پھر اس کا احتمام کرو کہ بانڈی کی ہمک
پڑوی کے گھر تک نہ جائے جوطا ہوئے کہ خلل ہے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ان دو بیانوں سے امنانہ کیا جا سکتا ہے کہ پڑویوں کے بارے میں کتنے نازک اور

باریک پھلوں کی رہایت کو اپنے ضروری فرار دیا ہے۔
قریب تریب ہمی مخصوصی کی ایک حدیث ابھی تحدی نے مکالمہ میں اور فتح انٹلی
نے «مکارم الاخلاق» میں حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاصؓ سے بھی ردیست کیا ہے
اور اس میں یہ اضافہ ہے:-

فَإِنْ أَشْرَكَهُنَّ فَأَكْرَهُهُنَّ
فَإِنْ هَذِهِ الْأَكْرَهَةُ فَإِنَّ لَنَفْ
لَقْعَلَهُنَّ فَأَذْبَحُلُهُنَّ يَسِّرًا
أَوْ لَأَغْرِيَسَهُنَّ كَرْسُوكَوْسَ كَوْجِهَلَهُنَّ لَأَوْ
رَكْرُوسَ وَانُونَ كَوْجِرْزِهَوْسَ لَهُوَسَ كَلُوبَ
لَيْغِيَلَا يَهَا دَلَدَلَهَا -
(کنز الفعال) گھرے باہر نسلک کر ڈیوں کے پیچے کے
دل میں اُسے دیکھ کر جان پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ اُنت کو توفیق دے کر وہ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایتوں
کی قدر قیمت کو بھیں اور اپنی زندگی کا سمول بناؤ کر ان کی بیش جما برکات کا دنیا ہی میں
تقریب کریں۔

(۲۷) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَبَخَ أَحَدٌ كُفُرَهُ دَرَأَهُ لِمَكْثِرِ
وَرُقْبَهَا ثُقْرَلِيَتَنَا وَلَ جَاهَنَّمَ وَنَنْهَا - سَعَاهُ الظَّرْبَلَنَى الْأَوْسَطِ
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا:- جب تم میں سے کسی کے ماں سالن کی امدادی کچھ قامی سے چاہئے
کہ شوور یہ زیادہ کر لے پھر اُسی میں سے کچھ بڑوں کی بھی بھیج دے۔

(بِحُمْدِهِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

دریں ملک اشتر مصلحت طلب کی، ہایت تربیت تربیت انجمن الفلاحیں بنا کر نہ کی
وغیرہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ و مسیحی بنا یافت کی گئی ہے ۔

پڑوی کی تین یہیں غیر مسلم پڑوی کا بھی حق ہے :

(۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمْوُنُ الْهُبَّانِيَّ أَخْبَرَنَا عَنْ أَنَّ رَجُلًا
قَاتَلَ الْجِنِّيَّاْنَ ثَلَاثَةً فَعَزَّزَ لَهُ حَقُّ فَاجِدٍ وَمُؤْ
ذَقَى الْجِنِّيَّاْنَ حَقَّاً فَجَازَ لَهُ حَقَّاً وَجَازَ لَهُ
ثَلَاثَةً حُكْمُوْقِ فَأَمَّا الْدِيْنُ لَهُ حَقُّ وَاجِدٍ بَعْدَ
مُشَرِّفٍ لَأَرْتَهُمْ لَهُ، لَهُ حَقُّ الْجَوَارِ دَامَّا الْدِيْنُ
لَهُ حَقَّاً بَعْدَ مُسْلِمٍ لَهُ حَقُّ الْإِسْلَامِ وَحَقُّ الْجَوَارِ
وَأَمَّا الْدِيْنُ لَهُ ثَلَاثَةُ حُكْمُوْقِ بَعْدَ مُسْلِمٍ ذَرَّهُ
لَهُ حَقُّ الْإِسْلَامِ وَحَقُّ الْجَوَارِ وَحَقُّ الرَّحْمَمِ ۔

دریں البزر اف السن و اہل سمع فی المطی

حضرت جابر بن عبد الله ہایت پہلے کو مصلحت طلب کرنے
او شاد فرمایا:- پڑو کی تین قسم کے درجتی درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک ٹوکرہ پڑو کی
جس کا صرف ایک بھی حق ہو (اور وہ حق کے سلاسل سے) سب سے کم درج کر پڑو کی ہو
دوسرہ ٹوکرہ وہ پڑو کی جس کے دو حق ہوں، اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں ۔

تو ایک حق دلalloh وہ مشرک (غیر مسلم) پڑو کی ہے جس سے کوئی رشتہداری بھی نہ ہو
(قوس کا صرف پڑو کی ہونے کا حق ہے) اور دو حق دلalloh پڑو کی ہے جو پڑو کی
ہونے کے ساتھ مسلم (یعنی دینی بھائی) بھی دلalloh کا ایک حق مسلمان ہونے کی وہ
سے دوچار ہو دلalloh پڑو کی ہونے کی وجہ ہے۔ اور تین حق دلalloh پڑو کی وہ بھی ہو

پڑھی بھی ہو سلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو۔ تو اس کا ایک حق سلام ہونے کا ہو گا
دوسری حق نہ ہوں گے اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہو گا۔

(مندرجہ ذر، مجلس اعلیٰ فقیہ)

(تشریح) اس حدیث میں صراحت اور وضاحت فراہدی گئی ہے کہ پڑھیوں کے
جو حقوق قرآن و حدیث میں بیان فرمائے گئے اور ان کے اکرام اور رعایت و حسن سلوک
جوتاکیدیں فرمائی گئی ہیں اُن میں غیر سلم پڑھی بھی شامل ہیں اور ان کے بھی وہ سب حقوق ہیں
صحا پر کرامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے یہی سمجھا۔ جامع ترددی غیر
میں حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاصؓ کے متعلق روایت دیکھی گیا ہے کہ یہک دن ان کے
کفری ذمکر ہوئی دہ تشریعت لائے تو انہوں نے گھروالوں سے کہا:-

أَهْدَى يَتَّقِرُّ لِهَا رَبُّ الْيَمَوْدِيَّةِ تَرَوْجُونَ نَهْجَةَ سَرِيرَةِ دِرَكِ پُرْوَسِيِّ كَمَلَةِ
بَهْيَيْ كُوْشَ كَاهْرَيْ بِحَمَّادَةِ ئَنْمَوْدِيَّةِ؟ أَهْدَى يَتَّقِرُّ لِهَا رَبُّ الْيَمَوْدِيَّةِ؟
بَهْيَيْ كُوْشَ كَاهْرَيْ بِحَمَّادَةِ ئَنْمَوْدِيَّةِ؟ بَهْيَيْ كُوْشَ كَاهْرَيْ بِحَمَّادَةِ ئَنْمَوْدِيَّةِ؟
سِعْدَتْ دَسْقُولَ الْمَطْوَ سِعْدَتْ دَسْقُولَ الْمَطْوَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ
يَعْوُلُ مَا كَذَالَ چَبَرْزَرِيَّةِ يَعْوُلُ مَا كَذَالَ چَبَرْزَرِيَّةِ
بُوْصِيْفِيَّيِّيْ رَابِّيْ كَارِخَتَهِ بُوْصِيْفِيَّيِّيْ رَابِّيْ كَارِخَتَهِ
كَلْفَتَهِ آتَهِ سَلْيُوْرِيَّةِ. كَلْفَتَهِ آتَهِ سَلْيُوْرِيَّةِ.
بَهَانَ بَكَ كَبِيْجَهِيْ خَالَ ہوَنَهِ لَلَّا كَوَادَسِيْ بَهَانَ بَكَ كَبِيْجَهِيْ خَالَ ہوَنَهِ لَلَّا كَوَادَسِيْ

اسوس ہے کہ حمد نبوی سے جتنا یحود ہوتا گیا امت آپ کی تعلیمات اور پڑھیات
کے ائمیٰ قادر و دور ہوتی چلی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیوں کے
باہم میں جو وصیت اور تاکید امانت کو فرمائی اُمیٰ اگر صحاپ کرامؓ کے بعد میں اس پر امانت کا
عمل رہا ہوتا تو یقیناً آج دیسا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ الشرعاً فی ایم سمل انوں کو

تو فتنے کے ساتھ میں اللہ علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت کی قدر قیمت سمجھیں اور اس کو رضا و مثود بالعمل بنائیں۔

تعلیم و تربیت کا اہتمام بھی پڑوسی کا حق ہے: —

پڑوسیوں کے حقوق کے باہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوار شادات یہاں تک درج ہوئے ہیں کہ ایجادہ اخلاقی تربیت کے معاملات میں اُن کے ساتھ اکرام و رحمۃ کے برداۓ اور جُن سلوک سے تھا۔ آنے والے ایک دہ ارشاد بھی پڑھئے جس میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ:۔ اُگر کسی کے پڑوسی میں بچپن سے یہیے توگ رہتے ہوں جو وہی تعلیم و تربیت دو رہنی چلی اور اخلاقی حالت کے ساتھ سے پہنچنے والے ہوں تو وہ سرسے توگوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے سردار و صلاح کی فکر کو شکریں، اگر وہ میں کوتا ہی کریں ملے تو جو مردم اور مسرا کے سبق ہوں گے۔

(۴) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْذِرِيْ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالَّا أَفْوَامُ الْأَقْرَافِ مَوْهُونٌ جَبَرِاً نَهْمَمُ وَلَا يَعْلَمُونَ نَهْمَمُ وَلَا يَعْطُلُونَهُمْ وَلَا يَأْمُرُونَهُمْ وَلَا يَهْدُوْنَهُمْ وَمَا بَالَّا أَفْوَامُ الْأَقْرَافِ لَا يَسْعَلُهُمْ مِنْ جَبَرِاً نَهْمَمُ فَلَا يَتَفَهَّمُونَ فَلَا يَتَعْظَمُونَ وَاللَّهُ لِيَعْلَمُ مَنْ يَوْمَ حِزْبِهِ أَعْلَمُ وَلَا يَفْقِهُونَهُمْ وَلَا يَعْطُلُونَهُمْ وَلَا يَأْمُرُونَهُمْ وَلَا يَهْدُوْنَهُمْ وَلَا يَتَعْلَمُنَّ قَوْمٌ مِنْ جَبَرِاً نَهْمَمُ وَلَا يَفْهَمُونَ وَلَا يَعْلَمُونَ أَذْلَالَ الْعَاجِلَةِ وَلَا يَعْلَمُونَ بِالْعَمُورِيَّةِ فِي الدُّنْيَا۔

رواہ ابن لاہوری والبغاری فی المودع و ابن الحکیم و ابن منذہ

عقر بن عبد الرحمن بن ابریزی نے اپنے والد عبید الرحمن کے احتجاج سے اپنے
دادا ایزی خروجی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک دن اپنے ایک خاص خطا میں (ادرشاد فرمایا)۔ کیا ہو گیا ہے ماحصلہ لوگوں کو اور
کیا حال ہے اُن کا درجہ میں الشرف علم و تقدیر کی دولت سے نوازا جائے اور ان کے
پڑوس میں اپنے پہاڑوں لوگ بیان کے پاس وین کا علم اور اس کی بھروسہ (بھروسہ)
وہ اپنے ان پڑوسوں کو دین سکھانے اور ان میں دین کی بھروسہ پیدا کرنے کی کوشش
نہیں کرتے ہیں، مگر ان کو وظائف عمومیت کرتے ہیں تا اسرا المعروف و نہیں عن الشکر کی
ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اور کیا ہو گیا ہے ان (بے علم اور پہاڑوں) لوگوں
کو اگر وہ اپنے پڑوسوں سے دین سمجھنے، دو دین کی بھروسہ پیدا کرنے کی غفرانیں کھلتے
ہوں لے صحبت ملتے ہیں۔ خدا کی فضل (دو دین کا علم اور پہاڑوں کی بھروسہ کھلتے والے)
لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے (نا واقعہ اور پہاڑوں) پڑوسوں کو دین سکھانے اور
دین کی بھروسہ اور دین میں پیدا کرنے کی کوشش کریں، اور وظائف عمومیت (کے ذریعہ
ان کی اصلاح) کریں، اور انہیں نیک کاموں کی تائید اور پُرے کاموں سے منع کریں
اور اسی طرح ان کے نا واقعہ اور پہاڑوں کو پہنچئے کہ وہ خود
طالب ہیں کہ اپنے پڑوسوں سے دین کا علم و فخر حاصل کریں اور ان سے صحبت لیں۔
یا پھر (یعنی اگر دنوں طبقے اپنا پنا فرض اور نہیں کریں گے) تو ان اُن کو دنیا ہتھیار
سمت سزا دوں گا۔ (ستودھا محقق بن راجحہ)

کتاب الوجلان للبخاری، مصنف ابن حسکن، مسنده ابن حنبل۔

رس Shrîj یہ حدیث کنز احوال جلد و شیخ میں "حق اچھا" کے زیرِ عنوان اسی طرح مذکور ہے
جس طرح یہاں درج کی گئی ہے، لیکن دوسری جگہ اسی کنز احوال میں حضور کا یہی خطا
قریب قریب انجی اتفاقات میں اس اعتماد کے ساتھ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کاروائے سخن اس خطاب میں الادویٰ اشتری اور ابوالملک اشتری کی قوم اشترین کی طرف تھا اس قوم کے افراد عام طور سے دین کے علم اور تفہم سے بہرہ مند تھے، لیکن ان ہی کے علاوہ میں اور ان کے پڑوس میں ایسے لوگ بھی آباد تھے جو اس نجاح سے بہت پسند نہ تھے، تھے ان کی تعلیم و تربیت ہوئی تھی اور نہ خود ان میں اس کی طلب اور شکر تھی۔ اس نجاح سے یہ دونوں طبقہ قصور وار تھے اس پناپر رمُول اشتر صسلے الشَّرْعِیہ و سلم نے اپنی کریمانہ فائدہ کے مطابق ان کو نامزد کئے تھے اس خطاب میں ان دونوں پر عتاب فرمایا تھا۔ اس رفتار میں آگے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جب اشترین کو یہ حکوم ہوا کہ اس خطاب میں حضور کے عنایت کا روئے سخن چل دی طرف تھا تو ان کا ایک دخدا کپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضور سے کہہ دیا کہ ہم انشاء اللہ را یک سال کے اندر انہم را ان آبادیوں کے لوگوں کو دین کی تعلیم دے دیں گے۔

اس حدیث سے حکوم ہوا کہ رسول اشتر صسلے الشَّرْعِیہ و سلم نے ہر علاقہ کے ان لوگوں کو جو دین کا علم رکھتے ہیں اس کا ذمہ دار قرار دیا کہ وہ اپنے پاس پڑوس کے ناواقع لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ ان کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں۔ اور اسی طرح ناواقع لوگوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے کہ وہ اپنے پاس پڑوس کے اپل علم اور اپل دین سے تعلیم و تربیت و اصلاح کا رابطہ رکھیں۔ اگر رسول اشتر صسلے الشَّرْعِیہ و سلم کی اس بذات پر عمل جاری رہتا تو اُنت کے ہی طبقہ میں بھی دین سے پہنچنے تھریں اور اشتر و رسول سے وہ پہنچنے تھی نہ ہوتی جس میں اُنت کی غالباً کثرت آج ہتلاء ہے۔ بلاشبہ اس وقت کا سب سے بڑا صلاحی اور تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ اُنت میں تعلیم اور تعلم کے دو عمومی خیر دینی نظام کو پھر سے جاری اور قائم کیا جائے جس کی اس حدیث پاک میں ہدایت فرمائی گئی ہے۔ بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ بتائے جی کو اس کی توفیق ملے۔

کمزور اور حاجت مندو طبقوں کے حقوق

یہاں تک جن طبقوں کے حقوق کا بیان کیا گیا ہے سب وہ تھے جن سے آدمی کام کوئی خالص تعلق اور واسطہ ہوتا ہے خواہ ملی اور نوئی رشتہ، مویا ازدواجی رابطہ، یا احسانی اور پڑوس کا تعلق، یا عاصمی اور قومی مشکو ساتھ۔ — لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ان کے علاوہ تمام کمزور طبقوں اور ہر طرح کے حاجت مندوں، تیمبوں ایزواؤں، غریبوں، مسکینوں، مظلوموں، آافت رسیدوں اور بیاروں وغیرہ کا بھی حق مقرر کیا گیا ہے اور آپ نے اپنے پیروں کو ان کی خدمت و خبرگیری اور ہمدردی و معادوت کی تلقین و تاکید فرمائی ہے اور اس کو اعلیٰ درجہ کی تکمیلی قرار دے کر اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے اعلیٰ اشارات کی بشارت سنائی ہے۔ — ان سب طبقوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اشارات ذیل میں پڑھئے! -

مسکینوں، تیمبوں اور یزاووں کی کفالت و مسرپرستی: —

(۲۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَعْشُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَسَارِيُّ عَلَى الْأَذْمَلَةِ وَالْمُشْكِنَاتِ كَمَا تَحَاوُلُ
فِي سَيِّئِ اللَّهُ وَأَحِبَّهُ قَالَ كَمْ قَاتَمُوكَ لَا يَعْتَرُدُ

کا لفظاً یعنی لایق فطرہ

رواه البخاری و مسلم

حضرت ابو جرید رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کسی زوجاری پر شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت نہ کیلئے دوڑو ہوپ
کرنے والا بہنہ داشتر کے نزدیک اور اجر و ثواب میں) ماہ خدا ہم حادیجتے والے
بندے کے شل ہے اور مرالگان ہے کہ بھی فرمایا تھا کہ

اس تمام اعلیٰ (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح ہے جو (عمرت) اور شب خری (یعنی)
سُستی نہ کرتا ہو، اور اس صافم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمہ روزہ رکھتا کہ بھی
نا غدر کرتا ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اہر شخص جوون کی کچھ بھی واقعیت رکھتا ہے، جانتا ہے کہ وہ قدر میں جساد و
جانبازی بلند ترین مل ہے، اسی طرح کسی بندے کا یہ حال کہ اس کی رہائیں عساوتیں کئی ہو
اور ان کو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو اپنے اسی قابلِ مشکل حال ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اشتر کے نزدیک یہی درجہ اور مقام ان لوگوں کا
بھی ہے جو کسی حاجت مند مسکین یا کسی انسانی ناوراحت عورت کی خدمت و اعانت کیلئے
بس کے سر پر شوہر کا سایہ نہ ہو دوڑو ہوپ کریں، جس کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غود
محنت کر کے کمائیں اور ان پر فرخ کریں اور یہ بھی اوسکی ہے کہ وہ سب لوگوں کو ان کی
خبر گیری اور اعانت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دوڑو ہوپ کریں۔ بلاشبہ
دو بندے طریقے میں جو اس حدیث کے علم میں آجائے کے بعد بھی اس محادث سے
حروم رہیں۔

(۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَكَافِلُ الْأَيْمَنِ مِلَّةً أَذْلَعَتِنِي إِنِّي
أَبْخَسْتُهُ هَذِهِ أَذْلَعَتِنِي بِالشَّيْءِ أَبْتَهِ وَالْمُوْسَطِلُ وَفَرَّجَ

بَيْنَهُمَا شَيْءًا
رواء دخباری

حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- میں اور اپنے یا پرائے تیم کی کفالت کرنے والا اُنہی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور اُنکے پاس پانی انگشت شہادت اور پیچ والی انگلی سے دشارہ کر کے تبلبا اور اُن کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔

(صحیح بخاری)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنی کلسر والی انگلی اور اس کے پار کی پیچ ملنی انگلی اس طرح انہا کہ ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا، بتلایا کہ جتنا تھوڑا سا فاصلہ اور فرق تمیری ان و دانگلیوں کے درمیان دیکھتے ہوئے انہا ہی فاصلہ اور فرق جنت میں پرسے اور اس مردمون کے مقام میں ہو گا جو الشرک کے لئے اس درمیان کسی تیم کی کفالت اور پرورش کا بوجھا الحاضر خواہ وہ تیہاس کا اپنا ہو رہی ہے پوتا یا بیتہ وغیرہ یا پرایا ہو یعنی جس کے ساتھ داری وغیرہ کا کوئی تعلق نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں پر یقین نصیب فرمائے اور وہ سعادت بیسرا مائے جس کی رسول نبھر ملے اللہ علیہ وسلم نے ان ارشادات میں ترغیب دی ہے۔

(۶۹) عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَتَّاً إِلَيْهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبَضَ يَعْيِمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ

كُلَّ عَامِهِ قَسْرًا إِلَيْهِ أَنْ يَعْلَمَ اللَّهُ الْجَنَّةَ أَلْبَسَهُ زَانَةً

أَنْ يَكُونَ قَدْ عَيْسَلَ ذَهَبًا لَا يُغَافَرُ۔ روایہ الرزقی

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- اللہ کے چیز بندے سے نسل نہیں ہے کسی تیم پر کوئی اعتماد نہیں کھانے پڑے یہیں مسکن شرکت کریں اور اللہ تعالیٰ اس کو عنود بالضرر جنتیں

داخل کرے۔ اقیہ کہ اُنہوں نے کوئی ایسا ہرم کیا ہو جو اقبال مخالف ہے۔

(جاہی ترمذی)

(تشریح) اس مورثت سے ہم معلوم ہو کہ تمیم کی کفالت و پروشن یعنی خلاجت کی قلعی بشارت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ آدمی اسی ایسے سلت گھانا کا ترک نہ ہو جو انشاء کے زدیک ناقابل معاافی ہو جیسے شرک و کفود و خوب ناجتن وغیرہ اور مصل پر شرعاً اس طرح کی تمام بیشیری حدیثوں میں ٹھوڑا بھل ہے، اگرچہ الفاظ امیں خدا کو رسمیہ پہلے اس طرح کی تمام غیبی اور بیشیری حدیثوں میں بطور تعادہ کلیکے اس کو ٹھوڑا رکھنا پڑتا ہے۔

(بع) عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَسَحَ زَأْسَ يَتَبَيَّنُ لَهُ نَسْخَهُ إِلَّا أَنَّهُ
كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَخْرٍ يُمْرُّ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ وَ مَنْ
أَخْسَنَ إِلَيْهِ يَمْرُّ عَلَيْهِ مِنْهُ مَا كَانَتْ أَنَا مُحْوِّفٌ بِالْجَنَّةِ
كَهَاثِنَ وَ قَوْنَ بَيْنَ أَمْبَيْعَيْهِ۔ رواه ابو داود و البزار

حضرت ابو امام رضی احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ:- جس شخص نے کسی تمیم کے ساتھ صرف انشاء کیا ہے تو پھر اونہ کے بینے
باہم پر اس کا کوئی پھر انہوں نے جو براہی کے حساب سے اس کی تیکھیاں ثابت ہوں گی اور
جس نے بینے پر اس سنبھلے ہوئی کسی تمیم پر کے ساتھ جائز ملک کیا تو اس کو
نہ آدمی بنت میں الی دو نیکیوں کی طرف کھلے گئے اور تسبیب ہوں گے اما کب نے اپنی کو
انیکیوں کو کھلکھلایا اور دکھلایا کہاں تو وہ نیکیوں کی طرح بالکل پاس پر اس ہو جوں گے۔

(منہاج وجاہی ترمذی)

(تشریح) اس مورثت سے ہم احتکار کے ساتھ معلوم ہو کہ تمیم کے ساتھ جیسی صلوکی
جئیج پر و بشارت اس صیادیوں میں اگلی ہے اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ

عین سلوک خالصنا الوجہ الشدید ہے۔ اس کو بھی فاعدہ کیلئے کی طرح اس طرح کی تمام رسمیتی اور تبیری حدیثوں میں بخواہ کھانا چانے ہے۔

(۸۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِيرٌ بَيْتٌ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِي هُؤُلَاءِ يَعْسُنُ إِلَيْهِ وَشَرٌّ بَيْتٌ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِي هُؤُلَاءِ يَعْسُنُ إِلَيْهِ
رواہ ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلموں کے گروہوں میں بتریں وہ گوارا ہے جس میں کوئی تبیر ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گروہوں میں بتریں مگر وہ ہے جس میں کوئی تبیر ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے۔

(سنن ابن ماجہ)

(۸۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَهَّ فَلَمْ يَهِيْ قَالَ إِمْسَحْ رَأْسَ الْمُتَبَتِّشِ فَأَذْلَعَهُ الْمُسْكِنِينَ
رواہ حمود

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تساویتی بیوی درخت دل کی تحریکات کی۔ آپ نے فرمایا کہ قیچوں کے سر بر (چیار کا) اتھو ہمیرا کرو اور مسکینوں معاشرتوں کو کھانا کھلا لیا کرو۔

(سنن حمود)

راتش روکتیں کسریوں پر فتحت کا انتہا پھر زندگی اور زندگی کے ہزاروں سے معاشرتوں کو کھانا کھلانا درست و درست جو اس جدول کی درستی اور زندگی کے ہزاروں سے معاشر جستے ہیں، پسکن اگر کسی کا دل صد مندی اور جنہ پر ترجیح سے غافل جھاؤ اس کے کیاسے دس سو تساوات ہو تو

اس کا علاج یہ ہے کہ وہ عزم اور قوتِ ارادتی سے کام لے کر یہ حوال کرے، انشاء اللہ اس کے دل کی قیامت وہ مندی سے بدل جائے گی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس حدیث میں اسی طبقِ علیخ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

محابوں، بیماروں اور صیبیتِ زدہوں کی خدمت و اعانت:

(۳۸) عَنْ أَبْنَىٰ مُحَمَّدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكَ أَخْوَانَ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُنْظَلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةٍ إِلَيْهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ قَرَأَ بِحُمْدِ اللَّهِ مُشْرِكًا كُوْبَةً فَرَجَعَ اللَّهُ عَنْهُ كُوْبَةً مِنْ كُوْبَاتِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمَنْ سَأَلَ مُسْلِمًا سَأَلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ .
رواء الجماري و مسلم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، ہر مسلم اور مسلمان کا بھائی ہے (اسے) نہ تخدیس کرے۔ قلمروں کی طبقہ کے نہ دوسروں کا مظلوم ہے کے لئے اس کو بے یار و دگار پھوٹے۔ وجہ کوئی لذتی بھائی کی حاجت پوری کرے گا اُنتر تعالیٰ اس کی حاجت و ان کے لئے اور کوئی مسلمان کی نکیجت اور صیبیت کو درکرے گا اُنتر تعالیٰ قیامت کے دن کی سبیتوں میں سے اس کی بھی صیبیت کو بعد کرے گا، وہ بچکی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اُنتر تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔

(صحیح الجماری و صحیح مسلم)

(۳۹) عَنْ زَيْنِ الْعِدَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَفَسَّرَ عَنْ مُسْلِمٍ كُوْبَةً مِنْ كُوْبَاتِ اللَّهِ ثُمَّ

لَعْنَ اللَّهِ مَعْنَهُ لُؤْبَةٌ مِنْ كُرُبَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمَنْ يَسْكُنْ
عَلَى مَغْبِرٍ يَشَوَّهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ
مَسَّهُ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فَإِنَّ اللَّهَ فِي
عَوْنَى الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنَى أَخْيَرِهِ۔

رواہ ابو جودہ الزند

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:- جو کسی مسلمان کی کوئی نیزی گلیخت اور پریشانی دوں کرے گا
اللہ تعالیٰ (اس کے چون) تیامت کے ہاتھ کی تکلیف اور پریشانی سے اس کو نجات
دے گا، اور (جو قرآن خواہ اپنے) کسی شک است مرد و من کو (اپنے) فرشتے کی وصولی
کے مسلسلہ میں) سوتا، دے گا تو اللہ تعالیٰ (اس کو دینا اور آخرت میں سوتا نہیں
اوہ کسی مسلمان کی پرده پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پرده پوشی
کرنے والا ہو جو کوئی بندو جب تک اپنے کسی بھائی اگل احاددا حادث کرائیے گا تو شرعاً
اس کی پرده کرتا ہے گا۔

(سنن بیہی و ابو داہمی و مجمع ترمذی)

(۸۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَيُّهُمَا مُسْلِمٌ كَمَا مُسْلِمًا تُوبَأَ عَلَى عُرُوقِ كَسَابِ اللَّهِ
مَنْ نُحْشِرُ بِالْجَنَّةِ وَأَيُّهُمَا مُسْلِمٌ أَخْلَعَمُ مُسْلِمًا عَلَى جُوْمِهِ
أَكْفَافُهُ اللَّهُ مِنْ يُشَارِدُ الْجَنَّةَ وَأَيُّهُمَا مُسْلِمٌ سَمَّا مُسْلِمًا
عَلَى نَطْمَأْسَقَاهُ اللَّهُ مِنْ الرَّاجِعِينَ الْمُعْتَرِمِ۔

رواہ ابو جودہ الزند

حضرت ابو سید خدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:- جو مسلمان کسی مسلمان کو حریاً لانے کی صفات میں پکڑے پہنچاۓ تو اسے

اس کو جنت کے بزرگوں سے مصاف رہے اگر اور مسلمان کسی مسلمان کو بھرک کی حالت
تین کھانا کھلانے اور تھالی اس کو جنت کے پل بورجے کہوتے ہیں اور مسلمان
کسی مسلمان کو پس اس کی حالت میں پاتی (یا کوئی مشروب) پہنچنے اور تھالی اس کو
نمایت نہیں (جنت کی) خرابی طور پر لائے جا سب پڑھی بھر گئی ہوگی۔

(صلوٰۃ اللہ علیٰ وآلہ واصحیح ترمذی)

(۸۴) عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُهُمْ وَالْجَنَاحُ لِمَنْ يُضَعِّفُهُمْ وَعَوْدُهُمْ فِي الْمَرْبَرِ لِمَنْ يُضَعِّفُهُمْ وَقَدْلَوْا الْعَادِيَةَ -

سیدنا ابو الحسن علیہ السلام

حضرت ابو حسن اشرف علیہ السلام عن عذر سے دردابت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام
علیہ السلام نے فرمایا:- بھوکیں کو کھانا کھاؤ، بیماروں کی خیر بولا وردیکہ بحال کرو ادا
اسیوں قیدیوں کو رہائی دوئے کی کوشش کرو۔ (صحیح بخاری)

(تشریح) اس حدیث میں بھوکیں کو کھانا کھانے کے علاوہ مرضیوں کی عیادت اور قیدیوں
کو رہائی کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے۔ عیادت یہ کے متعلق یہ بات قابلِ حافظ ہے کہ جادے
عوف دو رجاء و میں عیادت کا مطلب صرف بیمار پر سی دلخونی مرض کا حال دریافت کرنا اسے بھا
جا تا ہے، لیکن عربی زبان میں اس کا معنی وہ ہے زیادہ وسیع ہے اور بیمار پر کی اور خبرگیری
کے علاوہ تیمارداری بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے، اصلیٰ اس حدیث میں مرضیوں کی وجہ آد
کا ہو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب صرف بیمار پر سی دلخونی مرض کے تیمارداری اور حسپ استھان
و دعا علاج کی نظر ہی اس میں شامل ہے۔ اسی طرح قیدیوں کو رہائی کا جو حکم اس
حدیث میں دیا گیا ہے اس کے بارے میں بھی یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اس سے وہی اسرار ہیں جو
مزاد ہیں جو تا حقیقتی میں رکھ لگتے ہوں یا کہ وہ کم اُن کے رہا جو جانے سے غیر کی ہمیدیوں بالاشیہ
ایسے گرفتاریں جلا کارہ کرنا اور اُن کو آناری دلا جا رکھنا کا رثواب ہے۔

(۲۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبْنَى اللَّهِ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ فَلَمْ يَعْدُ فِي قَالَ يَارَبِّي كَيْفَ أَخْوَدُكَ فَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَمَّا نَعْدَنَّ إِذَا مَا عَلِمْتَ أَنَّكَ مَرْضٌ فَلَمَّا نَعْدَنَّ إِذَا مَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْعَدْنَاكَ لَوْجَدْنَاكَ لَوْجَدْنَاكَ يَا بْنَ آدَمَ إِشْتَطَعْتَنَا فَلَمَّا نَطْعَمْنَيْتَنِي قَالَ يَارَبِّي كَيْفَ أَخْلِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ إِشْتَطَعْتَنَا فَعَيْنَوْتَنِي فَلَمَّا نَطْعَمْتَنِي أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْجَدْنَاكَ لَوْجَدْنَاكَ ذَالِكَ يَعْنِدِي يَا بْنَ آدَمَ إِشْتَقَيْتَنَا فَلَمَّا شَقَقْنَيْتَنِي قَالَ يَارَبِّي كَيْفَ أَشَقَيْتَنَا ذَالِكَ يَعْنِدِي يَا بْنَ آدَمَ فَلَمَّا شَقَقْتَهُ أَمَا زَانَ لَوْسَقَيْتَهُ وَجَدْنَتَ ذَالِكَ يَعْنِدِي

رواء سلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔۔۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرزند آدم سے فرمائے گا کہ لمحہ جو آدم بیٹھا پڑے تو نے میری خبر نہیں لی؛۔۔۔ تینہ دہ غرض کرے گا۔۔۔ لئے میرے لکھ بھروسہ و بھارا میں کیسے تیری تیار کروی یا بیمار پر کسی کرکست تھا تو نے بہت اطمینان سے بے لیے بیماری کا تھا سے کیا واسطہ اور تیری باگاہ میں اس کا کھانا بھی اس تھا فرنائے گا۔۔۔ کیا تجھے غلام نہیں ہو تو تمہا کہ بیر بخalon بندہ بیمار پر اتحاد تھا تو نے اس کی جیادت نہیں کی اور نہیں لی؛۔۔۔ کیا تجھے صوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لئا تو تمہارے دل کو توبیجی کو کچھ کپا سنا ہے ہا نہا۔۔۔ لے اب آدم میں نے

تھے کہ ادا نامہ ادا تو نبی نہیں کھلایا۔ بندوں میں کہے گا۔ (ضد اداؤں) میں تھے
کیونکہ بالآخر سکن ادا تو وہ ادالین ہے جسے کھلائے کیا واسطہ۔ ادا تھا عالی
فرمائنا۔ یہ تجھے حکومتیں کہیں کہیں فلوں بندے نے تھے کہ ادا نامہ ادا تھا، تو نے
اس لئکر مانشیں دیا کیا تجھے مانشیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا ختم کا تو اس کو یہ ہے
پس ہایزا۔ — اے بھی آدمیں نے پہنچ کے۔ یہ بھروسے دیاں بنا نامہ ادا تو نہ
تھے نہیں پاولے۔ بندوں میں کہے گا۔ میں تجھے پانی کیسے بلا تو تو وہ دادالین ہے
تجھے پہنچے کیا واسطہ۔ ادا تھا عالی فرمائے گا۔ یہ رے فلماریزدہ۔ تجھے تھے
پہنچے۔ پانی ادا نامہ ادا تو نہیں پلایا، مٹی اگر تو امر کو پانی پلادی تو اس کو
پیرے پانی پالیتا۔ — پیرا مسلم

رتشریخ) اس حدیث میں جس کوڑا و غیر عویل، نداز میں کم پرس بیاروں کی حیاد فتح کیا وہ کو
اور بخوبی پس اسون کو کھلونے چاہنے کی ترتیب دی گئی ہے اس میں خدا کرنے سے سمجھ جاسکتا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہیستہ میں ان مناسنگی اعمال اور حاجت زندگی کی
خدمت و اعانت کی کس تھدید و حکمت ہے اور ان کا درجہ کتنا بلند ہے۔ — فرمایا گیا ہے کہ
جو کسی واجہت میں خدا کو خداوت و حیادوت کرے گا وہ خدا کو اُس کے پاس رہے گا اور
اُسے ضام جائے گا۔ ادا تھا عالی توفیق عطا فرمائے۔

غلاموں اور زیر و مبتولوں کے باسے میں ہدایات:

دھمل، دھنر، عسل، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر، ملٹر،
اس پوری دنیا میں جس کی تدریجی مصلحت ہے غلاموں کا طبقہ موجود تھا۔ غلام قبیل مختصر کو ادا
کے خود کو غلام بنالیتی تھیں پھر دنیا کی طبیعت پر جانتے تھے اور اسے جانوروں کی طبیعت
منش و مخلوقات کے کام لے جاتے تھے اور ان کا کوئی حق نہیں کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو غلاموں کا آذون کرنے کو سمت سے گناہوں کا
کثرا رہا، بہت بڑا کامرواب تواریخ اور طرح طرح سے اس کی ترغیب دی اور سری طرف
ہمارت خوبی کرائی کے ساتھ پھر سلوک کیا جائے ان پر رحمت و شفقت کا زیادہ بخوبی
نہیں کیا جائے اس کے طور اور اس میں بھی زیادی منزور تتوں کا مناسب انتظام کیا جائے بلکہ
علم دیا کر جو گھر میں کھانا کھائے وہی ان کو کھانا کھائے، ہمیسا کپڑوں خود پہن جائے ویسا ہی لباس
پہنایا جائے ان کے معاملے میں خدا کے حکمرانوں کا فائدہ سے فطواجاست۔

ساری شاخوں پر کوئی کوئی کام بدل دی، پھر تو
ان میں سے بزرگوں اُنکت کے دلکشی اور یقیناً تکب ہو جو، بزرگوں ہمہ کوئی کے
حدود پر فائز ہوئے، انکی حکومتیں تک قائم ہوں یہ سب اس بیانات و تسلیم ہی کے
نتائج تھے جو انسانیت کے سی مظلوم و ناقلوں طبق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی اُنست کو دی تھی، اور پھر ساری دنیا اس سے متاثر ہوئی۔ اس سلسلہ کی چند دشیں
ذیل میں پڑھی جائیں۔

غلاموں کے بُنیادی حقوق :-

(۸۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّلِكُوْنَ مَلْعُونٌ وَكَسْتُوْنَ وَلَا يُكَلِّفُنَ

مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا نُطِقُنَ — دوہم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کام کا کہا:۔۔۔ عزم اور یہاں غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اے

ایے حق کام کی انجام دیتی جائے جس کا وہ عمل نہ ہو سکے۔۔۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں صرف یہ زیارت ہے کہ غلام کا حق ہے۔ آقا کی

بہ ذمہ داری سے کہ اس کا یہ حق (اداؤ) اسے ضرورت بھر کھانا اور کپڑا دیا جائے۔ آئے درج ہونے والی حدیث سے معلوم ہوا کہ اسے دی کھانا کھلایا جائے جو گھر میں کھایا جائے وہی بنا سپنا یا جائے جو خود پہنچا جائے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ: میرے کام پر بہبھا بوجھ نہ قبول جائے مگنا ہی کام بہبھا جائے جتنا وہ کر سکے۔ یہ گویا عالموں کے نیا یا حقیقی ہیں۔

یہ غلام تمھارے بھائی ہیں، ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے:—

(۸۹) عَنْ أَبِي ذِئْنَةِ قَالَ عَمَّالُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَحْوَى إِنْ كُوْنُ جَعْلَهُ مُحَالَةً لَّهُ تَحْتَ أَيْمَنِي يَكُوْنُ حَمَنْ جَعْلَ اللَّهُ أَخْمَاهُ تَحْتَ يَدِي يَكُوْنُ خَلِيلَهُ مِنْتَاهِيَا حَكْلُهُ وَلِيُنْلِيْسَهُ مِنْتَاهِيْسُ فَلَا يَكُوْنُهُ مِنَ الْفَعَلِ حَمَنْلِيْلَهُ إِنْ حَكْلَهُ مَا يَقْبِلُهُ فَلِيُشْعِنْهُ عَلَيْهِ وَرَدَامْ بَحَارِيْ دُكْلُمْ حضرت پروفسر خماری رضوی اس طرف منہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:— (یہ بیکارے غلام) تمہارے بھائی ہیں، انتہیے ای کو تمہارا بید مصدق (حکوم)، بنادیا ہے تو وہ میں نے نہیں کیا تھا (وہ تخت مکر)، اس کے بھائی کو کہا تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھانا ہے، اس کو پہنچائے جو خود مفتا ہے، اور اس کو پیچے کا کھلف مرکے جو اس کے غلے بہت بخاری ہو، اور اگر پیچے کام کا ملکوں کے تو پھر اس کا ہر میں خود اس کی مدد کرے۔

(صحیح بخاری حاصل)

(تشریح) اس حدیث میں ہر غلام کو اس کے آٹا کا بھائی بتایا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے تختوں کو دیا ہے۔ اس تجیری میں، اس ظلم طبق کے ساتھ میں سلوک کی جتنی خوبی ملے گی

نہ ظاہر ہے۔ غلام اور آنکو کو صاحب خالیا اس پہاڑ پر قبول یا آگئے کے عطاں ہیں جو اس

آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ سہ بھی آدم و حضانے کی وجہ میں
کہ در آفرینش زیک جو ہر اند

پھر اسی تعلق اور شرک فی دریز نہ ہو گیا ہے لہجہ تھا راقلام اور خادم تھا اپنے اصل ہے
تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ ہونا چاہیے جو جائیں کے ساتھ ہوتا ہے اُسے دی کھلایا اور پہنایا
چاہئے بخوبی کھایا اور پہنایا جائے۔

غلام یا نوکر جو کہا ناہئے اُس میں سے اُس کو ضرور کھلایا جائے۔

(۹۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَهْمَمْتُمْ لِأَخْبَرِكُمْ عَنْ حَادِثَةٍ طَعَامَةَ شَمَاءَ
جَمَاعَةَ أَيْمَهُ وَقَدْرَهُ فِي حَرَقَةٍ وَدُخَانَهُ فَلَا يَقْعِدُهُ مَعْنَهُ
فَلْيَأْتِيَ الْجَلْعَانُ كَانَ الْكَلْعَاهُمْ مُشْفُؤُهُ أَقْلَيْلًا فَلَا يَقْعِدُهُ
فِي يَدِهِ وَمِثْلُهُ أَسْكَنَهُ أَفْأَعْكَلَتَهُنِّي — — —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دو احادیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدد و سلم نظر فرمایا، جب تم میں سے کوئی کافر اور اس کے ساتھ کافر کے کھانا تیر کرے جو وہ اس کے
پس لے لے رکھے۔ اور اُس کے پختے اور پختے ہیں مگر ان اور مخصوص کی
سمیع افکار ہے۔ تو آنکو کجا ہے کہ کافر اس کا کھانا کرنے والے اُس کو خادم کو کی
کہدنے میں اپنے ساتھ چالے اور وہ بھی کہئے۔ پس اگر کبھی صحفاً
لہوڑا یا رجہ و نون کے لئے کافی (جو سکے) تو انکو کجا ہے کہ اُس کی نئے میں سے
وہ ایک لئے جی اس خادم کو فٹے۔ (صحیح مسلم)

(ترسیح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن گھروں میں غلام ہیں انہوں نے تھیں

کھانے پکانے بھی سے خدمت کے کام اپنی سے لئے جانتے تھے۔ ان کے باہم میں آئی چہارتی زمانی اُجب و کھانا پکانے کے لائیں قوانین کو پہنچ کھانے میں شرکیں کرو اور ساتھ بخاکر کھلواؤ، اور جب کھانا کرو، اس کی بگناش نہ ہو تب یعنی ان کو اس میں کچھ حصہ مزدورو، یکون نکل انہیں نے اس کے پکانے میں گئی اور دھوپیر کی تخلیف برداشت کی ہے۔ چنان سے زمانہ میں ہی نبی اپنی حکم کھانا پکانے والے فکر و نظر نہ کرنا یہوں کے لئے بوجگا۔

غلاموں کی غلطیوں اور قصوروں کو معاف کیا جائے؟

(41) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَشْعَرِيِّ عَمَّا سَمِعَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبْشُرُ إِنَّ اللَّهَ حَكَمَ بِغَفْرَانِ
عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ أَعْلَمَ عَلَيْهِ الْحَكَلَامَ فَسَمِعَ
هُكْلَمَةً كَانَتِ الْمُقْرَأَةَ كَالْأَغْفُرْ وَعَنْهُ حَكَلَمَ بِغَوْرِ
سَمِعْجَانَ مَرْجَانَ

حضرت عبد اللہ بن عمر صنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت نبی کریم : - یا رسول اللہ پر اپنے خادم کو غلطیاں کیں مذکور ہیں معاف کر دیا چاہیں ؟

کہہ نہ مذکوت فرمایا (اوہ کوئی جواب نہیں دیا) ۔ اس شخص سے دعا و رحمہ کی پڑی کی خدمت میں رسی حزن کیا ۔ اُپ پھر خاموش رہے اور جواب میں کہہ نہیں فرمایا ۔ یہ جب تیری دفعہ اس نے حزن کیا، تو اُپ نے دعا داد فرمایا برداز شرف نہ

(تفسیر مسیح) ہمیں اور دوسرا دفعہ اُپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی اختیار فرمائی اس کی وجہ پر ایک نبی کو اپنے نے سوال کرنے والے صاحب کو اپنی خاموشی سے یہ تاثر دیا چاہیا کہ

پر کھل پڑنے کی بات نہیں ہے، اپنے زید است غادم اور غلام کا قصور معاف کر دینا تو ایک بیکی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حمت محسوس ہوتی ہے اسلئے جانشک ہو سکے معاف ہی کیا جائے لیکن جب وہ غدر کے بعد تیری دفعہ بھی ہوں صاحب نے پوچھا تو اپنے فرمایا:- «کُلَّ يَوْمٍ يَمْبَعِدُ عَنْ مَرْتَبِهِ مِنْ هُنْكَارٍ مُّبَعِّدٍ بَعْدَ مُبَعِّدٍ» یعنی مگر بالآخر من ہو وہ ذیح سے شام تک سفر قصور کرنے سبب ہی اُسے معاف ہی کر دو۔ ... ظاہر ہے کہ یہاں حسب یعنی میتھر کا خاص عدو مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تھا راز زید است غلام یا فکر بار بار غلطی اور قصور کرنے تو انتقام نہ لے معاف ہی کر دو۔

اس عاجز کے زدیک معافی کے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اتفاقاً مسٹرا نہ دیجائے بلکن اگر اصلاح و تادیب کے لیے پھر زنش مناسب سمجھی جائے تو اس کا پورا حق ہے اور اس حق کا استعمال کرنا اس ہدایت کے خلاف نہ ہوگا، بلکہ بعض اوقات اس کے حق میں بھی بھتر ہو گا۔

(۹۲) عَنْ كَعْبِ بْنِ بُخْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضِيرُ إِلَمَاءَ كُمْرُ عَلَى كُمْرٍ إِلَيْهِ حَسْنٌ فَإِنْ لَمْ يَأْتِ إِلَيْهِ كُمْرًا جَاءَ إِلَيْكُمْ — رواه البخاري

حضرت کعب بن بخرہ صنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ:- اپنی بانیوں کو برتن توڑا یعنی پرمنزانہ دیا کرو، اس کی وجہ سے کم ہر دن کی بھروسی تقریباً تھماری عمر ملک طراز۔

(عند الطبری و مسلم البخاری)

ترشیح الکھروں میں کام کرنے والی بانیوں ہوں تو کانیوں سے اور اسی طرح علاقوں کو توکروں سے برتن توڑا پھوٹ جاتے تھے اور ان بیکاروں کی پٹائی ہوتی تھی۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ جب طرح وقت پورا ہو فے پر آدمی

مرجاتا ہے اسی طرح وقت پورا ہونے پر برلن میں ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اس لئے ان بھاروں سے انتقام لینا اور مارنا پہنچتا ہوتا ہی نعلبات ہے (ماں جیسا کہ اوپر عنین کیا گیا اصلاح و تاویب کی نیت سے مناسب تنبیہ اور ستوش کیجا سکتی ہے)۔

علام پر ظلم کرنے والے سے قیامت میں بدلہ لیا جائے گا:-

(۹۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوكَةَ طَالِمًا أُقْيِدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ — روایت شعب الانبان

حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یوں کوئی اپنے علام کو ناخواہن مارے گا قیامت کے وہ اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ (شعب الانبان البیہقی)

علام پر ظلم کا کفارہ:-

(۹۴) عَنْ أَبِي حُمَرَةَ قَالَ عَوْفُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ضَرَبَ عَلَامًا لَهُ حَدَا لَهُ يَا أَيُّهَا ذَلِكَ لِمَذَاقَكَ أَنْ يَعْتَقِدَ — علام
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ اخوب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علام سے ماں اکپ فرمائی تھی کہ: جس کسی نے اپنے علام کو کسی ای سچھم پر زراہک جو اس نے خیس کیا تھا، یا اس کو طباہ کردا تو اس کا کلنا دیجئے کہ اس کو آنڈو کر دے (یعنی اگر اس نہیں کرے گا تو خدا کے ہاں مزراہ کا سچھم ہو گا)۔
(صحیح مسلم)

(۹۵) عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَكَمْتُ أَهْمَرَ بْنَ
عُلَاءَ مَا لِي فَسَيَّعْتُ مِنْ خَلْقِي مَنْوَلًا إِغْلِمًا بِإِمْتِحَانِهِ
أَفَلَمْ يَعْلَمْ أَنِّي عَلَيْهِ وَالنَّفَقَ فَيَأْمُوْرُ شَوْلَ اللَّهِ
مَهْلِكَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَكَ قَعْدَتْ يَارَسْوَلَ اللَّهِ فَوْخَرَ
لِجَوْا اللَّهِ قَعَالَ أَمَالَوْلَمْ قَعْلَ الْفَحْكَلَ الْمَسَارَ
أَفَلَمْ سَيَّافَ الْمَارَ ————— روایت مسلم

حضرت ابو سود انصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک
غلام کو اپنا تھا، میں نے پچھے سے آواز سنی (کوئی کسی رضا) کرنے، ابو سود اپنے
صلوم (ونما چاہئے) لاد راس بات سے کافل تھا (ونما چاہئے)، کہ انکو تو پر اس سے
زیادہ قدرت اور قابل حاصل ہے جتنا چاہئے اس بیجا سے غلام ہے ہے —————
میں نے مرکرہ کیا تو وہ فرمائے واسی و مخلل المطہر صیہنہ اور طبلہ و کلم تھے —————
میں نے سفر من کیا، سیا اسْوَلَ اللَّهِ اَلِیْسَ تَسْ کُوْزَادَ کِرْدَیَا، اب بَرْ (بری) (لرک)
مشکل کرنے کا زاد ہے ————— اپنے ارشاد فرمایا، تھیں صلوم (ونما چاہئے) کہ
گزمر ہے نہ کرتے (یعنی اس غلام کو اشک کر لئے ازاد نہ کر دیتے) تو، لفظ سیاف الْمَارَ
(اس کا زوج ہے کہ جنم کی آگ تھیں جلا داتی) — یا فرمایا "لَمْسَيَافَ الْمَارَ"
(اس کا زوج ہے کہ جنم کی آگ تھیں پیٹ پر سلسلتی)۔

(صحیح مسلم)

(تشریح) اگر اس شودہ وہم آخوت پر ایمان ہو تو ظالم ذریادی ہو رہا تم کے گناہوں سے بچانے
کے لئے بسترن تدبیر ہے کہ اشک کر کردا اور آخوت کے بخلافہ وہاں سکو پہنچانا یا جائے۔
وہ شرح حال ایسا ہے کہ نصیب فرمائے۔

غلاموں کے بارے میں حضورؐ کی آخری وصیت :

(۴۶) عَنْ عَبْرِيْقَةَ قَالَ كَانَ أَجْرُ كُلِّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَصْلُوَةَ وَالْأَنْعَوْنَةَ فَإِنَّمَا مَلَكَ أَيْمَانَكُمْ
رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ دَوَادُو

حضرت علیٰ رضیٰ وفی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے (وقت سے پہلے) اچھے آخري کلام فرمایا اور یہ تھا: «الْأَصْلُوَةَ وَالْأَنْعَوْنَةَ
وَالْأَنْعَوْنَةَ فِي يَمَانَكُمْ أَيْمَانَكُمْ» (یعنی نماز کی پابندی کرو، نماز کا
پڑوا جنم کرو اور اپنے غلاموں زیر و متوں کے بارے میں خلاسے ڈرو)۔

(سنن ابن حبیب)

(تشریح) اسی حدیث سے حعلوم ہو اک دس دنیا سے اور امت سے جیش کے لئے
 Rachت ہوتے ہوئے دشمنی اللہ علیہ سلسلے اللہ علیہ سلسلے پنی امت کو خاص طور سے دو
پتوں کی تاکید اور وصیت فرمائی التھی۔ ایک تیر کے نماز کا پورا احتساب کیا جائے اس میں فضل
اور کوتاہی تر ہو یہ سب سے اچھا فرضیہ اور بندوں پر اللہ کا سب سے بڑا رحمت ہے۔ وہ سری کی
غلاموں پابندیوں کے ساتھ برداوسیں اُس خلافہ نہ دو اور بخلالے ڈراجائے جس کی حدالت میں
ہر ایک کی پیشی ہوگی اور ہر غلام کو خالی سے بدلا دلوایا جائے گا۔ غلاموں زیر و متوں
کے لئے یہ بات کئے فرنٹ کی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ سلسلے اس دنیا سے جانے و قت
سے بچے آخري وصیت اللہ کے حق کے ساتھ ان کے حق کی اوپنیکی اور ان کے ساتھ حسین سوک کی
فرمان ادا کی اس حدیث کے مطابق سب سے آخري لفظ آپ کی زبانی ببارک سے جو دادا ہوا
وہ یہ تھا: «الْأَنْعَوْنَةَ فِي يَمَانَكُمْ أَيْمَانَكُمْ»

حضرت عاشد رضیٰ اللہ عنہا کی ایک روایت سے جو صحیح بخاری میں بھی مردی ہے یہ

معلوم ہوتا ہے کہ سب سے آخری کلمہ آپ کی زبان بہار کے سید احمد اہوا تھا : « اللہ ہست
الرَّفِيقُ الْأَقْلَى » (لے اشد رجھے رفیق علی کی طرف اٹھا لے)۔ شاہزاد نے ان دونوں
حدیقوں میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ اتنے سے غاظب ہو کر آپ نے وصیت کے طور پر آخری
بات توہ فرمائی تھی جو حضرت علیؓ رضی رضی الشرعہ کی مندرجہ بالا صدیش میں مذکور ہوئی ہے
اور اس کے بعد اشتعالی کی طرف غاظب ہو کر آخری کلمہ فرمایا تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ
معنی اللہ عنہا نے تقلی فرمایا ہے۔ واثق بن ابی شلم۔

آقاوں کی خیرخواہی اور قادری کے باشے میں علماء کو ہدایت :-
رسول ﷺ شرعی اثر علیہ وسلم نے جس طرح علماء کے حقوق، اور ان کے ساتھ حسن سلوک
کے باشے میں آقاوں کو ہدایات دیں اسی طرح علماء کے حقوق، اور ان کے ساتھ حسن سلوک
وی کروہ جیسے کے زیر دست ہیں اُس کے ساتھ خیرخواہی اور رضا، ورزق کا روزہ، کیسی ماپ نے
کسی علماء کی بڑی خوش خصیبی اور کامیابی پر تباہی کر دی پڑتی تھی اور در دنگاڑ کا جہادت گزارا
اپنے ستر وہ علاقا و فناوار و قربانہ بردازی ہے

(۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِمَّا لِمَ مَلَمْ بِكُمْ إِنْ يَمْوَعِنَّا اللَّهُ بِحُسْنِي
بِعَادَةً وَرَبِّهِ قَطَاعَةً سَيِّدِ الْمُسْتَيْدِينَ نَعِمَّا لَهُ -

دعاۃ البخاری و مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ شرعی اثر علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کسی علماء اور جلوک کے لیے بڑی ایسی اور کامیابی کی بات ہے کہ اشد
اس کامیابی عالت میں ا manusی کے وہ اپنے پروردگار کا جہادت گزارا اور اپنے نیڑہ آقا
کا فراہمہ رکھو جو (مجھے خداوند مجھے سلم)

(۹۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَصَابَهُ سُوءٌ هُوَ أَحَقُّ بِهِ مَنْ تَرَكَهُ
رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرٌ كَمَا مَرَّتِينَ

رواہ، بخاری و مسلم
حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ السلام جب پہنچے ہندو آفگانی خیز خواہی اور دشمنوں کی کوئی ناٹک
خدا کی عبادت میں اچھی طرح کرے تو وہ دوسرے ثواب کا سبق ہوگا۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعلیم کا یہ ایک بُنیادی اصول ہے
کہ ہر قوم اور ہر طبقہ کو اپنے ترغیب دیتے ہیں اور ناکید فرماتے ہیں کہ وہ دوسرے کا حق ادا کرے
اوہ حقوق کے ادا کرنے میں اپنی کامیابی سمجھے۔

ہندوؤں اور آفگاؤں کو اپنے ہدایت فرمائی کروہ غلاموں زیر دستوں کے باسے
میں خدا سے ڈریں، ان کے حقوق ادا کریں، ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں، ان کو اپنا بھائی
سمجھیں اور ایک فوج خاندان کی طرح رکھیں۔

اور غلاموں ہندو ملکوں کو ہدایت فرمائی اور ترغیب دی کروہ جنہوں اور آفگاؤں کے
خیر خواہ اور وفادار ہو کر رہیں۔

جاہاری اس دنیا کے سارے شر و فساد کی یہ بُنیادی ہے کہ ہر ایک دوسرے کا حق
ادا کرنے سے منکر یا کم از کم بے ہزار ہے اور اپنا حق دوسرے سے دھوکا کرنے بلکہ چینٹنے
کے لئے کھشکش اور جبر و زور کو صحیح سمجھتا ہے؛ اسی نے دنیا کو جنم بنا رکھا ہے اور اس وقت
تمکہ یہ دنیا امن و سکون سے غریم رہے گی جب تک کہ حق یعنی اور چینٹنے کے بجائے
حق ادا کرنے پر زور نہ دیا جائے گا۔ اگر عقل و بصیرت سے مردی نہ ہو تو مسلمانوں کل بڑی کمی

بڑوں اور چھوٹوں کے باہمی برتاؤ کے بارے میں ہدایات: —

بہرما فرہ اور سماج میں کچھ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ ان کے چھوٹے۔ دھوپل اشہر
صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑوں کے چھوٹوں کے ساتھ اور چھوٹوں کے بڑوں کے ساتھ برتاؤ
کے بارے میں بھی ہدایات فرمائی ہیں۔ اگر ان کا اتباع کیا جائے تو حاضر میں خوشگواری
اور روحانی سرور و سکون رہے جو انسانیت کے لئے نعمتِ عظیٰ ہے
اس مسئلہ کی چند حدیثیں یہاں بھی پڑھی جائیں: —

(۹۴) عَنْ عَمِيرٍ وَّمِنْ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِي وَعَنْ جَعْلَدٍ أَنَّ

فَالَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسَى وَمَا
مَنَ لِغَيْرِ رَحْمَةِ صَدِيقِنَا وَلِغَيْرِ فَرَقَ سَرْفَتْ كَبِيرَنَا -

رواہ الرزقی و البیرونی

عمرو بن شیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عربوبی
امام رضی اللہ عنہ سے دو دوست کرتے ہیں کہ دھوپل اشہر علیہ وسلم نے ارشاد
نہیا۔ جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے اور بڑوں کی عزت
کا خیل نہ کرے وہ تم میں سے نہیں ہے۔ (جامع ترمذی، سنن البیرونی)

(۱۰۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ شَفِيعٌ بْنِ رَبِيعٍ الشَّعِيفِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُ الْقَوْمُ أَنَّ يُؤْتِيَ عَوَالَةَ فَعَتَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسَى مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمَّا تَرَكَهُ
مَهْغِيَرَنَا وَلَمْ يُؤْتِ فَرَقَ كَبِيرَنَا —

رواہ الرزقی
حضرت افس و من اشہر عنہ سے دو دوست ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے، وہ
دھوپل اشہر علیہ وسلم کے پاس پوچھنا پڑا ہے تھا، لوگوں نے (دو اسوق حاضر)

ان کے لئے بھائش پیدا کرنے میں دیر کی رہیں ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے حرام
میں بھدری سماں کو دستب دیتے اور بگل خالی کر دیتے) تو حضور نے فرمایا کہ: — ہاؤں
چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہزارے بڑوں کا احترام ذکر کرے وہ ہمیں سمجھو۔

(جامع ترمذی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ویں سے فیضی
پا ہے، اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بڑوں کے ساتھ ادب و احترام کا برداشت کے، اور
چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے بچیں آئے، اور جو ایسا نہ کرے اس کو حق نہیں ہے کہ وہ
حضرت کی طرف اور آپ کی خاص جماعت کی طرف اپنی شبکت کرے۔

تریب تریب اسی ضمن کی ایک حدیث جامع ترمذی ہے اسی سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

(۱۰۱) عَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَكَمَ شَابٌ شَيْخًا مِنْ أَجْلِ سِنِّهِ إِلَّا
فَيَقُولَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُحِلُّ لِأَهْلِهِ عِنْدَ مَوْلَاهُ مُحَمَّدٌ

رواہ الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اہل افرادیا: — جو جوان کسی بڑھتے بزرگ کا اُس کے بڑھاپے اپنی کی وجہ سے ادب
و احترام کرے گا تو اس نے اسی جوان کے بڑھتے ہوتے کے وقت بیٹے بھے
مقرر کر دیا گا جو اُس وقت اُس کا ادب و احترام کریں گے۔

(جامع ترمذی)

(تشریح) اور جو وہ حدیثیں صحیح ہیں ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بڑوں کے
ادب و احترام اور چھوٹوں پر شفقت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہایت و محییت ہے

کیا در جریب ہے اور اس میں خلقت، اور کوئا ہی کتنا منگین جنم ہے۔ اللہ عز اکثرنا
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ ہی حکوم ہوا کہ بڑوں کا ادب و حترام اور
وہن کی خدمت وہ نیک ہے جس کا مصلال اللہ تعالیٰ اس وزیر ایں یعنی عطا فرماتا ہے اور اس مل
جز و اثواب کی بجائے تو آخوند ہے۔

— * —

اسلامی برادری کے ہامی تعلق اور مذافکے پاٹے میں

ہدایات

رَحْمَنُ اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآتَاهُ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ طَيِّبِ الْمُسَامِمِ بِهِ) اشرفت عالیٰ کی طرف سے دینِ ہنگامی دعوت اور بدایت نے کرائے تھے جو لوگ ان کی دعوت کو قبول کر کے ان کا دین اور زان کا راستہ اختیار کر بیٹھے تھے وہ قد، قی طور سے ایک جماعت اور امت بنتے جانتے تھے۔ یہی درصل "اسلامی برادری" اور "امتِ مسلم" ہے۔

جب تک رَحْمَنُ اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس فیضیں رونق افراد رسمیت یہی برادری اور یہی امت آپ کا دست و بازو اور دعوت و بدایت کی خدمت اپ کی رفیق و دگار ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک اسی کو آپ کی تیباہت میں اس مقدس شن کی خواہی بسجھائی گئی۔ اس کے لئے جس طرح ایک ای ویقین تعلق باشد وہ اعمال و اخلاق کی پاکیزگی اور جذبہ دعوت کی ضرورت ہی، اسی طرح دلوں کے جوڑ اور شیرازہ بندی کی بھی ضرورت ہی، اگر وہ پہنچے ہوئے ہوں، اتحاد و اتفاق کے بجائے اختلاف و انشاد اور خود کا پس میں جنگ و پیکار ہو تو ظاہر ہے کہ یہاں بہت نبوت کی یہ ذمہ داری کسی طرح بھی ادا نہیں کی جاسکتی اسی رَحْمَنُ اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسلامیت کو بھی ایک مقدس رشتہ قرار دیا

ہو رہتے کے افراد اور مختلف طبقوں کو خاص طور سے بہایت و تائید فرمائی گئی وہ ایک دوسری کو اپنا بھائی سمجھیں، اور باہم خیر خواہ و خیر اندریش اور معادن و مددگار بن کے رہیں۔ ہر ایک دوسرے کا لحاظ کر کے اور اس دینی ناطبے ایک دوسرے پر حقوق ہوں ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اس تسلیم و ہدایت کی ضرورت خاص طور سے اسی بھی حقی کی امتیں میں مختلف طبقوں نسلوں اور مختلف طبقوں کے لوگ تھے جن کے دل، مزاج اور جن کی زبانیں مختلف تھیں، اور یہ زندگانی آئے کو اور زیادہ ٹرھنے والی تھی۔ — اس سلسلہ کی روشنیں انتہا صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی ہدایات مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھئے । —

(۱۰۴) عَنْ أَبِي مُؤْسِنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ

قَالَ اللَّهُمَّ مِنْ أَنْتَ مُؤْمِنٌ لِّلَّهِ مُؤْمِنٌ كَمَا يُعْلَمُكَ إِنَّكَ بِعَمَّهُدٍ بَعْضَهُ

تُقْرَأُ شَبَابَكَ بَيْنَ أَصْبَابِكَ — رواہ بخاری و مسلم

حضرت ابو مؤمنی شری و نبی اللہ عنہ سے رہایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طبقے ارشاد فرمایا کہ۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے متعلق ایک صعبہ خلافت کا سامنے اُس کا ایک حصہ دوسرے کو مفہوم کرتا ہے۔ پھر اپنے ایک سماں کل زمیلیاں دوسرے با تھک انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ مسلمانوں کو اس طرح یا ہم والیت ہو پر مدد ہونا چاہیے۔ — (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(ترشیح) طلب یہ ہے کہ جس طرح خلافت کی اینٹیں باہم مل کر مصبوغ تھیں جن میں اُسی طرح اہانت سے ایک قلعہ ہے اور ہر مسلمان اس کی ایک ایک اینٹ ہے اس میں باہم وہی تعلق و ارتباط ہونا چاہیے جو تھے کی ایک اہانت کا دوسرا ایک اہانت سے ہوتا ہے۔ — پھر آپ نے اپنے ایک با تھک انگلیاں دوسرے با تھک انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ مسلمانوں کے مختلف افراد اور طبقوں کو باہم وہ مدد ہو کر اس طرح امتیت واحدہ ہیں جو اپنے اپنے جس طرح

لئے ایک دوستوں کی یہ انجیلیں ایک دوسرے سے پورتہ ہو کر ایک حلقة اور گویا ایک روایت بن گئیں۔

(۱۰۳) عَنِ التَّعْمَانِ بْنِ يَثْرَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ كَرِمِيلَ فَأَجِبْرَاهُ إِنَّ إِشْكَنَ
عَيْشَةَ إِشْكَنَ كُلَّهُ وَلَمْ يَأْتِ إِشْكَنَ زَاسَةً إِشْكَنَ كُلَّهُ۔

رواہ سلم

حضرت نعماں بن بشیر مفتی اشعر عن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب مسلمان ایک شخص واحد کے مختلف اعضا، کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ و ٹھہر تو اس کا سارا جسم دکھ محسوس کرتا ہے، اور اس کی طرح اگر اس کے سرپریں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں مشرک ہوتا ہے۔ (مجاہد)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ پوری انسانی ساخت ملک گویا ایک جسم وہاں والا ہو دے، اور اس کے اعضا، ہیں کبھی کسکے ایک حصوں میں اگر تکلیف ہو تو اس کے سالئے احتساب تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح پوری تلت اسلامیہ کو ہر مسلمان فرد کی تکلیف محسوس کرنی چاہئے اور ایک کے دکھ و درمیں سب کو شرک ہونا چاہئے۔

(۱۰۴) عَنْ إِبْرَيْرِ عَمْرَوَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَا خَوَافِ الْمُسْلِمِ كَمَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُشْلِمُهُ
وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةٍ إِلَيْهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ
فَرَّ بَعْدَ عَنِ الْمُسْلِمِ كَوْبَةً فَنَزَّ اللَّهُ عَنْهُ كُبُرِيَّةً مِنْ
كُرُبَابَاتِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمَنْ سَأَرَ مُسْلِمًا سَأَرَهُ اللَّهُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ

حضرت عبد الشریف طرسی الشتر عن سعد وابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام نے فرمایا، سبھ مسلمان دو حکم سلام کا بھائی اے ہے (حکمے) نہ تو خداوس پر
ظلم و زیادت کرے نہ دوسروں کا اتفاق یا ظلم نہیں کے لئے اس کوبے دو پھر ہے (یعنی
دوسروں کے ظلم پر بھائی کے لئے اس کی دو کرے) اور جو کوئی اپنے
خود کو نہ بھائی کی صفات پر دی کرے گا اثر تعالیٰ اس کی صاف بحد و حال اگرے گا
اور جو کسی مسلمان کو کسی ملکیت اور صیانت سے بچات دلاتے گا اثر تعالیٰ اس کے
قیامت کے لئے کاسی صیانت اور پر یقین سے بچات حطا فرمائے گا اور جو کس
مسلمان کی پریدواری کرنے گا اثر تعالیٰ قیامت کے دلخواہ اس کی پریدواری کرے گا۔

(صحیح البخاری و مسلم)

(۱۰۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ إِذَا خَوَافِضَ إِلَيْكُمْ لَا يَقْطُلُهُمْ وَلَا يَنْفَذُهُمْ
وَلَا يَعْصِمُهُمْ إِلَّا لِلَّهِ الْعَزِيزِ مَنْ هُنَّ إِذَا فَلَّتِ الْأَرْضُ
يُحَسِّبُ أَضْرَارَهُ وَمِنَ الشَّرْقِ إِذَا جَعَصَرَ أَنَّهَا الْمُسْلِمُ كُلُّ الْمُسْلِمِ
كُلُّ الْمُسْلِمِ عَزَامٌ دَمَّشَةٌ قَمَالَةٌ دَعْرَصَةٌ — وَإِذَا قُلَمَ
حَرَثَتِ الْأَبْرَدُ وَإِذَا الْأَرْضُ حَسَدَتِهِ كَرَبُولُ الْأَرْضِ مَهْرَبُ الْأَرْضِ
نَدَفَرَيَا، سبھ مسلمان دو حکم سلام کا بھائی (جھد الفدا) نہ خداوس پر ظلم و زیادت کی کے
نہ دوسروں کا ظلم نہیں کے لئے اس کوبے پار و مدار چوڑے اس کی تحریر کرے
وصیرت کے نادی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس موقع پر تحول انتقال افرادیہ وسلم
نہ پہنچ سبھ مسلمان کی (فہرست افسوس افسوس کی فہرست) "تقریبی جملہ ہوتا ہے"۔

کسی آدمی کے ٹھیکانے میں جاتی کھلی چکر ہے پس سے مسلمان بھائی کو تحریر کرے اس کی
تحریر کے مسلمان کو ارجمند و صیرتے مسلمان کیلئے اس کیلئے اس پر دست دادی
کھوپھوپ کا خوبی اس کیاں ایساں کیکر رہی۔ (مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں دھن اور صلہ مذکور مسلم نے یہ بدلات فرمائے کے ساتھ کہ کوئی مسلم دوسرا نے مسلم کو تحریر و ملیل نہ کیجئے اور اس کی تحریر کرے (لایمیجن) اپنے میزہ ببارک کی طرف تینی و خدا شارہ کر کے جو یہ فرمایا کہ "الشقوی همہنا انتقوی" (محل میزہ کے اندر اور باطن میں ہوتا ہے) اس کا مقصد اور مطلب سمجھنے کے لئے پہچھہ ہے جائی لیں اپنے سچے کہ اندھ تعالیٰ کے ہاں بڑائی، چھوٹائی، خلقت و خوارث اور عورت و ذلت کا دار و دار انتقوی پر ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے: —

إِنَّ الْكُوْمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اللَّهُ كَرِيمٌ مِّنْ إِنْدَهُ مِنْ زَرَادَةٍ كَلِيلٌ كَلِيلٌ

أَنْقَاصُكُمْ ————— وہ ہے جس میں انتقوی نیادہ ہے —————

اور انتقوی درحقیقت خدا کے خوف اور حکما برہ استہنات کی نظر کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دل کے اندر کی اور باطن کی ایک کیفیت ہے اور اسی چیز نہیں ہے جسے کوئی ہوسا آدمی آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کر سکے کہ اس آدمی میں انتقوی ہے یا نہیں ہے، اس لئے کسی بھی صاحب ایمان کو حق نہیں ہے کہ وہ دوسرا بیان دالے کو تحریر کیجئے اور اس کی تحریر کرے۔ لیکن غیر جس کو تم اپنی ظاہری معلومات یا قرآن سے قابل تحریر سمجھتے ہو اس کے باطن میں انتقوی ہجاتا وہ اللہ کے نزدیک کریم ہو۔ اسیلے کسی مسلم کے لئے دو انتہیں کہ وہ دو سلطنت مسلم کی تحریر کرے، اگرچہ اسپنے فرمایا کہ، کسی آدمی کے بُسے ہونے کے لئے شہابیں ہی بلیک بات کافی ہے کہ وہ امور کے کسی مسلم بندے کو تحریر کیجئے اور اس کی تحریر کرے۔

(۱۰۴) عَنْ جَرِيْدَةِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى بَايْعَثَ رَسُولِ اللَّهِ

مَسْلِيْلِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الْمَلْوَقَةِ وَلِتَبَاعَ الرَّكْوَةِ

فَالثَّمَرَجِ وَكُلِّ مُشَبِّهٍ ————— رواه البخاري و مسلم

حضرت جریدہ عبد اللہ علی بن ارشد کی فتنی امور میں سے مرد دایت پر کوئی نہ دھلہ اور

صلہ اور طیور و مسلم سے بیعت کی تھی لازماً فرمائی کرنے اور اس کا کرنے پر اور پر مسلمان

(ب) بحیری (صحیحسلم)

(تشریح) مطلب ہے کہ رسول اللہؐ سے جب میں نے بیعت کی تھی تو اپنے خوبیت کے ساتھ تین باتوں کا بھیسے حد دیا تھا:- ایک اتھام سے نماز پڑھنے کا، دوسرے زکوٰۃ الدار کرنے کا، تیسرا ہر سالان کے ساتھ الحصان تعلق اور اس کے لئے خیر خواہی اور خیرانشنا۔ اس سے حکوم ہو کر دھمل، اس کے لئے اشغالیہ وسلم کو مسلمانوں کے باہمی تعلق کا اتنا اتهام تھا کہ اپنے نمازاً و زکوٰۃ بھیسے غیادی اور ان کے مالکوں کی بھی بیویتی تھے۔

(۱۰) عَنْ حَمْدَنَ قَعْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَهْتَمُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ هُنَّ لَكُمْ

وَنَهْمَةٌ مَنْ لَمْ يُهْتَمْ بِهِ وَنَهْمَةٌ كَمَا يَهْتَمُ بِهِ وَرَسُولُهُ

ذَلِكَ سَكَّانُهُ وَلَا مَا مِنْهُ وَلِعَامَةُ الْمُسْلِمِينَ غَلَبَتْ مِنْهُمْ.

رواء المطرباني في الأوابط

حضرت حمدان بن اسحاقؓ سے حدایت ہے کہ رسول اللہؐ اس کے مطہری مسلمانے اور فرمایا کہ:- جس کو مسلمانوں کے مصالح و معاملات کی تکریز ہو وہ انہیں سے خوبیں نہ
معجز کرایا بلکہ کہ ہبہ و خدا و شام و خدا اور اس کے دھمل اور اس کی کافی
پالیز کیجیے کہ اس کے لام (محض خیفہ وقت) کہ ہبہ و خدا اور مسلمانوں کی تکلیف تحریف
اور فحادت ہو (جنی کوئی اس اخلاص ہو رفاقت اوری سے خالی ہو) وہ مسلمانوں
میں سے نہیں ہے۔ (ب) بحیری (صحیح البخاری)

(تشریح) اس حدیث سے حکوم ہو اکسی بندے کے مٹھے کے تزویک مسلمانی و تقبیل (حکوم)
ہونے کے لئے بھی شرط ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے معاملات اور ان کے مصالح و مشکلات سے
بچے رہنے والے ہو کی تکریز کا ہو۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ وہ مشرود و دھمل اور کتابت مشرد اور
کھانستہ مسلمان ہو اور اسلامیین کا ایسا مخلص اور فظاوار و فخر نہ ہو کہ یہ خلوص اور فظاواری اس

زندگی کا جو زین گئی ہو اوس کی رُل و پے میں اس طرح سردیت کی گئی ہو کر دو کسی وقت بھی اس سے خالی نہ ہو سکے۔ خدا کیلئے ہم خود کریں کہ ہم نے کوئی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر اہم ہدایات کو کیسا پہنچت ڈال دیا ہے۔

(۱۰۸) عَنْ أَنَّىٰ قَالَ عَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَصَلَّتْ فِي الْيَوْمِيَّ تَغْرِيْبِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدُهُ حَتَّىٰ يُجْعَلَ

لَا يُجْعَلَهُ مَا يُجْعَلَ لِنَفْسِهِ — رواد المعاشرۃ والمعاکات

حضرت پھنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وہ خدا فرمایا کہ، تمہارے اس نواد پاک کی جس کے تبعید میں یہری جان ہے، کوئی

بزرگ پتھر اور سکنا جبکہ تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی تھا ہے

جو اپنے لئے چاہتا ہو — (مجید غفاری و مسیح اصلی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے وہ سب سے مسلمان کی اس وجہ تغیر نہ ہو اسی کو خیر اور بصلانی اپنے لئے چاہے وہی اس کے لئے بھی چاہئے ایمان کے شرائعاً ادا کراؤ اسی سے ہے اور ایمان و مسلمان کا جو مرگی اس سے خالی ہے وہ ایمان کی نوع و حقیقت اور اس کے بركات سے غرور ہے۔

اسلامی دشست کے چند خاص حقوق:

(۱۰۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَصَلَّتْ عَلَى الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدَّ الْكَلَامَ

وَعِيَادَةُ الْمُرْتَفِعِينَ وَلَا إِثْمَانُ الْجَنَاحِ وَلَا جَابَةُ الدَّقْوَةِ

وَلَشْمَيْتُ الْخَاطِرِ — رواد المعاشرۃ والمعاکات

حضرت پھنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لئے خواہ ۔ ایک سلسلہ کے بعد سے سلم پر پانچ حقیقیں ۔ سلام کا جواب دینا، پیغمبر کی
حیادت کرنا، دنیا کے ساتھ جانا، دعویٰت قبول کرنا، اور پیغمبر کی پر حکم اللہ
کرنے کے اس کے لئے دھائے رحمت کرنا ۔ (صحیح حدیث و صحیح مسلم)

(الشرط) طلب یہ ہے کہ روزمرہ کی کلی زندگی میں بپانچ دنیں اسی ہیں جن سے دو
سلنوں کا باہری تعلق ظاہر ہوتا ہے اور شووندگی بھی پاتا ہے، اسے ان کا نام فورے
اہتمام کیا جائے ۔ ایک دوسرا حدیث میں سلام کا جواب دینے کی بجائے خود مسلم
کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے، اور ان پانچ کے علاوہ بعض اور چیزوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے ۔ اس سے
علوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں ان پانچ کا ذکر بطور تشیل کے فرمایا گیا ہے، درست اور بھی داس
درست کی چیزوں میں براہمی فہرست میں شامل ہیں ۔

مُسْلِمَانَ كَيْ عَرَفَتْ أَبْرُو كَيْ خَاطَلتْ حَمَيْتَا :

(۱۰) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ أَمْرٍ مُشْلِمٌ يَخْذُلُ إِمْرًا مُشْلِمًا فِي مَوْجِهِ
يُنْتَهَىٰ فِيهِ حُرْمَةٌ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ حُرْمَةٍ إِلَّا
عَذَّلَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَوْضِعِ يُجْبِي فِيهِ نُصْرَةً فَمَا
مِنْ أَمْرٍ مُشْلِمٍ يَخْذُلُ مُشْلِمًا فِي مَوْجِهِ يُنْتَقَصُ مِنْ
حُرْمَةٍ فِي يُنْتَهَىٰ فِيهِ مِنْ حُرْمَةٍ إِلَّا نُصْرَةٌ لِلَّهِ فِي
مَوْطِنِ يُجْبِي فِيهِ لُهْرَةٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلم بن عاصی اخلاق ملکہ
مشغیر یا اکر : - جو ریدہ تو قیم اسلام کی دوسرے سلاسل اور بزرگ کسی یا یہ تو
بچھے دھوکہ نہیں گا۔ اس کی عرفت پر ابرو اور اس کا آنہ داری بحال ہو تو

الش تعالیٰ اس کوئی نہیں بیگنا پی مدد سے خود رکھے گا جان وہ اشتر کی مدد کا پختہ
را در طلبگار ہوگا۔ (ورجول یا توفیق مسلمان) کبھی مسلمان بنسکد کی ایسے
موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جان اس کی عزت و آواز پر حمل ہو تو الشرعاً فی
ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جان وہ اس کی تصریح کا خواہ شند (اویطگار)
ہو گا۔ (سنن البیهقی واؤد)

(۱۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَّسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقِ لَعْنَةُ اللَّهِ
مَلَكَاتِ يَخْرِقُونَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ
رَمَيَ مُسْلِمًا إِنْ شَاءَ يُرْيِدُ بِهِ شَيْئًا كَبِيرًا اللَّهُ عَلَى
جَهَنَّمَ حَشْشَى يَخْرُجُ بِهِ مَمْأَقًا قَالَ رَوَاهُ الیوادُ

حضرت معاذ بن انس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجہل اشر
صل اشر طبیر و کلم نے فرمایا، جس نے کسی بیدوین مخالف کے شرے کسی بندہ موس کی
حایات کی دفعہ اکسی شری بریدوں نے کسی موس بندے پر کوئی الزام لگایا، اور کسی
باوقوع مسلمان نے موس کی طرفت کی، تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک زرشته تقدیر
فرامل کا ہے اس کے گوشت (یعنی جسم) کو ستریں دندن سے پہاڑے گا۔ اور جس کی نے
کسی مسلمان بندے کو بندان کرنے اور گلائے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ
اس کو ہم کے پیارے کردے ہیں اس وقت تک کہ وہ کوہ اپنے الزام کی آنکھی سے
پاک ہو جائے۔ (سنن البیهقی واؤد)

(۱۲) شریح بن حبيب یہ ہے کہ کسی بندہ موسی کو بندان و مسو اکٹے کے لئے اس پر الزام
لگانا ہو اس بندوں کو دیکھو تو پیغامبر کرتا ایسا شکیو، اور اتنا سخت گناہ ہے کہ اس کا کوئی
کرنے والا کوچھ ملاؤں میں سے وہ جنم کے لیکھ حصہ پر (جس کو حدیث میں جسم کہا گیا ہے)

ہم وقت تک منور قدر میں وہ کجا ہائے گا جب تک کہ جل بھی کا پنچھا اس گناہ کی کندھی سے پاک صاف نہ ہو جائے، جس طرح کہ سونا اس وقت تک اگل پر کھا جاتا ہے جب تک کہ اس کا پیلی کھلی ختم نہ ہو جائے۔ صدیت کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اللہ کے اس ناقابلِ معافی ہے، لیکن آج ہم مسلمانوں کا ہمارے خواص تک کا یہ لذیغ ترین شکل ہے۔ **اللَّهُمَّ احْفَظْنَا وَنَعُوذُ بِإِلَيْكُوكُنْ شُرُورُ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ مُعَذَّبَاتِ أَعْمَالِنَا۔**

(۱۱۲) عَنْ أَبِي الدَّارِدَةِ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُشْلِمٍ يَرْدُدُ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ وَ إِلَّا كَانَ حَقْنًا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَرْدُدَ عَنْهُ تَأْرِيْخَهُ تِبْيَانَ الْقِيمَةِ ثُمَّ تَلَكَاهُ هَذِهِ الْأَيْتَمَةُ وَ كَانَ حَقْنًا عَلَيْنَا تَعْبُرُ الْمُؤْمِنُونَ مَعَهُمْ رواه البیهقی فی شرح المسن

حضرت ابو الداردة اور مفتی الترغیب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اپنے فرماتے تھے کہ:- جب کوئی مسلمان پنچ کسی مسلم جان کو آبرو پر ہونے والے حل کا جواب دے (اواس کی فرق سے ماضی کرے تو اللہ تعالیٰ کا یہ سرہ گارہ تھام کے دن تباہ چشم کو اس سے دفع کرے۔ پھر (طور سند کے) اپنے نیزہ اکیت تلاوت فرمائی:- **وَ كَانَ حَقْنًا عَلَيْنَا تَعْبُرُ الْمُؤْمِنُونَ مَعَهُمْ** (راوی البیهقی اور جاریہ ذمہ سے ایمان والوں کی عد کرنا)۔

(شرح الشیخ لاممۃ الرحمۃ البیهقی)

(۱۱۳) عَنْ أَبِي هُمَّامٍ أَوْ بَهْتَ بَيْزِيَّدَ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْمُتَبَبِّثِ كَمَا يَحْتَاجُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُعْتَقِّدَ مِنَ النَّارِ رواه البیهقی فی شعب الدین

حضرت اسماں نے تیرپر رحمی اللہ عنہا سے دعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- جس بندے نے اپنے کسی مسلم بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگولی کی اس کی عدم موجودگی میں ماغفت اور جو بھائی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر کہا تھا ذمہ رجھ سے اس کو آزادی بخشدے۔

(شعب الہامی للبیہقی)

(۱۲۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ سُقْيَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ أَغْفَيَ عَنِّي أَخْوَةً مُسْلِمًا فَكُلُّهُ يَغْفَلُ عَنِ الْأَصْحَاحِ
فَصَرَّهُ لَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ
وَمُؤْمِنٌ يَغْفِلُ تَعْلَى تَعْلِيمِهِ أَذْكُرْ كَمَ اللَّهُ يَهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ

رواه بنوی فی شرح السنۃ

حضرت اس رحمی اللہ عنہ میں رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے چکے اپنے فریاد، سجن شخص کے مابین اس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت اور بدگولی کی بجائے اور وہ اس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہوا اور کسے (میں غیبت و بدگول کرنے والے کو اس سے رکھ کر یا اس کا جواب دے اس ماغفت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، اور اگر قدرت مہم مونے کے باوجود وہ اس کی نصرت و حمایت ذکر کے (ز غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکنے مجبوب ہی) اور ماغفت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہمیں کوئی کوئی کوئی پیکرے گا (اور اسکی سزا فرمائے گا)۔

(شرح الشیعۃ اللامیہ لابن بیرونی)

(تفسیح) حضرت جابر، حضرت معاذون انس، حضرت معاذ الدین، حضرت اسماں نے زید اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی ان پانچوں حدیثوں سے انہانہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک بنت مسلم کی عزت فارمہ رہی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر محروم ہے اور وہ سب سے مسلمانوں کی سے

اُس کی خاتمت و حجت کس درج کافرینہ ہے اور اس میں کوئی کس دھمکا سنگین جرم ہے۔
انہوں نے پہنچ کر ہدایتِ محریٰ کے اس اہم باب کا انت نے بالکل ہی فراوش کر دیا ہے۔
بلکہ یہ ہمارے ان اجتماعی لگن ہوں میں سے ہے جو کہ کپڑا اس میں ہم مددیوں سے استرقاعی
کی نصرت سے محروم ہیں اٹھو کریں کہا رہے ہیں اور فیصلہ ہوندے ہیں۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے آیت ۴۷ ہے:

(۱۱۵) ﴿۱۱۵﴾ أَيُّهُنَّ هُنْزِيرَةٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَهُكُمْ مِنْ أَنْتُمْ إِلَهُنَا مِنْ أَنَا إِلَهٌ لِّمَنْ يُشَرِّكُونَ إِنَّمَا يُنَزَّلُ مِنْ ذِكْرِيٍّ
أَنْهُوا إِلَيْنَا مِنْهُنَّ لَكُفَّرُ عَذَابَهُمْ فَلَيَعْلَمُوا مِنْ دُرُّكَلِبِهِ -

رواد بودا و دو اختر نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ:- ایک دوسرے بوسن کا آئینہ ہے اور دیک بوسن دوسرے
بوسن کا بھائی ہے اس کے ضرر کو اس سے دفعہ کرتا ہے اور اس کے پیچے سے اس کی
پابندی و نگرانی کرتا ہے۔ (امن الی داؤ، جام فرنہی)

﴿تَشْرِيكُ﴾ ایسے کہا یہ کام ہے کہ وہ ایک شخص والے کو اس کے چہرے کا ہر راست دھیرے اور
ہر ہدیہ کا نشان دیکیا دیتا ہے اور صرف اُسی کو دکھاتا ہے۔ دوسرے کو تمیں دکھاتا۔ دیک
بوسن کے دوسرے بوسن کے لئے ایک آئینہ ہو۔ جس کا مطلب ہی بھی ہے کہ اس کو پاہنچے کہ دوسرے
بحال میں چونا مناسب اور قابلِ اصلاح ہات دیکھو۔ وہ پورے خلوص اور خیرخواہی کیسا تو
اس کو اس پر مطلع کر دیے دوسرے میں اس کی تشریک کر دے۔ آگے ارشاد فرمایا ہے کہ
کہہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس دنیٰ خوتت کے ناطے سے اس کی بھوٹداری
کہ اگر اس پر کوئی آفتہ اور بناہی آئے والی ہو تو وہ اپنے متعدد بھروس کو روکنے اور اس کی

نہ سے اس کو پکانے کی کوشش کرے، اور جس طرح اپنی کسی حزیر ترین چیز کی ہدایت سے پاہیں اور نگرانی کی جاتی ہے اُنھی طرف اپنے دنی و ایمانی بھائی کی نگرانی اور پاہی اگرے۔

عام انسانوں اور مخلوقات کی ساتھ برداشت کے باعث میں ہدایات:-

من دربِ بالا حدیثوں میں انسانوں کو دوستی سے انسانوں کے ساتھ تعلق اور برداشت کے باعث میں ہدایات دی گئی ہیں۔ ذیل میں وہ حدیثیں پڑھئے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام انسانوں اور دوسری مخلوقات کے ساتھ تعلق و برداشت کے بالیتیں ہدایات دی ہیں۔

(۱۱۹) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَّابَةَ سَأَلَ الشَّيْخَ مَحَمَّدَ أَنَّ اللَّهَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنَّ تُحِبَّ
يَلِهِ وَتُبُغِضَ يَلِهِ وَتُغْيِيْلَ لِهِ إِنْكَفْ فِي ذِكْرِ اللَّهِ
قَالَ فَمَاذَا إِيمَانُ رَسُولِ اللَّهِ؟ قَالَ وَأَنْ تُحِبَّهُ
مَا تُحِبُّ بِنَفْسِكَ وَتُلُّهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ -

رواہ ابن حماد

حضرت معاذ بن جبل صنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:- ایسا کو افضل و درجہ کیا ہے؟ (یعنی) (یا ان والے، حال و اخلاق میں وہ کون سے ہیں جن کو فضیلت کا اعلان و درجہ حالی ہے) اُپ نے ارشاد فرمایا:- یہ کوئی احراری بھت وحدوت، اور احراری نفرت و مذاوات ہیں

الشر کے داسٹے ہو، اور محظوظ ای زبان و شہر کے ذکر میں استعمال ہو۔

معاذ کوئی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ:- اس کے علاوہ اور کیا را رسول اللہ؟ تو اپنے فرمایا:- اور یہ کہ تم سب لوگوں کے لئے وہی چاہیو اور وہی پہنچ کر جو نہیں بلکہ اپنے

اور پسند کرتے ہو تو اس چیز اور اُس حالت کو سب لوگوں کے لئے پاسند کر جس کو

پہنچانے پائیں گے تو اس کرتے ہو۔ — (مسند احمد)

التشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادیت قلعہ میں عامہ نام افون کی اس حدیث کی خیرخواہی و خیر نذریشی اور اُن کے ساتھ اتنا خلوص کی جوانپس لئے چاہیے وہ سب کے لئے چاہیے اور جو اپنے لئے نہ چاہیے وہ کسی کے لئے بھی نہ چاہیے اعلیٰ درج کے ایکانی اعمال و اخلاق اپنی میں سے ہے۔

(۱۶۰) عَنْ جِبْرِيلَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
بِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سَلَّمَ لَهُمْ يَرْجُحُهُمُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا يَسْرُحُهُم
الثَّالِثُ — رواه البخاري و مسلم

حضرت جبریل عبده اللہ سے دو ایسے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے۔ اُس شخص پر انتہی کی رسم۔ انہوں نبھاؤ اُس کے پہنچانا کے لئے ہوئے
ان افون پر جنم نہ کرو۔ اُنہوں نے ساتھ ترجم کا معاملہ نہ کرے گا۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم)

التشریح) اس حدیث میں اُن لوگوں کے لئے بود و سرسے قابل رحم انسانوں کی ساتھ
ترجم کا برداشت کرنے کیں۔ یعنی اُن کی تکلیف اور ہنر و روت کو جھوٹ کر کے اپنے مقدروں کے مطابق
ان کی مدد اور خدمت نہ کریں۔ یعنی سخت و عیند ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:- ایسے لوگ
خداوند جنم کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ — افاقت امیں اس کی بھی گنجائش ہو کر اس کو
بد دعا بھا جائے، اس مورتی میں مطلب یہ ہو گا کہ ایسے لوگ خدا کی رحمت سے محروم رہیں۔
 واضح رہے کہ جو روں اڑاؤں جو اس طرح کے وہ سرسے جھوٹوں کو منزدہ نہیں اور آنکوں کو
تصاص میں قفل کرنا، ترجم کی دامن ختم، بہادیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ بھی عوام کی ساتھ
ترجم ہی کا نتھا ہا ہے، اگر جو روں کو تصریحی قانون کے مطابق سخت مندوں میں شدی چاہیہ تو

یہجا سے عموم طالبوں کے مطالبہ اور بھروسے کے حرام کا اور زیادہ نشانہ نہیں گے بلکہ پہلیں ارشاد فرمایا گیا ہے :-

وَلَكُمْ فِي الْقُصَاصِ
لَتَهْلِيلٍ وَلِئِنْ تَصْحِلْ مَكَانَهُمْ
خَلْوَةً فَيَا أَوْلَى الْأَلْبَابِ -
(۱۱۸) عَنْ خَبِيرِ اللَّهِ عَنْ عَمَّ شِيدَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَرْضَ مَمْوَلٌ لِّلَّهِ مَمْوَلٌ
إِنَّمَا مَوْمَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْجُمُ كُلُّ مَنْ فِي الشَّمَاءِ وَالْأَرْضِ -

بخاری و مسلم و موقر بن معاذ

حضرت چہدالشہر بن عربون الحاص و قنی الطوفان سے بحارت ہے کہ جملہ یہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ (الشکی مخلوق ہے) رحم کرنے والوں اور (ان کی ساقی)
ترکم کا ساحلہ کرنے والوں پر تعداد نہ رحم کی خاص رحمت ہوگی۔ نہیں ان مخلوق
کے ساقی رحم کی ساحلہ کرو، آسمان و ملکام پر رحمت فرمائے گا۔

رسن بیلی و افعہ، جامی و ترمذی

(تشریح) اس حدیث میں ہے ہی طبق اور کوثر انداز من تمام مخلوق کے ساتھ میں سے
انسان کا واسطہ فرماتا ہے تو رحم کی ترغیب دی گئی ہے، پہلے فرمایا گیا ہے کہ رحم کرنے والوں پر
خواکی رحمت ہوگی، اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہم خدا کی زینتی مخلوق کے ساتھوں رحم کا برنا کر کے
آسمان و الارض (العرش) پر رحمت کرے گا۔

اس حدیث میں بالترتیب اعلیٰ کے لئے مَمْنَ فِي الشَّمَاءِ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے
جس کا لفظی ترجیب ہے کہ وہ جو آسمان میں ہے یہ ظاہر ہے کہ بالترتیب کو انسان سے وہ
نسبت نہیں ہے جو ایک کیسی کو اپنے خاص رہائشی مکان سے ہوتی ہے، آسمان بھی نہیں
اور دوسری مخلوقات کی طرح اس کی ویک مخلوق ہے، وہ رتبہ الشہوت والارض ہے ۱۹۱۰

اس کی غالیت اور الوجہت و ربوبریت کا دوں سے کیاں تعلق ہے وَهُوَ الَّذِي
فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ أَنَّهُ أَنَّهُ اس کے باوجود فوقيت اور بالاتری کے حافظ
سے اس کو اسماں سے یک خاص نسبت ہے جو اسی اور اس عالمِ اسفل کی دوسری تھوڑات
سے نہیں ہے اور وہی اس کی فوقيت اور فوقيت جاننا ہے، اسی نسبت کے اعتبار سے
اس حدیث میں «مَنْ فِي الْأَرْضِ يَكُونُ مُقَابِلَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى كَيْلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
كَانَ لَهُ أَنْعَامٌ كَيْلَهُ مَنْ» ہے۔

(۱۱۹) عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ كَالْأَعْمَالِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَلُقَ عِبَالَ اللَّهِ فَلَا يَحْبُبُ
الْخَلْقُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِبَالٍ إِلَيْهِ -

وادی بیہقی فی شبہ: لا یمان

حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے حدیث ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری الخلق اللہ تعالیٰ کی عیناں
(گویا انس کا کہنا ہے) میسلسلے اللہ کو زیادہ محظوظ اپنی مخلوق ہیں وہ آدمی ہے جو اثر
کی عیناں (وہی انس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا حلیک کرے۔

(شبہ: لا یمان بیہقی)

تشریح آدمی کے "عیال" اُن کو کہا جاتا ہے جن کی زندگی کی ہزاریات کھانے پکڑنے
و غیرہ کا دو کھلیل ہو۔ بلاشبہ اس لحاظ سے ساری مخلوق اللہ کی "عیال" ہے وہی سب کا
پروردگار اور روزی رسائی ہے۔ اس نسبت سے جو آدمی اُس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برداشت
کرے گا، اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اس کی بھرت، اور پیار کا سخن ہو گا۔

جانوروں کے ناتھ بھی اچھے برتاو کی بدایت :-

اگرچہ رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے راد آپ سے پسند کرنے والے نبیوں والوں نے بھی اس کی اجازت دی ہے کہ جو جانور وار کی یا پر برداری کے لئے یا کسی دوست کام کے لئے پیدا کے لئے ہیں ان سے وہ کام لئے چاہیں۔ اسی طرح جن جانوروں کو حلال طیب قرار دیا گیا ہے اُن کو اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے اُس کا تکمیل کے مطابق غذا یعنی معامل کیا جائے۔ نیکوں سی کے ساتھ دیتے ہوئے بدایت فرمائی کر ان کے ساتھ ایک دارسانی اور بے بھی کا برتاو کیا جائے، وہ ان کے حاملین میں ہی خدا سے درجاء جائے۔

(۲۰) حَنْفَةُ شَهِيْلٍ بْنِ الْحَنْظَلِيِّيْهِ قَالَ مَنْ زَانَ النَّبِيِّ
حَسَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ رَبِيعَ بَعْدَ حِنْدٍ لَحْوَنَ الْهَرَبَةِ بِمَطْبِيْهِ
وَقَالَ إِنَّ الْقُوَّالَةَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِيْرِ أَنْمَعَهُمْ هَذَا
كَبُوْهَا صَدَاحَةَ لَحْمَهُ فِي قَدْرٍ كُوْهَا صَدَاحَةَ لَحْمَهُ — رواه ابو داؤد

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ و سلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیش رخواک کی وجہ سے، اس کے کر سے گل گیا تھا تو اُنہوں نے فرمایا۔ لوگوں اُن بنے زبان جانوروں کے حاملین تعداد سے ڈھو دیاں کیوں خرچ بھوک رکارہو (وہ اُن بنے زبان جانوروں کے حاملین تعداد سے ڈھو دیاں کیوں بھی بھی بھوک رکارہو) اور ان کو مجھے توڑو، اسی طرح بھملہ بلکہ بھی حالتیں (سنن بنی ماجد)

(۲۱) عَنْ جَاهِيْرِ عَالَى زَانِي الْمَرْيَى حَسَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَمَارًا قَدْلَ وَسَلَّمَ رَبِيعَ وَجْهَهُ وَقَالَ لَعْنَ اللَّهِ مَنْ نَكَنَ
هَذِهِ — رواه احمد

حضرت بخاری و حنفی اور شعرازہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نظر پر گدھتے ہوئے پڑی جس کے چہرے پر عاد و سکر شان بنایا گیا تھا تو اپنے
فریبا۔ وہ شخص خدا کی رحمت سے دُوراً در بُرداً ہے جس نے یہ (بے روی کا) کام
کیا ہے۔ (متذکر)

(تشریح) اپنی کمی بہت سے ہستوں میں محدود گدوں بیٹے جانوں کی پچان کیتے
اللہ کے جسم کے حصہ پر اگر ہوئے سے داروغہ کے کوششان بناؤ جاتا تھا، اب یعنی کیمی میں
اس کا طبع ہے یہیں اس مقصود کے لئے چہرے کو ہداخنا ارجو جانوں کے سارے جسم میں
رسیتے زیادہ نازک دوزخ اس حصے ہے (یہی بے روی اور گذرا پنچ کی بات ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیک گھٹے کو دیکھا جس کا چہرہ داغا گیا تھا تو آپ کو سخت دُکھ ہوا،
اور اپنے فرمایا کہ: «لَعْنَ اللَّهِ مَنْ فَعَلَ هَذَا» (یعنی اُس پر خدا کی لعنت جس نے
یہیک کیا ہے)۔ ظاہر ہے کہ یہ اسماں اور بیزاری کا کلر تھا جو یہیک گھٹے کے
سامنے بے روی کا ساحل کرنے والے کلٹھاتا پ کی زبان بُسا کر نہ تھلا۔

ذیہانے نسلادہ بے روی کا ہب و پنچ دوساری بھائی ہے ایک اللہ کے رسول
حضرت ابو حیانہ شعبہ علیہ السلام نے بھی پوچھا ہوا رسیتے اُس کی طرف رہنا لازماً فرمائی تھی اور
اس پر نہ رہیا تھا۔

(۱۲۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ
عَلِيَّ بِوَقْتِكُمْ لَا يُغَرِّرُ لِأَمْرَأَ يَقُولُ مُؤْمِنٌ فَيَمْرُغُ عَيْنَيْهِ
رَأْيُهُ وَرَأْيُ يَدْهُثَتْ كَمَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطْشُ فَلَمَرْعَثَتْ حَقْعَهَا
عَلَى وَقْتِكُمْ بِمِنْهَا يَهَا فَلَمَرْعَثَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَقَعْدَرَ لَهَا
بِنَ الْأَقْ — یعنی این لکھا فی البھا شہزادہ اُخْرًا؟ قَالَ فِي
عَنْ ذَاتِ كَمَادِ وَظَبَرِ أَخْرَى — رواه البخاری ومسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ:- ایک بدقیق ہوت کی اسی جملے پر بخشش ہو گئی کہ وہ ایک کوئے کے پاس چھے
گزری ہو ایک کوئی کوئے کے پاس اس مالک میں دپکر کاٹ رہا تھا کہ اس کی زبانی باہر
چکی بھولی اپنی ہو رہی ہے اسے راتھا، اور قریب تھا لکھ پیاس سے مر جائے۔ اس ہو رہتے
رسول رضی دبھنے کی وجہ سکھ پاؤں سے اپنا پیڑے کا مزہ آکا را پھر اپنی اڈھنی میں
کسی طرح بھس کو باندھا اور اس پیاس سے کتنے کرنے کے لئے کوئی مدد نہیں کیا تھی اور
پھر تو اسی پر اس کی مختصرت کا فحصلہ فرمادیا گیا — — — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے م Rafat کیا گیا کہ:- کیا جائز ہوں (کے کھلانے پلانے) میں گھنی ثواب ہے؟ —
اپنے ارشاد فرمایا کہ:- بیشک (ہرزندہ جائز کے کھلانے پلانے) میں ثواب ہے۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم) — — —

(تشریع) ظاہر ہے کہ اس بدقیق ہوت کے اس واقعہ کا ذکر کرنے سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف واقعہ منادیہ تھا بلکہ یہ سین دینا تھا کہ کتنے بھی خلق
کے ساتھ بھی، مگر حکم کا برداشت کیا جائے کا توجہ نہداوند قدوس کی رحمت و مختصرت کا باہم
اور بینہ اس کا اجزہ و ثواب پائے گا۔

قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث جس میں ہوت کے بیانے ایک راستہ پہلے
سما فرمدیا اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہی کے حوالے
اسی سلسلہ معاشرت اور حیث میں اب کے بہت سہی (کتب الاعلام) میں رجم دلی کے
زیر مختار (درج ہو چکی ہے اور وہاں اس کی تشریع میں ہوت تفصیل سے کلام کیا جا چکا ہے
اور اس موال کا جواب بھی دیا چاہکا ہے کہ صرف ایک کے کوپانی پلا دینا کوئی کیم گھنگھار
کوئی کی مختصرت کا سبب بن سکتا ہے اور اس میں کیا کارہ ہے۔ — اس حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت (جلد ۲) کے ۷۰ خلافی پنجاب پر بھی جا سکتی ہے

کی نوح اور اس کا خاص پیغام ہی ہے کہ کتنے جیسے جانوروں کے ساتھ ہی جانا برتاؤ تم کا ہذا ہماپا ہے۔

(ص ۳۴) عَنْ أَنَّىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعْدَةٌ مَا مِنْ مُتَشَبِّهٍ بِعِزْرَوْنَ فَلَمَّا أَوْتَهُ زَرْعَةً لَرَّعَهُ فَيَا أَكْلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَبِيرٌ أَوْ يَهُودَةٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَمَدٌ فَهُوَ

حضرت مسیحchrist سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مسلم ہند کسی دخت کا پوہا لائے ایکھنی کرے پھر کوئی انسان یا کوئی بزندہ یا چوپا یا اس دخت یا ایکھنی میں سے کھائے تو اس بندے کی طرف سے صدقہ اور کارثواب ہوگا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث کا بھی پیغام اور سبق ہی ہے کہ انسانوں کے حلازوں والٹ کے پیدا کئے ہوئے سب جانوروں پرندوں اور چوپاویوں کو کھانا پلانا بھی صدقہ اور کارثواب ہے اس کے بعد مدرسہ دلیل حدیث سے معلوم ہو گا کہ کسی جانور کو بلا وجہ مٹانا اور اس کے ساتھ عالمانہ برداو کرنا سخت گناہ ہے جو آدمی کو خذاب خداوندی کا تحقیق بنا دیجے۔

(ص ۳۵) عَنْ أَنَّىٰ عَمَرَ رَوَىٰ فِي هَدَىٰ مِرَادَةَ قَالَ أَفَالَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَسْتَأْمِنُ أَمْرَأَةٌ فِي هَذِهِ الْأَيَّلَةِ أَمْسَكَتْهَا أَخْتَهُ مَا تَأْتَ مِنَ الْجَمْعِ كَلْمَرْتَكُنْ نُظْعِيْهَا كَلْأَنْ سِلْهَا فَتَأْكُلُ مِنْ مُحْشَأْوْنَ الْأَرْضِ۔

رواه بخاری و مسلم

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے «خُلَفَاءُ بَيْانِ کَمَا كَرَ سُلْطَانٌ مُشَهَّدٌ لَهُ طَرَطَهُ وَسَلَمَ فَغَوَّبَكَ... ایک خلیفہ خورت کو

یک جنگ کو نہایت حلاطات طبقہ سے ہجڑا لئے کھڑا ہیں مغلاب دیا گیا ہے۔ اُس نے
اس طبقے کو نہ کریا اپنے تو خود اُسے کچھ کھانے کریا اور تھاں سے چھوڑ کر وہ حشرات ہوا ہے
اپنا پریٹ بھرپوری (اس طبع اسے بھوکا ہے اپنے پا کے باڑا ہے) اس کی سزا اور پاداش ہیں وہ
عورت مغلاب میں ڈالی گئی ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تفسیر الحجر) یہ چند حدیثیں بر جانے کے لئے کافی ہیں کہ یا تو وہ کے ساتھ رہتا تو کے پارہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیرت اور علم کیا ہے۔ اور یہ اس کے بالکل منافق نہیں ہے کہ
سائب پھتو ہیسے وزیری چاہوں کو مار دلانے کا خود اپنے حکم دیا ہے اور ہر میں بھی ان کے
مار دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ بھی در حمل الشد کی مختلفی اور اس کے بہت دوں کے ساتھ
غیر خود اپنی کائنات کا خاص ہے۔

آداب ملاقات

یہاں تک جو حدیثیں درج ہوئیں اُنی سے انسانوں کے مختلف طبقات اور اللہ کی حامی مخلوقات کے ساتھ برداشت کے بارے میں رشوان الشہر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہ یا یہ معلوم ہوئیں، آگے "آداب ملاقات" اور اس کے بعد "آداب مجلس" کے مسئلہ کی جو حادثہ درج کی جا رہی ہیں اور یہ درہ میں زندگی کے ایک خاص وائرے میں آپس کے برداشتی سے متعلق ہدایات ہیں۔

تحیثِ اسلام، سکلام :

ذیں اسکی تمام متذکر تھوڑے اور گروہوں میں ملاقات کے وقت پیار و محبت یا چند بڑے اکرام و خیرزادی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو ماوس و سرو و کرنے کے لئے کوئی خص کفر نہ کرنا کاروائی رہا ہے اور آج بھی ہے۔ ہمارے ملک بہمن و سلطان میں ہمارے برادران وطن ہندو ملاقات کے وقت نئے نئے کئی پکوڑائے تمہ کے کم پڑھے کھوں کو "رام رام" کہتے ہوئے بھی شاہی ہے۔ یورپ کے لوگوں میں صحیح کی ملاقات کے وقت "گلڈ مارٹنگ" (اپنی بیجع) اور شام کی ملاقات کے وقت گلڈ اینزٹاگ (اپنی شام) اور ملاقات کی ملاقات میں "گلڈ ناٹ" (راپھی رات) وغیرہ مکنے کاروائی ہے۔ رشوان الشہر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیانات

کے وقت عربوں میں بھی اسی طرح کے کلامات طلاقات کے وقت کئے کار و اج تھا۔
سنن ابن داؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مگر ان جھینیں کا یہ بیان
مروی ہے کہ:- ہم لوگ اسلام سے پہلے طلاقات کے وقت اپس میں «أَتَعْمَلُ اللَّهُ بِإِيمَانِ
عَيْنِي» (خداونکوں کی تھنڈک نصیب کرے) اور «أَتَعْجِمُ حَسَبَاهَا» (تحماری سچ
خوشگوار ہو) کہا کرتے تھے جب ہم لوگ جاہیت کے اذیم سے نکل کر اسلام کی روشنی میں
اگرچہ توحیح اس کی مانعت کر دی جئی۔ یعنی اس کے بجائے ہیں «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ»
کی تعلیم وی گئی۔

ایج بھی کوئی خور کرے تو اندر یہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی لکھ بخت و تعلق اور اکرام
و خیر انسان کے اظہار کے لئے سوچنا نہیں جاسکتا۔ — اور اس کی معنوی تصدیق اسے پر
غور کیجئے۔ یہ بہترین اور نہایت جامع دُعا ایسا کہا ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی
سلامتی نصیب فرمائے۔ یہ اپنے سے چھوٹوں کے لئے شفقت اور رحمت اور پیار و بخت کا
لکھ بھی ہے اور بڑوں کے لئے اس میں اکرام اور خلیم بھی ہے، اور پھر «السلام» اسلامیت
میں سے بھی ہے۔ قرآن مجید میں یہ کہا ہے اور سلیمان السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی حرف کے
بلور کرام اور رشادت کے ستمال فرمایا گیا ہے اور اس میں عنایت اور پیار و بخت کا
رس بھرا ہوا ہے۔ — ارشاد ہوا ہے۔ — سلام علی نوچہ فی العالیمین۔
— سلام علی ابراہیم۔ — سلام علی موسیٰ و همانفہ۔
— سلام علی ایماسین۔ — سلام علی المؤمنین۔ —

سلام علی عبادۃ الہیں اضطلفی۔

اور ایں ایمان کو حکم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی اسی طرح
سلام عرض کریں:- «السلام علیکم ایکمَا النَّبِيُّ وَ» — اور ایک بھگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ:- جب جاہیت و بندس کے پاس آئیں

جو بیان لاچکی ہے تو آپ ان سے کہیں کہ : «سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سَكِّینَةٌ بِنَعْكُشٍ عَلَىٰنِ
نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ» (السلام عليکم : تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے رحمت فرمیں
فرما دیا ہے) اور آخرت میں واغد جنت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے
وہی زبان سے فرمایا جائے گا : «أَذْخُلُوهَا بِسْلَامٍ» اور «سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
بِمَا صَدَرَ فِي نَفْسِهِ مُغْفِرَةً الدَّارِ»۔

اغراض ملاقات کے وقت کے لئے «أَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ» سے بہتر کوئی کلمہ نہیں
پڑ سکتا۔ اگر ملنے والے پھٹے سے باہم تعارف اور شناسائیں اور ان میں محبت
و اخوت یا قرابت کے قسم کا کوئی تعلق ہے تو اس کلمے میں اس تعلق اور اس کی پہاڑی محبت و مرتبا
اور کرام و خیر اندری کا پورا انطباق ہے۔ اور اگر پھٹے سے کوئی تعارف اور تعلق نہیں ہے تو یہ
کلمہ ہی تعلق و اعتماد اور خیر رکابی کا وسیلہ نہیں ہے اور اس کے ذریعہ ہر ایک دوسرے کو گویا
المیں ان والاتا ہے کہ میں تمہارا خیر اندریں اور وہی اگر بہل اور میرے اور تمہارے درمیان ایک
رومنز رکھ رہا تو اپنی ہے۔

بہرحال ملاقات کے وقت «أَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ» اور «أَذْخُلُوكُمْ السَّلَامُ»
کی تعلیم رسول اللہ علیہ وسلم کی نہایت میساک تعلیمات میں سے ہے اور یہ اسلام کا
شعار ہے اور اسی لئے آپ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی اور یہ سے فضائل بیان فرمائیں۔
اس تعبیر کے بعد اس سلسلہ کی احادیث ہر چھٹے ہیں۔

سلام کی فضیلت اہمیت:

(۱۲۵) حَنْعَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَبْنِ عَمِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَدُ فِي الرَّحْمَنِ وَالْمَعْيَمِ وَالظَّعَمَ
وَأَفْسَدُوا السَّلَامَ تَدْمُلُوا الْجَمَّةَ بِسْلَامٍ — روایہ الترمذی

حضرت عبد اللہ بن عروہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ لوگوں میں اور نبی مسیح کی حادثت کردا اور بندگوں خدا کو کھانا کھلائی اور مسلم کو خوب پہنچا تو مجتہت میں پھر پنج جاؤ گے مسلمانی پس اپنے۔
(جامع ترمذی)

تفسیر صحیح (رسول حضرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین زمک کاموں کی پہاڑت فرمائی ہے اور ان کے کرنے والے کو مجتہت کی بشارت دی ہے:۔ ایک خداوند گھن کی عینادوت بینے پر اللہ کا بوجعاص حق ہے اور بودھ صلی مقصید غلائق ہے کہ اس کی اور صرف ہی کی عینادوت کی بجائے اس کو ادا کیا جائے)۔ درستہ راجح عالم علماء یعنی اللہ کے عقایق اور مکہن بندوں کو بطور صدقہ کے اور دوستوں غیر بندوں اور بالذہر کے زمک بینہ کو بطور بہریہ اخلاص و محبت کے کھانا کھلایا جائے (دو بندوں کو جوڑنے اور باہم جماعت والفت پریا کرنے کا بہترین وسیلہ ہے اور بخیں بیسی ملکاں نے یہی کام علاج بھی ہے)۔
تیسٹہ: "آللَّٰهُمَّ عَلِّيْكُمْ" اور "وَعَلِّيْكُمُ الْسَّلَامُ" کو بوجعاصی شعار ہے اور اللہ تعالیٰ کا تعلیم فرمایا ہوا دعا یہ کہ: اس کو خوب پہنچایا جائے اور اس کی ایسی کثرت اور ایسا رواج یا کوہ مسلمانی دنیا کی لفڑا اس کی لبڑوں سے چوری ہے۔۔ ان قیمتی زمک کاموں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت سنائی ہے: "تَنْهَىُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" (زمر پوری مسلمانی کے ساتھ مجتہت میں پھر پنج جاؤ گے)۔

(۱۳۶) سَقَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَوَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَمْسَلَّمَ حَتَّىْ؟ هَنَالَ

تُطْعِمُ الْفَاعِلَاتَ وَتُقْرِنُ النَّعَمَ عَلَى مَنْ عَرَفَتَ

وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ رَوَاهِبِ الْخَارِقِ وَكُلَّمْ

حضرت عبد اللہ بن عروہ بن العاص سے روایت ہے کہ:۔ ایک شخص نے

رُوح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: جس حضرت اسلام میں (یعنی امشٹ لارجی) حال میں کیا چیز را دو کوں ممال نزدیک اچھا ہے؟ یہ آپ نے فرمایا۔ (ایکت) کہ تم اللہ کے بندوں کو کہا نا جھلوڑ، اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پچان بھاؤں کو بھا
اور جس سے جان پچان نہ ہوں اس کو بھی مسلم کرو۔ — (مجھے عماری و محبہ مسلم)

تفسیر الحدیث اس حدیث میں روحول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی و حال میں الطعام طعام اور اسلام کو تحریر اور ہتر قرار دیا ہے بعض دوسری حدیثوں میں (جو غریبی چکی ہیں) تو کوئی بعض اعمال صاحب کو مثلًا ذکر ائمہ یا چہاوی سیمیل اللہ کو یا والدین کی خدمت و اطاعت کو بغیر اعمال اور مفضل اعمال تقریباً دیا گیا ہے لیکن جیسا کہ ہی سلسلہ میں بار بار دفعہ کیا جا چکا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ آپ کے جو وابات کا فرق دراصل پوچھنے والوں کی عالمت و ضرورت اور موقع محل کے فرق کے لحاظ سے ہے، اور اسلامی نظام حیا میں ان سب ہی اعمال کو مختلف جمتوں سے خاص و ہمیت اور خلقت شامل ہے۔

(۱۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ يَوْمَ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا وَلَا
تُؤْمِنُوا حَتَّىٰ تَخَابَثُوا وَلَا يَأْذَكُمْ عَنْكُمْ شَيْءٌ
إِذَا قَعَدْتُمُوهُ تَخَابَثُوهُمْ أَفْشُوا السَّكَّامَ بَيْتَكُمْ۔

رواہ مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روحول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ تم جسیں میں نہیں مانسکے تا و تیک پیدے تو من نہ بھاڑا (اور تمہاری
زندگی و میان والی زندگی نہ بھائے) اور نہیں ہو سکتا جس کے کفر میں باہم بھت
زہوجائے کیا جیس تھیں (وہ مل نہ تراویں جس کے کفر سے تھے) میرے بھت (مگر

پس اور پس ملے) میں کوئی خوبی نہیں تھی۔ — (مجھے عماری)

قرشی) اس حضرت سے صراحت معلوم ہو کہ ایمان جس پر اخلاقِ جنت کی بشارت روکھدہ ہے، وہ صرف نکری ٹڑھ لینے کا اور عقیدہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اُسی دینی حقیقت کے لیے ایمان کی باہمی جنت و موت بھی اس کی لازمی شرط ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ تبلیغ کی کہ ایک دوسرے کو سلام کرنے اور اس کا جواب فتنے سے بھت و موت دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

یہاں بیان است قابلِ نجاظت ہے کہ کسی عمل کی خاص تاثیر جب ہی ظہور میں آتی ہے جبکہ اس عمل میں روح ہو انہماز، روزہ روزج اور ذکرِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بھی ہی ہے۔ بالکل اکثر معاشرِ سلام اور مصانوخ کا بھی ہے کہ یہ اگر دل کے انخلاص اور دینی رشتہ کی بنا پر صحیح جذبے ہوں تو پھر دلوں سے کہوتے نہیں اور بھت و موت کا اس پیدا ہو جانے کا یہ مسترسن و مسلیم ہیں۔ لیکن آج ہمارا ہر عمل بے روح ہے۔

سلام کا اجر و ثواب :

(۱۷۸) عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْمُرْجَلَسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرُ دُقَرْجَاءَ أَخْرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ بِقَلْسٍ فَقَالَ عِشْرُونَ دُقَرْجَاءَ أَخْرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ بِقَلْسَ فَقَالَ ثَلَاثُونَ — رواه البخاري والبزار و حضرت عمر بن حفصین رضی اللہ عنہ سے حدایت ہے کہ ایک شخص حضور کی نعمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: "السلام علیکم"۔ آپ نے اُس کے

سلام کا جواب دیا، پھر وہ بُلیں میں بیٹھ گیا، تو اپنے اخراج فرمایا۔ توشی ریعنی اس بندے کے لئے اس کے سلام کی وجہ سے دش نیکیاں کھی گئیں (اپنے دشائیں اور آدمی آیا، اُس نے کہا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَّ كُمْ») اپنے دش کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا، تو اپنے اخراج فرمایا۔ توشی ریعنی اس کے لئے بیش نیکیاں کھی گئیں (چہریک تیرسا آدمی آیا، اُس نے کہا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَّ كُمْ»)۔ اپنے دش کے سلام کا جواب دیا، اور وہ بُلیں میں بیٹھ گیا، تو اپنے فرمایا، توشی ریعنی، اس کے لئے دش نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔

(جامع ترمذی، سنن ابن داؤد)

(تفسیر الحجج) اُندر تعالیٰ کا یہ کریما نہ قانون ہے کہ اس نے دش نیکی کا جواہر اُس اُخْری اُنست کے لئے دش نیکیوں کے برابر تحریر کیا ہے۔ قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا: «مَنْ جَاءَ عَبَدَ اللَّهَ فَلَمَّا حَسِنَ أَمْثَالُهَا» اسی پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے حق میں جس نے صرف ایک کلہ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» کہا تھا، فرمایا کہ: «اس کے لئے دش نیکیاں ثابت ہو گیں۔ اور جس شخص نے اس کے ساتھ دوسرے کلہ: «وَرَحْمَةُ اللَّهِ» کا بھی اضافہ کیا، اُس کے لئے اپنے فرمایا کہ، توشی نیکیاں ثابت ہو گیں۔ اور تیرسیز شخص کے لئے جس نے «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» کے ساتھ تیرسیز کلہ: «وَبَرَّ كُمْ» کا بھی اضافہ کیا، اپنے نے فرمایا کہ، اس کے لئے بہ نیکیاں ثابت ہو گیں۔ اسی حساب سے سلام کا جواب دینے والا بھی جزو تواب کا صحیح رونگا۔

الله تعالیٰ ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُندر تعالیٰ اکی رضا اور محبت حاصل کرنے کے جو راستے معلوم ہوئے ہیں اُن کی قدیماہ استفادے کی توفیق و سے۔

مامِ الکائن نے اُلیٰ بن کعب کے صاحبزادے طفیل کا نیز سانچل کیا ہے کہ: «میں حضرت

عبداللہ بن عُثْمَان کی خدمت میں حاضر ہوا کرنا تھا۔ ان کا طریقہ تھا کہ وہ ہمیں ساتھی کے بازار جاتے، اور جس دکان بیٹھا ہے اور جس قیمت میکن کے پاس میں گزرتے، اُس کو ہر سلام کرتے (اور کچھ خریدہ فرمخت کے بغیر واپس آ جاتے)۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں ہمارے تو میوں کے مطابق مجھے ساتھی کے بازار جانے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ بازار جا کے کیا کریں گے؟۔ تو آپ کسی دکان پر کھڑے ہوتے ہیں، تکسی چیز کا سودا کرتے ہیں، مبجاو ہی کی بات کرتے ہیں، اور بازار کی مجلسوں میں بھی نہیں بیٹھتے، پھر آپ بازار کسی سٹے جائیں اسیں عرض کیا تھا اور تم استفادہ کریں، یعنی عرض کے قرب یا کہ،۔ ہم تو صرف اس فرض اور اس نتیجت سے بازار جانتے ہیں کہ جو سامنے پڑے اُس کو سلام کریں (اور ہر سلام پر کم از کم دشمن کیکاں کی کاشتہ تعالیٰ کی حسین اور شدگان خدا کے جواب مسلمون کی بکشیں حاصل کریں)۔

رَأَيْتُ أَنِّي أَمَامَةٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أَفْلَى النَّبِيِّ مِنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْلَى النَّبِيِّ مِنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ

رواہ حمروی و ترمذی وابو داؤد

حضرت ابو نصر بنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،۔ لوگوں میں اشک کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ سخن وہ مندرجہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (سنن ابو یحییٰ جامع ترمذی، سنن ابن داؤد)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ الْمُتَّقِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبْشَرَ بِالسَّلَامِ بَرْبُرٌ مِنَ الْكَبِيرِ

رواہ مسیقی فی شبہ الایمان

حضرت عبد اللہ بن سود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ،۔ سلام میں پہل کرنے والا تکبیر سے برخی ہے۔

(شب الایمان شبیقی)

(تشریح) یعنی سلام میں پہل کرنا اس بات کی علامت اور دلیل ہے کہ اس بندے کے دل میں تکریب نہیں ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ سلام میں پہل کرنا کب کا علاج ہے جو ہدایتین روزی ہے جس پر احادیث میں غذایت نار کی وید ہے۔ اللہ ہم اخْفَظْنَا، اس کے بعد چند وحدتیں پڑھئے جس میں خاص خاص موقعوں پر سلام کرنے کی ہدایت شرعاً میگئی ہے۔

عِنِ الْمُلَاقَاتِ، سَلَامٌ:

(۱۳۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنْفَيَةَ عَلَى الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ وَمِنْ قِبْلَةِ مَا هُنَّ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا لَقَيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَكَ
فَأَجِيبْهُ إِذَا لَقَيْتَهُ فَلَا تَسْتَهِنْهُ كَمَا فَلَمْ يَأْتُكُمْ لَهُ فَلَا دَاعَ عَطَسَ
لَهُ عِزَّهُ اللَّهُ أَعْلَمُ بِهِ فَإِذَا أَمْرَضَ قُعْدَهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتِرَّهُ

رواہ حنفی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مسلمان کے دوسرا مسلمان پر پھر خاص (حقیقی) ہے: — اُنکی کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ دوسرے جب وہ ملکے تو اُس کی دعوت فشیوں کے (بشریوں کو کسی شرمی نہ کرو اور مانع نہ بیو) تبریز جب و نصیرت (یا اخلاص نوشیدن) کا عابر تو اُس سے دریغ نہ کرے۔ پھر تجھے جب اُس کو پھر نہ کرے اور وہ احمد بن شریک کے نوبیان کو اپنے حلقہ اشتریا کے (جو عایز کہلے ہے)۔ پانچوں جب پھر وہ تو اُس کی بیوادت کرے۔ پھر جب وہ انتقال کر جائے تو اُس کی بیوادت کے درود فرمائے۔ — (صحیح البخاری)

(تشریح) اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کا دوسرا مسلمان پر

جس پر ملا جن یہ بتلایا ہے کہ ملاقات ہو تو سلام کرے یعنی "السلام علیک کم کے" کے۔
 (حضرت ابو ہریرہؓؑ کی روایت سے قریب قریب اسی ضمنوں کی ایک حدیث "سلامی
 رشتہ کے چند حقوق کے زیر عنوان مسح بخاری اور صحیح سلم کے والارے چند ہی درج ہے اگر بھی چند
 دہائیں ضروری تشریح بھی کی جا سکتی ہے اس لئے یہاں اس سے زیادہ کم کشی کی ضرورت نہیں۔

(۳۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِذَا لَفَّيْتَ أَحَدًا كُمْ أَخَاهُ فَلَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِ فَانْ حَالَتْ
 بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَفْجِدَاكُمَا وَمَحْجُزَتْ لَقِيَةً فَلَيْسَ لَكُمْ
 عَلَيْهِ رواہ ابو داؤد

حضرت ابو ہریرہؓؑ اسی اثر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ۔ جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلم بھائی سے ملاقات ہو تو چاہے کہ
 اس کو سلام کرے اور اس کے بعد کوئی دوستی یا کوئی دیواری یا کوئی پھر ان دونوں کے
 دریاں مائل ہو جائے اور تھوڑی ویر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جائیں)
 اور اس کے بعد پھر ساتا ہو تو پھر سلام کرے۔ (مسنی داؤد)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ اگر ملاقات اور سلام کے بعد دو چار مکالمے کے لئے بھی ایک
 دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور اس کے بعد پھر طیں تو دوبارہ سلام کیا جائے اور دوسرا اس کا
 جواب دے۔ اس حدیث سے سمجھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر
 اور شریعت اسلام میں سلام کی کمی ہوتی ہے۔

اپنے ٹھری کسی محلہ میں آؤ یا جاؤ تو سلام کرو۔

(۳۵) عَنْ أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ يَا أَيُّوبَ إِذَا دَعَلْتَ عَلَى أَهْلِ إِلَاقَ قَسْلَمَ يَأْتُونَ بِرَزْكَكُمْ

عَلَيْكُمْ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكُمْ — دعاہ الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- پیشہ اے جب تمہارے گھر والوں کے پاس ہو تو سلام کرو۔ تمہارے لئے یہی عبادت برکت پر گا اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی۔ (جماع ترمذی)

(۱۳۲) عن قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتَنَا قُسْلِمْ مُؤْمِنًا عَلَى أَهْلِهِ قَرَأْذَا حَمْرَجَتْمَ فَأَوْدِعُوا
أَهْلَكَهُ سَلَامً — رواہ بیہقی شعب لایجان

حضرت قاتاد (راہبی) سے (رسول) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ کر فرمایا:- جب تم کسی گھر میں ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور حانے لگو تو وہ اپنی سلام کر کے نکلو۔ (شعب لایجان بیہقی)

(۱۳۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتُمْ أَحَدَ كُنُوكَ الْمُجْلِسِ فَلْيَسْلُمْ قَانِدَ اللَّهَ أَنْ يُجْزِيَ
أَنْ يُجْزِيَ فَلْيُجْزِيَ لَهُ إِذَا قَامَ فَلْيُسْلُمْ فَلْيُبْسِتْ
الْأُولَى بِالْآخِرَةِ — رواہ الترمذی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:- جب تمہیں سے کوئی کسی مجلس میں ہو چکے تو چاہئے کہ در اولاد ای جلس کو سلام کرے پھر میکھنا مناسب سمجھے تو میکھ جائے پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے۔ در پہلا سلام بعد در دلائے سلام سے بدل دو بالآخریں ہے۔ (یعنی بعد دلائے حصتی سلام کا بھی دوڑی درجہ ہے جو پہنچ سلام کا ہے اس سے کہہ کر جیسی)۔ (جماع ترمذی)

سلام کے متعلق کچھ احکام اور ضابطے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام اور جواب سلام کے کچھ احکام اور ضابطے بھی تعمیم فرمائے ہیں۔ ان کے لئے ذیل کی ہندو حدیثیں پڑھئے ۔

(۱۳۶) عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَأْمَنُ الْمُصَغِّرُ عَلَى النَّكِيرِ وَالْمَنَاسِعَ عَلَى
الْقَاعِدِ وَالْفَلَمِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ — روایہ ابو حیان
حضرت ابو حیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میہمان نظریت زمانی ہے کہ: چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور لا تترے سے گردش اور پھٹنے والا بیٹھنے بڑوں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام دے (صحیح بن حاری)

(دو) حضرت ابو حیرہ رضی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صاحبزادی کو

چاہئے کہ وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے ۔

(مشتری) مطلب یہ ہے کہ جب ایک چھوٹے اور بڑے کی ملاقات ہو تو چھوٹے کو چاہئے کہ وہ پیش قدیمی کر کے بڑے کو سلام کرے۔ ادا اسی طرز جب کسی چلتے والے کا گزار کسی میٹھے بڑے کے آدمی پر ہوتا چلتے والے کو چاہئے کہ وہ سلام میں پیش قدیمی کرے، اور اگر وہ بھا عتروں کی ملاقات ہو تو بھی جماعت میں نہیں کام کر سکی جوں وہ دوسری زیادہ آدمیوں والی جماعت کو سلام کرنے ہیں پیش قدیمی کرے، اور شخص کسی سواری پر جا رہا ہو وہ پیش قدیمی کر کے پیدل چلتے والوں کو سلاطین کرے۔ اس روایت کی یہ حکمت ظاہر ہے کہ سوار کو بظاہر ایک دنیوی بلدری، بخواہ مخلص اس لئے اس کو حکم دیا گیا کہ وہ پیدل چلتے والوں کو سلام کر کے آئی، زبان کی نقش اور قوامی نہیں اسکے لئے اس کا انعام اکار کرے۔

(۱۳۷) عَنْ عَبْرِيْنِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ مَرْفُوعًا قَالَ يَعْبُرِيْنِ عَنْ الْجَمَاعَةِ إِذَا أَمْرَرَ وَأَنْ يُسْلِمَ أَحَدُهُمْ فَيُجَزِّيُّهُ عَنْ الْجَمَاعَةِ أَنْ يَرْدَأَ أَحَدُهُمْ — رواه العینی في شعب الانیان
 حضرت عَلَیْہِ ابْنُ ابْنِ طَالِبِیْ، روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے یہاں فرمایا کہ اگر نے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک مسلم کو کسی توپوری جماعت کی طرف سے کافی ہے، تو وہی کوئی ہوئے لوگوں میں سے ایک جو اپنے نسب کی طرف سے کافی ہے۔ (شعب الانیان العینی)

بعض حالتوں میں سلام نہ کیا جائے:

(۱۳۸) عَنْ ابْنِ عَمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ فَلَمْ يَرِدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ — رواه الترمذی
 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ پیش آپ کے لئے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (جامع الترمذی)
 (تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسی حالتوں میں سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی آدمی نادائقی سے سلام کرے تو اس کا جواب نہ دینا چاہئے۔

(۱۳۹) عَنْ مُقْدَسِ بْنِ الْأَشْوَدِ فِي حَدِیْثِ عَلْوَمِیْلِ قَالَ يَعْبُرِيْنِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَيُسْلِمُ شَرِيكًا لَا يُؤْفِقُ الشَّائِرَ وَيُشَعِّرُ الْيَقْطَانَ ..

الحدیث

حضرت مقداریں اللہ سرورِ عالم نے خداوند کی طویل حدیث کے منحیں بیان کیے
نہیں کہ دھرمِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اصحابِ صلی اللہ کے پاس تشریف کیے
تو آپ اس طرح آئندہ اور انتظام سے سلام کرنے کے لئے زیارتی اور حجتی
قالیں منیتے۔ (بایانِ ترمذی)

(قرشی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کرنے والے کو اس کا حاذر رکھنا چاہیے کہ اس کے
سلام سے کسی سو نے والے کی وہ کوئی کھل بدلنے یا اس طرح کی کوئی دوسرا ذمیت اللہ کے
کسی بندے کو نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ آداب سیکھنے اور برترتے
کی توفیق مطلا فرمائے۔

مُصَافَحَةُ

حفلات کے وقتِ محبت و سرستہ اور جذبہ کرامہ و احترام کے اخراج کا ایک ذریعہ
سلام کے علاوہ اور اس سے بالآخر صاف فرمیجی ہے یہ عموماً سلام کے ساتھ اور اس کے بعد
ہوتا ہے اور اس سے سلام کے ان مقاصد کی گواہیں ہوتی ہے۔ بعض احادیث میں
صریح ہے کہ اس بات فرمائی گئی ہے۔

(۱۳۰) عَنْ زَيْنِ مَسْعُودٍ عَنْ الشَّجَرِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ تَهْمَامَ الشَّجَرِيَّةِ الْأَخْدُ بِالْيَكْلِ - مَوْلَانَةَ الْمَوْلَانَةِ -
حضرت جو ارشادِ حسن بن علی اللہ عزیز سے رعایت ہے کہ دھرمِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طیب و طہ نے ارشاد فرمایا کہ... سو مکالمہ صاف ہے۔

(بایانِ ترمذی، مسنون الدوایل)

رَبِّ قَرِبَ بِيِّنْ مَنْهُونْ جَاءَهُ تَنْهَى هُنْجَنْ جَرِبَ لِيْكَ دُوسَرِيِّ حَدِيثَ كَمْنَ بِيِّنْ شَهُونْ
سرابِ صفت (بِوَهَمْتَهُونْ دَلْشُونْ سے ہجی ہوئی ہے)۔

مُصَافِرٌ كَا أَجْرٍ ثُوَابُ أُسْكَنٍ كَيْ رَكْتَبِیں :

(۱۳۱) عَنْ أَبِي رَاعِيْنَ عَذَّابٍ قَالَ قَالَ الشَّيْخُ حَسَنُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْتَ مُسْلِمٌ إِنْ فَتَاهَا غَهْرًا وَحَسِنَ اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْنَا لَهُ عَفِرْنَا لَهُمَا دَوَادِ الْمَوْارِدِ

درود برومن ۶۰۷، بوضیع اثر، درود، روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہوا تو وہ صدھ اندھ کریں اور اس کے ساتھ شربی ہوا تو اپنے لئے مفترضت ہلب کریں تو ان کی مفترضت ہو جی جائے گی۔
(مشن جلی داؤن)

(۱۳۲) عَنْ عَطَاءِ الْحَمْرَاسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَالَى قَوْمًا قَوْمًا يَذَّهَبُ الْغَلُّ وَتَهَادُّ فَإِنَّمَا يُؤْمِنُونَ بِهَمْبُ الْمُشَخَّصِاءِ دَوَادِ الْمَكْ

صلادخواسانی تابی سے (بلطفت ارسال) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم احمد صافی کو اس سے کیدن کی مصالح اپنی ہے تو اس کے یکم دوسرے کو چھوڑ دیا کرو اس سے تم نہیں باہم جھٹ پیلا ہو گی اور دلوں سے ٹھپنی ہو گی۔
(صلادخواسانی تابی)

این روایت امام بلکش نے اسی طرح صلادخواسانی سے مرسلا تعداد کی ہے، یعنی
الخوب نسبی نہیں ہتایا کہ اسی کو بدیرث کس م محل سے پہنچی۔

ایسی صورت کو جعل کیا جاتا ہے اور اس طبق ہے روایت کرنے کا ارسال۔

(تشریح) یہاں بھی اس بات کو یاد کر لیا جائے کہ جو جعل کی تاثیر وہ بُکت اس شدھ کے ساتھ مشروط ہے کہ اس میں بوجع بوجوانہ بیجان ہو چکا اس سے ٹھپنا نہیں آگئا۔

معانقہ و تقییل — اور قیام

بجت تعلق کے اندر کا آخوندی اور انتہائی ذریعہ معانقہ و تقییل (چومنا) ہے لیکن اس کی اجازت اسی صورت میں ہے جبکہ موقع محل کے بحاظ میں کسی شرعی صورت کے خلاف نہ ہو، اور اس سے کسی براحتی یا اس کے شک و بشک کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ یا اب ترہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مردی ہے کہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:- جب اپنے بھائی یا اعزیز دوست سے طاقت ہو تو کیا اس کی اجازت ہے کہ اس سے پیٹ جائیں اُسے لگی لگائیں اور اس کو چوہیں؟۔ تو اس نے فرمایا کہ:- اس کی اجازت نہیں ہے۔ اُس شخص نے عرض کیا:- تو چہ اس کی اجازت ہے کہ اس کا اندازہ اپنے ما تھیں لے لیں اور مصافی کریں؟۔ اپنے فرمایا:- اس! اسکی اجازت حضرت سے معانقہ و تقییل کی جو مانعت مفہوم ہوتی ہے اس کے بارے میں شادی میں اس حدیث کی ادائے دوسرا بھت سی حدیثوں کی روشنی میں ہی ہے کہ اس کا تعلق اسی صورت سے ہے جبکہ سینہ سے لگانے اور جو نئے میں کسی براحتی یا اس کے شک و بشک کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ درست خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ و تقییل کے بہت سے اتفاقات مردی اور ثابت ہیں۔ ان میں سے بعض ذیل کی حدیثوں سے معلوم ہوں گے۔

(۱۳۳) عَنْ أَبِي طَوْبَ بْنِ شَرْبَلٍ عَنْ رَجُلٍ حِنْ عَنْ عَنْ رَبِيعَةَ
أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَنَى ذَرْهَلَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِينُهَا فِي حُكْمِهِ أَذْالِفِيَّةِ وَكَانَ مَا
لَقِيَهُ مُظْلَلًا إِلَّا كَمَا لَقِيَهُ وَبَعْثَتْ إِلَيْهِ ذَرْهَلَ يَوْمَ
ذَلِكَ أَكْنَ فِي أَهْرَانِ قَلْمَنْيَةِ أَنْجَلَتْ أَخْبَرَتْ هَاكَنْيَةَ
وَهَنْتَ عَلَى مَسْرِقِهِ الْكَزْمَنْيَةِ فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَهَ

وَأَجْوَادُ
رواه ابو داؤد

بیوب بن رشید نبیلہ بن عزیز مکے ایک کاروائی سے حدیث کرتے ہیں اُس نے
بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو زعفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا:- کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلاقت کے وقت اپنے لوگوں سے مصافویں کی کرتے تھے؟۔
تو انہوں نے فرمایا کہ:- میں جب بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے طبق
تو آپ نے ایک شرکت سے مصافوی کیا۔ اور ایک دفعہ آپ نے مجھے گھر سے بیویاں میں
اس وقت اپنے گھر پر تھیں تھا، جب میں گھر آیا تھا جبکہ بتا یا الیا کہ حضورؐ نے
بیویاں تھیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ اپنے سربراہ فتح
دو کھوکھو کی شاخوں سے ایک تخت یا چارپائی کی طرح بنا لیا جاتا تھا، آپ (اس سے
اٹھ کر) جو سے پڑ گئے اونگے لگایا، اور آپ کا یہ حافظہ بہت خوب، وہ بہت ہی^(سنن بانی ماؤد)
خوب تھا یعنی میڈالزت بیگش اور بہت ہی بلند تھا۔ — (سنن بانی ماؤد)
(۱۲۳) عَنْ الشَّعِيْرِ أَنَّ الشَّعِيْرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتِلَ تَرْمَةً وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ
كَيْنَيْبَيْبِ — روہ ابو داؤد و بیوقی فی ضعیف البیوقی
ام شعبی تابیی سے مسلمانوں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جعفر بن ابی طالب کا استقبال کیا (جب وہ بیوی سے واپس آئے) تو آپ ان کو
پشت گئے (یعنی حافظہ فرمایا) اور وہ لوگوں کے پیچے میں (آن کی پیشانی کو پہنچتا
(سنن بانی ماؤد و شعبی البیوقی)

(۱۲۵) عَنْ عَائِشَةَ قَاتَتْ مَارَأَتْ أَحَدًا أَكْلَهُ
أَشْبَهَهُ مَهْمَّا وَهُدَى وَدَلَّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَاتَ

فَأَخْذَ يَمِیداً هَا فَقَبَلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي هَلْبَرِيهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخْنَثَتْ يَمِیداً، فَقَبَلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي هَلْبَرِيهَا

حضرت والشہزادیہ رضی اللہ عنہما سے حدیث ہے فرمائی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو شکل و صورت، سیرت و عادت اور جالِ ظہار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشاہد ہو۔ ما جزا وی خالہ زیر وضی اللہ عنہما (یعنی اپنے سب پیروں میں وہ سبکے زیادہ رسول اللہ عنہما اللہ علیہ وسلم سے شایع ہے) جب وہ حضورؐ کے پاس آئیں تو آپ رحموں بخت سے کھڑے ہو کر اپنی کھانہ بندگی کو ٹھہرائے (اور یعنی اپنے کام کو ٹھہرائے) اس کو چھوٹے اور اپنی بندگی پہنچائے آپ ان کو ٹھہرائے (اوہ یعنی اپنے کام کو ٹھہرائے) جب آپ ان کو چھوٹے اور اپنی بندگی پہنچائے تو وہ آپ کے لئے کھلڑی ہو جاتا ہے، آپ کا درست بیان کیا ہے اس کے بعد میں نے یعنی اپنے اور بیوی مددگار آپ کو ٹھہرائیں۔ (سنن البیان واؤہ)

(تشریح) یہروايات اس کی واضح دلیل ہیں کہ محنت اور کلام کے جذبے سے صافا اور تقبیل (یعنی باقہ بیشائی و غیرو چونا) جائز ہا و خود رسول اللہ عنہما اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس نے حضرت انسؓ کی اُس صورت کو جس میں معانقدہ و تقبیل کی حمایت کا ذکر ہے اسی پر گھول کیا جائے گا کہ وہ حکم اُن بیانوں کے لئے ہے جب بینہ سے لگائے تو جو منے میں کسی برا بیان یا اس کے شک و شبک کی پیدا ہوئے کا اندازہ ہو جو حضرت عالیٰ شریف والی آخری حدیث میں حضرت فاطمہ بنتی اللہ عنہما اک آمد پر حضورؐ کے کھڑے ہو جائے اور حضورؐ کی تشریعت آمد کی پر حضرت فاطمہؓ کے کھڑے ہوئے کا ذکر ہے۔ یہ دلیل ہے کہ محنت اور کلام علیٰ حضرت فاطمہؓ کے پیش کریں گے اور جو بوب یا محترم بزرگ کے لئے کھلا ہو جاتا ہے اسی درست ہے کہ لیکن بعض احادیث سے (جو کا گے وجہ ہوں گی ایسی بیانات ہوتا ہے کہ حضورؐ کی تشریف میں پر

اگر صحابہ کرامؐ کو بھی طرفے ہو جاتے تو آپؐ اس کو ناپسند فرماتے اور ناگواری کا اندازہ فرماتے تھا
غائبؐ اس کی وجہ سے کل مراجی خاکساری اور قوامی پسندی تھی۔ واقعہ حلم۔

لقاءات یا گھر مجلس میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت:—

رسول امیر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ جب کسی سے ملاقات کرنے
کے لئے یا اس کے گھر میں اس کی مجلس میں کوئی جانا چاہے تو پہلے سلام کے بعد اجازت مانگی،
اس کے بغیر ہرگز چاہا کہ داخل نہ ہو، معلوم نہیں وہ اس وقت کس حال و دلکش کام میں ہو،
مگر ممکن ہے کہ اس وقت اس کے لئے ملدا مناسب نہ ہو۔

(۱۳۹) عنْ كَلْمَةِ بْنِ حُنَيْلٍ أَقَّ صَفْوَانَ بْنَ أَمِيرٍ سَخَّةً
بَقَشَهُ بِلَبَنِ وَجَدَهُ أَيْمَهُ وَعَنْهُ عَابِسٌ إِلَى الشَّيْقِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّيْقُ مَلِّ أَللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلَى الْقَادِيِّ
قَالَ فَلَمَّا خَلَتْ عَلَيْهِ وَلَمَّا أَسْلَمَهُ وَلَمَّا أَسْتَأْذَنَ فَعَالَ
الشَّيْقُ مَلِّ أَللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زِيْجَمَ قَفَلَ أَلْسَانَمْ
عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ ؟ — رواه البزار وابن داود

کلمہ بن حنبل سے، دائرت ہے کہ زان کے انجانی (بھائی) صفویان بن امیر سے
ان کو درود اور برلن کا ایک بچہ اور کچھ مکبرے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں بھجا یا اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہی اکٹھ کے ہال حصہ میں تھے کہہ کر یہیں کہیں ہے چیزیں مل کر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلاج پہنچنے لگی، اور زان میں علم پہلے سلام کی، اور درود صفوی
کی بھارت چاہی، تو آپسے فرمایا کہ: زان تم وہ پس جاؤ، اور ذقاںہ کے مطابق (جیسا
ہے) انتقام علیکُمْ أَأَدْخُلُ ؟ اس کے جائز، مانگو۔ (جماعت عوامی، سنن ترمذی)

(تشریح) یہ صفحہ میں بھی ائمۃ مشورہ شرمن اسلام اور شرمن رسول اُبیت بن علیت کے روایت کے۔ بیان اس کی توفیق سے فتح کسکے بعد اسلام لے آئے۔ اور یہاں تحریخ اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے خالب افغان تک کے سفر ہی کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام و اٹی کرنے کے اس بالائی حدود میں تھا جس کو مَعْنَى لکھتے ہیں صفویان بن ایشہ نے اپنے انجام بھائی کلہ بین جنبل کو بدیر کے طور پر تہی پیزیں لے کر حضور کی نعمت میں بھیجا تھا۔ کچھ دوڑھ تھا۔ ایک ہر ہن کا پچھہ تھا اور پچھے تھا۔ یہ اس سے واپس نہیں تھا کہ جب کسی سے ملنے کے نے جانا ہو تو سلام کر کے اور پچھلا جہازت لے کر جانا چاہا ہے، اس لئے وہ تنی حضور کے ہاس پہنچنے لگے۔ اپنے اس بوب کی تعلیم کے لئے ان سے فرمایا کہ:- باہر واپس جاؤ اور کوہت آئتلام ملک کم ۱۲۰ ذخین۔ (استلام ملکم: کیا میں انہوں آنکھت ہوں؟) اور اسی اجازت مل تو آؤ۔ چنانچہ انہوں نے درستہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام اور ہستیداں (یعنی اجازت چاہتے) کا طریقہ صرف زبانی بتادیئے کہ جماں اُن سے عمل بھی کرایا۔ ظاہر ہے کہ وہیں اس طرح دوبارہ اُس کو اکدمی کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۱۳) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَكَارِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْتَأْذِنُكُمْ عَلَى أُرْقِي؛ قَالَ
نَعَمْ، قَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعْهَا فِي الْبَيْتِ، قَالَ تَمْوِيلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِسْتَأْذِنَةِ عَلَيْهَا، قَالَ الرَّجُلُ
إِنِّي خَاتُمْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا، أَنْجِبْتْ أَثْرَاهَا فَمُرْكَبَةً؟ قَالَ لَا،
قَالَ فَأَسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا۔ وَهُنَّكُمْ مُسْتَأْذِنُونَ
حَلَوْبِي بِرَسَاتِنَابی سے روایت ہے کہ یہ نسخہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

علیہم تقدیم ہے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے بھی پڑھ جائز طلب کر دیں؟ اکپ نے ارشاد فرمایا کہ: - ماں کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت نہ ہے۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ: - میں ماں کے ساتھ ہی مگر جس رہتا ہوں (طلب یہ کہیر مگر کیسی الگ نہیں ہے، ہم ماں بھی ایک جی گھر میں ساتھ رہتے ہیں تو کیا اسی صورت میں بھی بیرے لباس وری ہے کہ اجازت لے کر گھر میں جاؤ؟)۔ اکپ نے ارشاد فرمایا: - ماں کا اجازت لے کر ہی جاؤ ۔۔۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ: - میں یہی اس کا خالق ہوں (اس کے سارے کام کا حق میں یہی کرنا ہوں) اس لئے باربار جانا ہوا ہے، اسی صورت میں تو ہر دفعہ اجازت لینا ضروری نہ ہوگی اکپ نے ارشاد فرمایا کہ: - نہیں، اجازت لے کر یہی جاؤ، کیا تم پرست کر دو گے کہ اس کو بہمند کیوں؟ اُس شخص نے عرض کیا کہ: - نہ تو ہرگز پسند نہیں کر دیں گا ۔۔۔ اپنے ارشاد فرمایا: - تو پھر اجازت لے کر یہی جاؤ ۔۔۔ (طبعہ دوام مالک)

(تشریح) طلب یہ ہے کہ غیر اجازت، وہ اچانک اپنی ماں کے گھر میں جانے کی صورت میں، اس کا مکان ہے کہ تم اسی حالت میں گھر میں پہنچو کہ تمہاری ماں کبھی ضرورت سے پہنچے اُتھے ہوئے ہو، اس لئے ماں کے پاس بھی اجازت لے کر یہی جانا اچا ہے۔

(۱۳۸) عَنْ جَعْلَى بْنِ أَنَّ الشَّيْبَى حَمَلَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْتِيَنَا نُؤَالِمُنَّ لَمَّا يَبْدَأُ أَبْلَى السَّلَامَ — رواه البیهقی نقشہ بویاہ حضرت مبارکہ مذکورہ صدر دامت برکاتہا علیہم السلام ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم کلمے ارشاد فرمایا کہ: - بُشِّرْسُ اجازت لینے سے پہلے سلام نکرے، اس کو اجازت نہ دو۔ (طبعہ طابعہ شیعی)

(تشریح) طلب یہ ہے کہ اجازت لینے کا اسلامی طور پر ہے کہ پہلے السلام علیکم کے، اُس کے بعد کے کیا میں آسکتا ہوں، اگر کوئی آدمی بغیر سلام کرے اجازت پہنچے تو اس کے

اجازت شو و بھروس کو بساد و کر پڑھے السلام علیکم کا دعا تیر کر کے کہ (صلوٰی) اجازت شعاعی ہے) اسلامی انوخت اور اللہ تعالیٰ رشتہ کا انعام کرے اس کے بعد اجازت طلب کرے۔ جب وہ اس طریقہ پر اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت دے دو۔

(۱۳۹) عَنْ رَبِيعِيْ بْنِ حَذَّافِشُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْأَدَ ذَنَبَ عَلَى الشَّيْئِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْلِمْ؟ فَقَالَ الشَّيْئِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخَادِيهِ أُخْرُجَتْ إِلَيْهِ الْمَلِكَةُ أَسْتَغْفِرُكُمْ أَنْ تَفْعَلَ كَذَنْ لَكَ «قُلْ إِنَّ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَذَكَّرُ مِنْهُ» فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَذَكَّرُ مِنْهُ فَقَاتَنَ لَهُ الشَّيْئِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَوَاهَابُودَاوَدَ

بیہی بن حراش (بناہیں) روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت جاتی، اور عرض کیا۔ اُندر جمہوں (یہیں نہ رہا سکتے ہوں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس کو پاس جاؤ اور وہ اجازت طلب کرنے کا طریقہ بتاؤ، اُس سے کو کہو، اُس شخص کو پاس جاؤ اور وہ اجازت طلب کرنے کا طریقہ بتاؤ، اُس شخص نے اپنے کی بات فرمائی، اور عرض کیا۔ اُندر جمہوں (یہیں نہ رہا سکتے ہوں)۔ اُس سے کہو کہ اجازت دے دی اور وہ اپنے پاس حاضر ہو گیا۔ (عن ابن داؤد)

(۱۴۰) عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَأْذِنِنَا فَقَالَ إِنَّ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ أَنِي رَدَّ أَخْبَرْتُ أَكَلَّا تَأْذَنْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمْتُ فَقَالَ فَرَدَّهُ حَتَّى يَمْتَزِرْ سَاقِيَّاً إِنَّ السَّلَامَ فَقَالَ

صلی اللہ علیہ و سلم م السلام علیکم و رحمة الله
 فرید مسعود رضا حفیظ اثر قال صلی اللہ علیہ و سلم
 م السلام علیکم و رحمة الله، فظری رجع، فالمکتبة
 مسعود قال یا رسول اللہ اتنی حکمت آشمع شریعت
 دار دین علیک رضا حفیظ الشکر علیکما من السلام تعالیٰ هر کو
 نعمۃ المسیح صلی اللہ علیہ و سلم دام مزده سعد بیگ نسلی
 فاغسل ثغر نادلہ سائنس محبوب علیہ برغم فراں افدوں
 فاشتمل پعا، ثغر فرعی دینہ و هو یقیناً م اللہ
 اجعل مصلوایتی و رحمة لیت علی ال سعد، لعل اصحاب
 صلی اللہ علیہ و سلم من الطعام، كلما آزاد الانصار
 قرب کے سعد جماعت ایڈ و ظل اعلیٰ ہو یعنی فتح
 لی سعد امیر حب رسموا، اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فیروز
 فقال فی ایحیت معنی فاجبہ، فقام ایضاً اور توکل
 فاما ائمہ تصورت فانصوت
 رواہ ابو داؤد

حضرت سعد بن جراح کے فرزند سین سعد (بنی هاشم عنہ) سے روایت ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (ایک دن) اپنے گھر پر تشریف ہوا۔ اور اپنے
 تھاندھے کے مطابق (بررس) فرمایا: م السلام علیکم و رحمة الله
 توپرے والد (سعد بن جراح) نے (ابنے اس کے کپ کے سلام کا آواز سے
 بھاپ دیتے اور انہوں نے آنکھ کے لئے مومن (تم) بھت خی کو اواز سے
 رکھنے (شیخ زکیہ) صرف سلام کا بوجو دیا۔ تو میں نے کہا کہ:... اپنے حضور
 انہوں نے کہا کہ یہیں ہیں کہتے ہیں۔ یہوں والد نے فرمایا کہ:-

یوہ مت ایسے چل رہے تھے وہ تاکہ آپ پار بارہ بار سے لئے سلام فرمائیں؟ اور وہیں
اس کی برقیتیں حاصل ہوں) — تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بارہ بار شاد
فرما دیا، ۱۔ آنکھ کم غلیک کم و رخصمۃ اللہ؛ حضرت محمدؐ پیر (اس طرح)
چیز کے سامنے چوپا جواب دیا (جس کو حضور نے نہیں دیا) تو پھر تمیزی پار اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ۲۔ آنکھ کم غلیک کم و رخصمۃ اللہ ۳۔ اور جب
اس کے بعد جو حضرت محمدؐ کی وقت سے کمل جواب آپ نے نہیں دیا تو آپ دلبس
لائیں تھیں — تو حضرت محمدؐ آپ کے پیچے چھپا آئے وہ عرض کیا کہ، حضرتؐ
میں آپ کا سلام سن لئا اور (نست) چیز سے جواب دیتا تھا تاکہ آپ پار بار
بڑھتے لئے سلام فرمائیں (اوہیں اس کی براکات حاصل ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم حضرت مسیح کے ساتھیوں کے گھروٹ آئے، حضرت محمدؐ نے اپنے گھروٹوں کو کھو دیا
کہ حضرتؐ کے خصل کا استھان کیا جائے، رجنا بخ حضور نے فرمی فرمایا۔ ۴۔ حضرت محمدؐ نے حضور
کو یک چادر میں ہزار غزالیا یا درس سے رنگی ہونی احتیج سے آپ نے ۵۔ اشتمان کے
طریق پر باندھ دیا، پھر آپ نے اپنے اٹھا کے اس طرح دعا فرمائی، ۶۔ اللہ تھا جتحعل
میتو اتیاف و رخصمۃ علی الْمُعْذَب (اللہ یعنی سکوا اللہ؛ اتنی خاصی خواہی
احد محتیں فرماسد کے گھروٹوں پر) اس کے بعد آپ نے کہا ناشاول فرمایا پھر جب
آپ نے واپسی کا درود فرمایا تو پرسے دانہ حربین جواہد نے سواری کے سے اپنا اکنام
پیش کیں جس کی کم برپا درگاہ اپنے اکنام کو دیا گیا تھا، اور الجھے سے فرمایا کہ تو حضورؐ کے سامنے
جاوہر متوسیں آپ کے ساتھ اسی چلا آپ نے ارشاد فرمایا کہ، تمہیں سکھر ساتھ سوار
و چاؤ، ۷۔ نے منورت کر دی، اور سوار نہیں جوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ، یا تو یہ سے
ساتھ تم بھی سوار جو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ (معنی یہ ہے کہ کوئا نہیں کہیں سوار جو کہ چلدن
اور تم ساتھ پریل چلے، قادر کے لا دی تھیں بن سوہن کہتے ہیں کہ جب حضرتؐ نے یہ فرمایا

تو میر دا پس نوٹ آتا (سنبلی داؤد)۔

(قرشیع) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے اس طلاقات کے لئے جائے تو پھر اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ کسکے زندگانی کی اجازت چاہیے، اور جب کوئی بحاب نہ ملتے تو دوسری دفعہ اور پھر بحاب نہ ملتے تو قیصری دفتر اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ کہ کے اجازت مانگنا اور بالفرض اگر قیصری دفتر میں بحاب نہ ملتے تو پھر واپس ہو جائے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے حضورؐ کے بار بار صلام اور اس کی برکات حاصل کرنے کے لئے بخوبی اختیار کیا (جس کی وجہ سے حضورؐ کو تین دفتر صلام کرنا اور اس کے بعد و پی کا ارادہ کر لینا پڑا) بظاہر ایک مناسب بات تھی، لیکن ان کی نیت اور جذبہ بہت بُرا ک تھا، اور حضورؐ کی مراج شنا اسی کی پیش پر اتفاق ہیقین تھا کہ آپ اس سے نہ ارض نہ ہوں گے اس لئے انہوں نے یہ حرامت کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور حضورؐ کے کسی گردنی کا انہما نہیں فرمایا بلکہ ان کے جذبہ اور نیت کی قدر فرمائی ہوئی کہ آپ کی دُھان سے ظاہر ہے۔

اس روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضورؐ نے غسل فرمانے کے بعد ایک لائی چادر پہنیت لے رکھ دفنان یا ورس سے رُنگی ہوئی تھی — حالانکہ دسری بعض حدیثوں میں اس کی مختصر مانعست وار دلیل ہے کہ کوئی مرد دفنان یا ورس سے رُنگا ہو اپکسٹا پھرے دوسرا بھی رُنگ دفنان ہی کی طرح کی ایک سنبھالت ہے جو رُنگ دار بھی ہوتی ہے اور رُنگ بُروجہ (بُرجی) اپنا آؤ جو سمجھا جائے کہیں واقعہ جزیر قشریع حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اس ابتدا لِ زمان کا ہے جملہ مردوں کے لئے رُنگوان وغیرہ سے بے شکر ہوئے پر دوں کی مانعست کا حکم نہیں کیا تھا، یا یہ کہا جائے کہ جو چادہ حضورؐ نے استعمال فرمائی وہ بھی پہلے رُنگی گئی تھی لیکن بعد میں اچھی طرح دھوندی گئی تھی، اور ایسی صورت میں اس کا استعمال مردوں کے لئے بھی جاگئے رہا۔

ملاقات کو آئنے والے کا حق ہے کہ اُس کو پاس بٹھایا جائے :-

(۱۵۱) عَنْ قَاتِلَةِ بْنِ الْمُغَلَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ إِلَيْهِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَعُورَيَ الْمُتَجَبِّرِ قَاتِلَهُ
فَتَرَكَ حَزَاجَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَالَ
الرَّجُلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي فِي النَّكَانِ مَعَهُ فَعَالَ التَّقِيَّةَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَعَظَمًا إِذَا مَا أَخْرَجَ
أَنْ يَغْرِيَ حَزَاجَ لَهُ ————— روایت شعبان

وَأَنَّهُمْ الظَّالِمُونَ فِي الشَّرِيفَةِ وَإِنَّهُ مَنْ كَرِهَ تَحْوِيلَ الرَّجُلِ إِلَيْهِ
سِهِيرَةً تَشَرِّفَنَ فِي الْمَدِينَةِ إِنَّهُ مَنْ كَرِهَ تَحْوِيلَ الرَّجُلِ إِلَيْهِ
بِحَسْكَ لَمَّا كَانُوا نَزَّلُوهُنَّ لَهُ مَنْ كَرِهَ تَحْوِيلَ الرَّجُلِ إِلَيْهِ
كَمَا هُمْ بِهِ مُنْهَنُونَ فَلَمَّا كَانَ جَمِيعُ الْمُؤْمِنِينَ (عَمِيقُونَ) بَعْدَ مَنْ كَانَ
عَنْهُمْ مُنْهَنُونَ فَلَمَّا كَانَ جَمِيعُ الْمُؤْمِنِينَ (عَمِيقُونَ) بَعْدَ مَنْ كَانَ
عَنْهُمْ مُنْهَنُونَ فَلَمَّا كَانَ جَمِيعُ الْمُؤْمِنِينَ (عَمِيقُونَ) بَعْدَ مَنْ كَانَ
عَنْهُمْ مُنْهَنُونَ فَلَمَّا كَانَ جَمِيعُ الْمُؤْمِنِينَ (عَمِيقُونَ) بَعْدَ مَنْ كَانَ
عَنْهُمْ مُنْهَنُونَ فَلَمَّا كَانَ جَمِيعُ الْمُؤْمِنِينَ (عَمِيقُونَ) بَعْدَ مَنْ كَانَ

(شعبان بیانیہ)

(تشریح) اس حدیث سے یہ بھی علوم ہو کہ الگزی بڑے ہے تو اسے کے پاس ہی کوئی
مسلم آئے تو اس کو بھی اس کے ساتھ کام کا یہی برداشت کرنا چاہیے، اس میں رسول اللہ
صل، اشریف و سلم سے قریب و جانشینی کی نسبت دکھنے والے بزرگوں کے لئے خاص ہیں ہے۔

مجلس سے کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بٹھانا چاہیے :-

(۱۵۲) لَمْ يَرْجِعْ عَنِ الْتَّقِيَّةِ حَتَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يُؤْتَى جِلْمَانْجِلَ مِنْ بَعْلِيْسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ
وَالَّذِيْنَ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّلُوا — دعاۃ العصاۃ مسلم
حضرت عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم، ارشاد فرمایا:- کوئی آدمی یا سماں کرے (بھن کسی کو اس کا حق نہیں ہے)
کسی، وہ سماں کی وجہ سے اٹھا کر خود اس پلگ بیٹھ جائے۔ بلکہ دو گون کوچا ہے کہ
زکن والوں کے لئے اکشادگی اور گنجائش پیدا کریں (ادا ان کو جگد دے دیں)۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں اس بات سے مانع فرمائی گئی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے
کو اس کی وجہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھ جائے، لیکن اگر خود بیٹھنے والا ایسا کر کے کسی کے لئے
پہنچ جگہ خالی کر دے تو ہبھی نیست کے مطابق وہ احرار کا حق ہو گا۔

(۱۵۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ بَعْلِيْسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ — دعاۃ العصاۃ مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ:- جو شخص اپنی وجہ سے (کسی ضرورت سے) اٹھا اور پھر وہیں آگئا تو اس
جگہ کا اہری شخص زیادہ حکماء ہے۔ (صحیح مسلم)

مجلس میں دو اہمیوں کے پیچ میں انکی اجازت کے بغیر بیٹھنا چاہا ہے:-

(۱۵۳) عَنْ عَمْرِو وَعَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي شِعْبٍ عَنْ جَعْلَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسُنَّ بَيْنَ رَأْسَيْنِ إِلَّا مَا ذُنِّيَّهُمَا — دعاۃ العصاۃ مسلم

غموبن شیعہ اپنے والدشیر سے اور وہ مدینے دادا جیٹھا شرمن غموبن العاصم
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رُجُل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

”ڈاؤز بیوں کے بچے میں ہی کی ایجادت کے بغیر نہ پڑھو۔“ (سنن بن داؤد)

(تشریح) یہی حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس کے عاصم رضی اللہ عنہ سے سنی الیسا اور
ہی میں اور اس کے علاوہ جامع ترمذی میں بھی ایک دوسرے طبقہ سے ان الفاظ میں بھی
روایتی گئی ہے: ”لَا يَحِلُّ لِوَتْهِنْ أَنْ يُقْرَأَ تَحْتَ قَبْدَنْ إِنْ كَفَى بِالْكَلْمَانِ بِالْأَذْنَافِ“
آسمی۔ کہ لئے ہیچ بات جائز نہیں ہے کہ (قریس تریب میشے ہوئے) ڈاؤز بیوں کے درمیا
ان کی ایجادت کے بغیر پڑھ کر انہیں ایک دوسرے سے الگ کر لے۔

بعندهن اللہ العظیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات و وہیات میں طبیعت
انسانی جذبات اور نازک احساسات کا لکنا لمحان فراہمایا گیا ہے۔

اپنی تعلیم کیلئے بندگان خدا کا کہا ہونا جسے اچھا لگے وہ جنمی ہے:-

(۱۵۵) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ عَالَ وَسُؤْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّكَ أَنْ يَتَمَثَّلَ كَهْ لِلْبَعْدَالُ فِيَّا مَا
كَلِمَكَبُوْأَمْقَعَدَةَ مِنَ النَّارِ۔ — دعاۃ الترمذی وابو داؤد
حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی کو
اس بات سے خوش ہو کر وہ، اس کی تعلیم ہے کہ تو رہیں اُنکے چاہئے کہ وہ اپنا
خواہناہ جنم میں بنائے۔ — (جامع ترمذی، سنن الیسا اور داؤد)

(تشریح) ظاہر ہے کہ اس دید کا تعلق اس حدیث سے چیزیں کوئی آدمی کو درجہ پہنچے
ہو، اسی سے خوش ہو کر اس کے بنتے دس کی تعلیم کے لئے کھوٹے ہوں، اور یہ تکمیل کی نشانی ہے:-
اور تکمیل کی نشانی ہے جس کے حق میں فرمائی گیا ہے: ”لَا يَقْرَأُ مَشْوَى الْمَلَكَتِ“

روہ و زخم حشکریں کا غیر اٹھ کرنا ہے) لیکن اگر کوئی آدمی خود بالکل نہ چاہے ہے مگر وہ ستر لوگ اکارم اور بخوبیت کے جذبہ میں اس کے لئے کھڑے ہو جائیں تو یہ بالکل دوسرا ہی بات ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اس کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانے والے ظیمی قیام کو ناپسند فرماتے تھے :-

(۱۵۵) عَنْ أَبِي أُمَّةَمَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكَبِّرًا عَلَىٰ عَمَّا فَقَدَ مِنَ الْهُنَاءِ فَقَاتَاهُ اللَّهُ تَعَالَى
نَفْرُهُمْ وَمَا كَمَّا يَقُولُونَ إِلَّا عَاجِمٌ لِعَظِيمٍ بَعْضُهُمْ هَا يَعْصِمُهَا —
رواہ ابو داؤد

حضرت ابو امما مر جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یا کید دفعہ رسول اللہ
علیہ وآلہ وسلم عصما کا سزا دینے ہوئے باہر ستر ہفت لائے تو تم کھڑے ہو گئے
اپنے ارشاد فرمایا۔ تم اس طرح مت کھوئے ہو جسیں جسیں لا لگایک، وہ سب
کل عذاب کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (مسنی داود)

(۱۵۶) عَنْ أَنَسِ رَضِيَّ اللَّهُ عَنْهُ كَيْنُونَ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ اللَّهُ تَعَالَى
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا أَذَارًا وَذَهَابًا
لَهُ كَيْفُمُوا لِمَا يَعْدُمُونَ مَنْ كَوَافِرْهُ يَنْهَا لِنَذَلِكَ —
رواہ الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کے لئے کوئی شخصیت
بھی رکھنے والے مسلم سے زیاد جو بُونہیں تھیں اس کے باوجود اُن کا
طريقہ تھا کہ وہ حضور مکر کو کھڑے ہوئے تھے کیونکہ جانستے تھے کہ اپنے کو
ناپسند ہے۔ (جماعۃ ترقی)

صاحب مجلس کے اٹھنے پر ایل مجلس کا کھڑا ہو جانا

(۱۵۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِدُ مَعْنَى فِي الْمَسْجِدِ مُخْلِلًا فِي أَذْنَاءِ قَامٍ فُسْنَا فِي أَمْأَحَشِّ تَرَاءِهِ قَدْ دَخَلَ بِعَصْنِ عَيْسَوْتِ أَزْدَاجِيِّ

رواہ الحسن بن علی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حادثہ ساتھ مسجد میں آشریف فرمائی ہوئی تھے وہ تم سے باشیں فرماتے تھے، پھر جب اپنے رگڑتاریں لے جانے کے نامہنس سے (امانیت تو ہم سب لوگیں کھوئے ہو جاتے اور اسی وقت تک کھڑے رہتے جبکہ تم دیکھ رہتے کہ ازواج مطہرات کے گورنی میں سے کسی گھر میں آپ داخل ہو گئے) (شعبہ الایمان للبغی)

(تشریح) صحابہ کرام کو اس طریقہ عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فراہنا اس کی دلیل ہے کہ اس کو آپ نے گوا فرمایا: حالانکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ مجلس میں آشریف کے وقت لوگوں کے کھڑے ہونے کو آپ ناپسند فرماتے تھے۔ اس عبارت کے نزدیک ان دو نوادرتوں میں ذائقہ ہے کہ مجلس میں آشریف آوری کے وقت ایل مجلس کا کھڑا ہونا صرف تخلیم ہی کے لئے ہونا تھا جو آپ کے لئے گرامی کا باعث ہوتا تھا، اور مجلس سے حصہ کے اٹھنے کے وقت کھڑا ہونا مجلس کے برداشت ہو جانے کی وجہ سے ہی ہوتا تھا، اس کے بعد خود ایل مجلس بھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر جانے والے ہوتے تھے، اس لئے اس کھڑے ہونے کو حضیر گوار فرمائیتے تھے۔ واثق الدلیل۔

لیٹنے، سونے اور بیٹھنے کے بالے میں حضور کی ہدایات اور آپ کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹنے، سونے، دربیٹھنے کے بالے میں بھی امانت کو ہدایات دیں ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے بھی رہنمائی فرمائی ہے تو انہیں اس سلسلہ کی چند احادیث پڑھئے اور آپ کی تفہیم و ہدایات کی جائیت کا اندازہ پہنچئے ।

پیاط پھست پر سونے کی ممانعت :

(۱۴۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَعَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَدَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحِ لِمَسِ بِمَسْجُوبٍ عَلَيْهِ .
روواه الترمذی

حضرت چادر و فتح اللہ عزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایسی پھست پر سونے سے منع فرمایا (اور دیواروں یا منڈیوں سے) مگری دیگر کیونکہ (جاسازی)

(تشریح) ظاہر ہے کہ جو پھست دیواروں یا منڈیوں سے مگری ذمہ دہی ہو اس پر سونے سے اس کا اندازہ ہے کہ آدمی نیند کی غفلت میں پھست سے نیچے گر جائے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۱۴۰) عَنْ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مکنیکی و سلسلہ معنی بات علی ظلمہ ربیت لیئے علیہ وجہا
روفہ درایہ وجہا (۲) فقہ براہت منہ اللہ مکہ۔

دریا ابوداؤد

علیہن شہزادی اور عذت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فریاد کر، جو شخص کسی کھر کی ایسی بچت پر سوئے ہیں یا پر داد رکاوٹ کی دلیاں نہ ہو
تو اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی (اسنابی داؤد)

(تشریح) یہ بھی درصلی ممانعت کا ایک طبقہ انداز ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے بندوں کی خلافت کے خصیبی استظامات ہیں جن کا اشارہ قرآن مجید میں بھی کیا
گیا ہے (قلیل متن میکھنکھن پانیلیشی و انشکھار اور اکھر) تو اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر اسی
بچت پر سوتا ہے جس کے گرد رکاوٹ کے لئے کوئی دیوار یا منڈر نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ
کے اس خلائقی استظام کا احتراق کھو دیتا ہے اور مالکہ جو فظیلین کی کوئی ذمہ داری ہے اس
رہتی ہے اور اگر خدا نجاح است وہ گر کے لاک ہو جاتا ہے یا اس کو سخت حکماں صدی پور پنج
جا تا ہے تو کسی دوسرے پر اس کی ذمہ داری نہیں وہ ذمہ دار ہے۔

کھڑی ٹانگ پڑنا گر کو کے لیئے کی ممانعت اور اس کی وجہ:-

(۱۴۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهْلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ يَرْدِقُمُ الرَّجُلُ إِحْدَى لِيَرِيَةٍ وَعَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ
مُشَكِّلٌ عَلَى ظَهْرِهِ — دواہ مسلم

حضرت جابر بنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس بات سے منع کرایا کہ آدمی چوت لیٹئے کی نالت ہیں اپنی ایک ٹانگ کو
دوسری ٹانگ پر رکھے (صحیح مسلم)

(تشریح) حضور کے زمانہ میں عربوں میں عام طور سے تجدید باندر ہٹھے کا رواج تھا، اور ناظر ہر ہے کہ اگر تجدید باندر ہٹھے کے اس طرح چوتی بیٹھا جائے تو اپنا ایک زانو کھڑا کر کے دوسرا پاؤں اس کے اوپر لکھا جائے تو اس اوقات ستر گھنٹے جائے گا۔ غالباً اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح یعنی منع فرمایا۔ لیکن اگر بسا اس ایسا ہو کہ اس طرح یعنی سے ستر گھنٹے جانے کا اندیشہ نہ ہو، تو ناظر ہر ہی ہے کہ اس کی ممانعت نہ ہوگی۔ واللہ عالم۔

پیٹ کے بیل اونڈے ہٹھے کی ممانعت:

(۱۴۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا كَمَا يَظْنُنَّهُ فَقَتَالَ رَاجِهَ حَمْجَعَةً لَدَنْجَةً، إِنَّهُ رَوَاهُ التَّرمِذِيُّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خور فیض بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بیل اونڈے ہٹھا بیٹھا کیا تھا اب تھے فرمایا کہ یعنی کا یہ طریقہ اللذ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (رجایع ترمذی)

(تشریح) ناظر ہر ہے کہ یعنی کا غیر فطری اور غیر مذکوب طریقہ ہے اسی لئے اس کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اس کو دو ذمیتوں کا طریقہ بھی فرمایا گیا ہے۔

(۱۴۳) عَنْ أَبِي ذِئْرٍ قَالَ مَرْرِيُّ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّا مُضْطَجِعُونَ عَلَى يَظْرِفِي قَوْكَبِنَيْ بِرِجْلِيهِ وَهَذَا يَا جُنْدُدُ بْنِ إِثْمَانَ هُنَّ ضَرِيعَةُ أَهْمَلِ الْكَافِرِ۔

دعاہ؟ یعنی ما جھہ

حضرت ابو ذئر عفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رفاقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر ہٹھے پاس سے گزے اور میں پیٹ کے بیل بیٹھا ہوا تھا تو آپ

بپنے قدم باراک سے مجھے بڑا اور فرمایا۔۔۔ ملے جسٹا پا! یہ دو خبروں کے لیے یہ کام

طریقہ ہے

(سنن ابن ماجہ)

(تشریح) کسی عمل یا کچھی عادت کی فحاحت یا شناست ایں ایمان کے دلوں پر بُھانے کے لئے یہ نہادست مُؤثر طریقہ ہے کہ ان کو بتایا جائے کہ یہ دو خبروں کا طریقہ یا انکی عادت ہے جوں جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اصل نام ہے جس خوب نے اسی طریقہ فرمادے کے وقت ان کو اسی نام سے باد فرمایا۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لیستے تھے:

(۱۴۲) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ إِذَا أَعْرَقَ مَسْبِيلٍ بِاصْطِبَاجَةٍ عَلَى شِرْقِهِ الْأَيْمَنِ وَ

إِذَا أَعْرَقَ مَسْبِيلَ الصَّبْرِيجِ نَصَبَ بِذِرَاعَةِ وَوَضَعَهُ رَأْسَهُ

عَلَى كَيْفَيَةٍ

رواہ فی شد ۱۳ السنہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا مسیول اور مستور تھا کہ (تصویر) جب اسپتات میں پڑا تو کرنے تو اپنی

کروٹ پر آدم فرماتے، اور جب صحیح سے کچھ پھٹل پڑا تو کرنے تو اپنی کالائی کھڑی کرنے

اور سب سارا ک رینی تھیں پر رکھ کر کوہ آدم لے لیتے۔ (ابن حجر العسقلانی)

(تشریح) اب ہر ب عام طور سے رات کے لئے شروع کرتے، وقت میں مفرکرتے تھے، پھر اگر سفر سویں سر شام شروع کرتے تو کبھی مناسب جگدا ہے وقت آرام کے لئے ارجعتے اور پڑا تو کرنے کہ رات کا کافی حصہ باقی ہوتا تھا اور سونے کا کافی موقع میں جاتا تھا۔ اور اگر سفر

و رات سے شروع کرتے تو آرام کے لئے صحیح سے کچھ پھٹل ارجعتے تھے

حضرت ابو قتادہ کی اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضور حبیب ایسے وقت اُرستے اور پڑا تو

کرتے کر رات کافی بائی ہوتی تو آپ سوتے کے لئے طینان سے داہنی گردش پر یاد جاتے تھے کہ سوتے میں آپ کا ہر یہ شہ کا مخول تھا۔ اور جب آپ رات کے بالکل آخری حصہ میں اُترتے کہ فقر کا وقت ہوتا تو آپ اپنی کھنچی شیک کے اور کلانی ٹھکری کر کے ہٹھیلی پر سربراہ رک رک کر یاد جاتے تھے، اور اس طرح گویا کامز فخر کا انتظار فرماتے تھے۔ — اس قسم کی احادیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹھے اور سونے تک کی ایکتوں کو بھی کستہ اور تمام سے محفوظ رکھ رکھتے تو پھر چایا ہے۔ امّر تعالیٰ ان کی اس نکروکاوش کا ان کو بہتر سے بہتر صلح پورتی اُرتت کی طرف سے عطا فرمائے اور ہم کو اتباع اور برور وی کی توفیق دے۔

(۱۴۵) عَنْ حَدَّىٰ رَبِيعَةَ قَاتِلَ الْمُتَّهِيِّ مَسْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَأَى الْخَدَّمَ مَهْبِجَعَةً مِنَ الْمَلَائِيلِ وَصَعَبَ يَدُهُ كَا تَحْتَ
خَلْقِهِ فَكَفَرَ بِهِ فَيَقُولُ أَلَّا إِلَهَ إِلَّا يَا سَيِّدَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةِ فَرَأَى
سَيِّدَ الْقَوْمَ إِذَا لَمْ يَعْلَمْ لِلَّهِ أَلِيَّاً فَأَخْبَرَ أَنَّهُ أَبْعَدَ مَا أَمْسَاكَ
فِي الْمَيْتِ الْمُشْوَرِ — — — دوہا المختاری

حضرت حدیفہ صنی اللہ عنہ سے روا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میون نہیں کہ جب آپ رات کو بہتر پر لیٹھے تو اپنا ہاتھ رضاہ رہا کر کے تیجے رکھیجے اور دشتر تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے۔ اللہ تعالیٰ یا سیہٹ اہمُوت وَالْحَیَاۃِ» دلکش اللہ میں تیر سے بھی نام کے ساتھ منا پہاہتا ہوں اور تیر سے بھی نام کے ساتھ بھیا پہاہتا ہوں اور پھر جب آپ بیدار ہوتے تو امّر تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے۔ «لَمْ يَعْلَمْ لِلَّهِ أَلِيَّاً فَأَخْبَرَ أَنَّهُ أَبْعَدَ مَا أَمْسَاكَ فِي الْمَيْتِ الْمُشْوَرِ» (سراری صد و سانچس اس اللہ کے لئے جس نے ایک (ایک فرج کی) موٹ دیتے کہ بعد جلا دیا اور جرنے کے بعد اسی کی طرف ہمارا اٹھنا ہو گا) — — — (صحیح بخاری)

(تشریح) دوسری روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ داہمی کروٹ پر رہنا باقہ خسارہ پسارک کے نیچے رکھ کر لیتھے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ علاوہ اُس اس حدیث میں سونے کے لئے لیٹھے کے وقت اور پھر بانگے وقت کی جس مختصرہ عاکاذ کر ہے دوسری حدیثوں میں اس کے علاوہ بھی متعدد وعائیں ان دونوں موقوں کے لئے روایت کی گئی ہیں۔ — یہ سب حدیثیں، مسلمانہ معاشرۃ الحدیث کی پانچویں جملہ میں ذیر عنوان "سو نے کے وقت کی وعائیں" درج کی جا چکی ہیں۔

— سو کے اٹھ کر سواک کا اہتمام —

(۱۴۶) عَنْ إِبْرَيْهِ عَمْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ لَا يَأْتِي مَاءً لَكُمْ وَالسَّوَافِقُ عِنْدَ دَأْسِيهِ فَلَمَّا دَأَ

رَأَيْقَظَ يَدَيْهِ أَبْرَاهِيمَ وَالسَّوَافِقُ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مஹول تھا کہ سونے کا ارادہ کرتے تو سواک اپنے سرمانے رکھ لیتے پھر جب بیدار ہوتے تو سب سے پہلے سواک کرتے۔ (اسداد حمد مدد ک حامک)

(۱۴۷) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ كَيْنِيْلَ وَلَا نَهَارٌ فَيَسْتَبَقُهُ عَنْ طَرِيقِ

السَّوَافِقَ

حضرت داڑھ صدریقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم راتیں یا وہنیں جب بھی سوتے تو اٹھ کر سواک

مزبور کرتے۔ (سنن ابن داؤد)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح بیٹھتے تھے اور کس طرح بیٹھنے کی
ہدایت فرماتے تھے : —

(۱۴۸) عَنْ إِبْرَهِيمَ عُمَرَ قَالَ دَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتَلُ الْكَفَرَةَ فَعَشَّ بِهَا
بِيَكْرِيَةَ دُوَاهِ الْعَادِيَةِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان فرماتے ہیں کہ:-

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صحن میں احتیا کے طور پر
(عن گوٹ مارے) بیٹھا دیکھا ہے — (سمیح بن حارثی)

(قرآن تحریک) احتیا بیٹھنے کا ایک خاص طریقہ ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں
سرینیں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین پر ہوں اور دونوں رانوں کھڑے ہوں اور ان کو
دو توں ہاتھوں کے ٹھقہ میں لے لیا جائے، یہ اپنی تفکر اور اصحاب مسکن کے بیٹھنے کا
طریقہ ہے، اس کو مندرجہ میں گوٹ مارے بیٹھنا بھی کہتے ہیں۔ روایات سے مسلم
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس طرح بیٹھتے تھے۔

(۱۴۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ كَانَ أَنْتَعِنُ حَبْلَ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَمَّ الْفَجْرَ قَرِيبَهُ فِي بَجْلِيَسِهِ حَتَّى
تَظْلِمَ الشَّمْسَ حَسَنًا

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ میول تھا کہ فجر کی نماز سے قادر ہونے کے بعد اپنی اسی چلگری
بچادر تو بیٹھنے رہتے تھے، یہاں تک کہ آنفاب اچھی طرح نکل آتا تھا۔

(سنن ابن داود)

(تشریح) اس حدیث سے حلوم ہوا کہ امام حسن علیہ السلام اجنبی کی شکل کے علاوہ چهار زانوں پر بیٹھتے تھے۔ اور حدیث کے روایی جابر بن سعید کے بیان کے مطابق فقر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب کے بعد تک (گویا اشراق تک) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف یا اپنے جگہ پر چار زانوں پر بیٹھ رہتے تھے۔

مجلس میں نیوالے کو چاہئے کہ مجلس کے کنارے ہی بیٹھ جائے: —

(۲۶۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سُعْدٍ قَالَ كُنَّا إِذَا أَكْتَبْنَا التَّكْبِيَّةَ
حَتَّى أَذْلَلَهُ عَلَيْنَا وَسَلَّمَ مَحَلْسَنَ أَحَدَنَا حَيْثُ يَنْتَهِيُ.
— رواه ابو داود

حضرت جابر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگون کا (یعنی)
صحابہ کا، بیرونیہ اور وتحدا تھا کہ جب ہم یہ گولی خوار کی طرز سے آتا تو (عاصم) مجلس
کے دریان سے گزر کے اگے جانے کی کوشش نہ ہو کرتا تھا بلکہ، کنارے ہی بیٹھ
جا یا اکرتا تھا۔ (سنن البی峒)

(تشریح) رسول حدیث ہیں یہ بات سلام اور مقدار ہو یعنی ہے کہ کسی عجائب کا یہ بیان کرو کر
حضور کے زمانہ میں آپ کے صحابہ ایسا کیا کرتے تھے اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کا ہمیں
آپ کی مرضی کے مطابق اور آپ ہمیں کی تعلیم و تربیت کا تبادلہ تھا۔ اس پڑائی
اس حدیث کا مطلب اور دلایا یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ادب
سکھایا تھا کہ مجلس سے قائم ہو اور کوئی آدمی بعد میں آئے تو وہ مجلس کے کنارے پر
بجان جگہ پائے وہیں بیٹھ جائے۔ یا صاحب مجلس کو حق ہے کہ کسی حضور
یا کسی صاحبتو کے پیش نظر اُس کو آگے بلالے۔

اُنہ کے پیچ میں آ کر بیٹھو جانا سخت ممنوع ہے:-

(۱۴۱) عَنْ حَنْبَلَةَ مَأْعُونَ عَلَى إِسْرَارِهِ حَمَّامَيْلِ

حَمَّامَيْلِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَعْدَةِ شَهْرِ الْعَدَدِ.

دوہا التومن تیواہودا وہ

حَنْبَلَةَ حَنْبَلَةَ مَأْعُونَ عَلَى إِسْرَارِهِ وَسَلَّمَ

لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْمِيلُهُ اسْتَحْفَتَ قَوْدِيَا، پھر جو پیچ صلقہ میں بیٹھو جائے۔

(زبانِ ترمذی و مسن ابی داؤد)

(تشریف) : رَبِّنَتْهُ اس حدیث کی کوئی توجیہیں کی جیں :- ایک بُر کام اشتر کی بندگی سلفہ بناء پڑھیں ایک شکری را بخیریز اور وہ بُسکے نا آشنا آدمی لوگوں کے اوپر سے پھینا گے کی حلقہ کے پیچ میں، اگر بیٹھو جاتا ہے، بلکہ شرید سخت پُر ماہِ حرکت ہے، دوسرے ایسا آدمی لوگوں کی لفحت کا سبق ہے — دوسری توجیہیں کی گئی ہے کہ الشرک بیکھرندے سے حلقہ بناء پڑھیں اور برائیک دوسرے سے مواجه ہیں اسنا سامنا ہے، ایک آدمی اگر اس طرزِ حلقہ کے پیچ میں بیٹھو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کا بروجہد ہائی نہیں تباہ ظاہر ہے کہ یہ بھی بہت بیوہ وہ حرکت ہے — تیسرا توجیہیں کی گئی ہے کہ اس کو دسخمرے مراہیں جو لوگوں کے پیچ میں اُن کو ہنسانے کے لئے بیٹھو جاتے ہیں اور یہی ان کا شغل ہوتا ہے۔ واثق اعلم۔

متفرق ہو کر بیٹھنے کی ممانعت :-

(۱۴۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاتَ حَمَّامَيْلَ جَمِلُوْمَ فَقَالَ

صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ اذَا کُنْتُ عِزِیْزًا رواه ابو داود

حضرت جابر بن عبد الله سے روایت ہے کہ میک، فهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قشریعت لائے، و رسم ایمان تحریق ایک ایک (ذکر و نہیں بنانے) بیٹھے تھے تو آپ۔ نبیر را یاد کیا ہو گیا ہے کہ میں نہیں ادا کر سکتا۔

(حسن ری و اود)

(ترشیح) کسی جزو پر اظہار نہیں کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ کہا جائے ہے۔
”یہری آنکھیں یہ کیا دیکھ رہی ہیں“ یعنی جو کچوری کی وجہ میں آ رہا ہے وہ نہیں بینا جائے
اوہ نظر نہ کہا جا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صیاحہ کا مکون دکھا
کہ وہ ایک ایک ٹکڑا بھون کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس پر اپنی اپنی حیرت کا انداز
فرما کر تنبیہہ فرمائی اور بتایا کہ بجائے اس طرح ایک ایک بیٹھنے کے سب مل کر قریب
سے بیٹھو۔ بعض دوسرا حصہ نہیں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس نہیں اپنی
تحریق اور لشکت کا اثر دبوں پر پڑتا ہے اور مل کر ساتھ بیٹھنے سے قلب بھی جوڑا اور
توافق پیدا ہوتا ہے۔

**اس طرح نہ بیٹھا جائے کہ جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ
سایلے میں :**

(۳۴۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْقِبْلَةِ فَقَلَصَ
عَنْهُ النِّطَلُ فَهَمَّ أَرْبَعَهُمْ فِي الشَّمْسِ وَ يَعْصِمُهُ
فِي الظَّلَمِ فَلِمَّا قَدِمُوا رواه ابو داود

حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میہرہ علمت فرمایا:- جب تمہیں کے کوئی ساید کا بجھ میں بیٹھا ہو پھر اُس پرستے صاحب
ہوت جائے اور پھر اُس کے جسم کا کچھ حصہ صوب میں اور کچھ سائبے میں بوجائے
تو اُس کے پاہے کہ وہ اُس جگہ سے اٹھ جائے ۔ ————— (سن ایں داؤد)

(تشریح) ماہرین نے بتایا ہے کہ اس طرح بیٹھنا یا لیٹنا کہ جسم کا کچھ حصہ صوب
میں اور کچھ ساید میں موجودی لحاظ سے محض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکایت
نالیٹا ہے، لئے فرمائی ہوگی۔ واللہ عالم۔

————— بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ —————

مجلس میں گفتگو ہنسی و مرح، چھینک اور جھٹائی وغیرہ کے بارے میں ہدایات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنست کو اس بارے میں بھی واضح ہدایات دی ہیں کہ بات چیت میں کس باتوں کا لحاظ کھا جائے اور طلاق و مرح اور کسی بات پر نہ سنبھل کر اور جھٹائی آئندے کے جیسے موقوں پر کیا اور تباہی کیا جائے۔ اس سلسلہ کی آپ کی ہدایات و تعلیمات کی روح یہ ہے کہ بندہ اپنے فطری اور معاشرتی تقاضوں کو وقار اور نسبو صورتی کے ساتھ پورا کرے، لیکن ہر حال میں اللہ کو اور اس کے مددگار پری بندگی کی نسبت کو اور اُس کے احکام اور اپنے عمل اور زندگی کے اخروی انجام کے پیش نظر رکھے۔

زبان کے استعمال اور بات چیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا کافی حصہ اسی سلسلہ معارف الحدیث کی دوسری جلد (کتاب الأخلاق) میں درج ہو چکا ہے۔ سچ ہو رجھوت، شیرین کلامی اور بدزبانی، چیل خوری غب بولی، یا وہ گلی اخربت اور بہتان وغیرہ کے متعلق احادیث وہاں گزر چکی ہیں، اسے گفتگو اور زبان کے استعمال کے سلسلہ میں چند باتی صفاتیں کی جدیں ہی یہاں درج کی جو اپنے

بے ضرورت، بات کو لمبا نہ کیا جائے :

(۱۴۳) عَنْ عَمِيرٍ وَيْنَ النَّاصِحِ أَرْسَلَهُ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ
يَجْعَلُ فَأَكْثِرُ الْفَوْلَ يَقَالُ عَمِيرٌ وَلَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ
لِكَانَ خَيْرًا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْقَالَ أُوسَدَتْ أَنَّ الْمَحْوَرَ فِي الْفَوْلِ
قَوْلَ أَجْعَدَ إِذْ هُوَ خَيْرٌ — — — — — سعادہ ابو داؤد

حضرت عمر بن العاص (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت ہے کہ ایک دن حبکہ دیکھ
شخص نے ران کی بڑی اگریں (کھڑے ہو کر) و غذہ تقدیر کے طور پر بات کی اور جو
بھی بات کی تو اپ نے فرمایا کہ:- اگری شخص بات مختصر کرتا تو اس کے لئے زیادہ
بہتر ہوتا۔ — — — میں نے رہوں اشتر صیلہ اشتر علیدہ وسلم سے مناہے اپ نے
ہوش دھرمیا کہ:- میں یہ مناسب بھتا ہوں۔ — — — یا اکپ نے فرمایا کہ:-
بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں کیوں نہ
بات میں اختصار ہی بہتر ہوتا ہے۔ — — — (سنن الباقیہ)

(اشتر صیلہ) ابھرہ شاہد ہے کہ جدت بھی بات سے سنتے والے اکٹ جاتے ہیں، اور وہ کیجا ہے کہ
یعنی دو قات سی تقدیر و غذہ سے سامعین شروع میں بہت اچھا اثر لیتے ہیں لیکن جب
بات حدست زیادہ بھی ہو جاتی ہے تو لوگ اکٹا جاتے ہیں اور وہ اثر بھی زائل ہو جاتا ہے۔
منہ سے سکلنے والی کوئی بات وسیلہ فوز و فلاح بھی ہو سکتی ہے اور
موہبہ ہلاکت بھی : — — —

(۱۴۴) عَنْ دِكَالِ بْنِ الْحَمَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَبَّرُ بِالْحَكْمَةِ
مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مِنْ لَغْهَا يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا
رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَبَّرُ بِالْحَكْمَةِ
بِالْحَكْمَةِ مِنَ النَّسْرِ مَا يَعْلَمُ مِنْ لَغْهَا يَكْتُبُ اللَّهُ
بِهَا عَذَابَهُ تَحْكِيمَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ — دعاۃ
فی شرح انسنة دردی مالک والترمذی وابن ماجہ تجوہ۔

بنوں بن اکھارہ بنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے «رشاد فرمایا کہ:- آئن کی زبان کے کچھی خیر اور بھلانی کی کوئی ایسی
بنت مکل باتی ہے جس کی پری بی برکت، و قدر، قیمت و فتوح بھی نہیں جانتا اگر
اللہ تعالیٰ اسی ایک بات کی وجہ سے اپنے حضور مسیح افسوس کرنے کے لئے اُس بندو
کے داسطہ اپنی رضا طے فرمادیتا ہے۔ وہ (اسی طرح) کبھی آدمی کی زبان سے شر
کی کوئی ایسی بات مکل باتی ہے جس کی برائی اور خطرناکی صدر و خود بھی نہیں جانتا
گمراہ اللہ تعالیٰ اسی بات کی وجہ سے اس آدمی پر آفرست کی پیشی آک کے لئے اپنی
نارِ حسینی اور اپنے غصب کا فیصلہ فرمادیتا ہے۔ (شرح اسنہ البقوی)

(ادر ایسی ہی حدیث، امام مالک نے بوٹا میں، اور امام ترمذی نے اپنا

باقی میں اور طیبی ماجنے اپنی سعنی میں روایت کی ہے) —

(تشریح) حدیث کا معنی وحدت ایسا ہے کہ بندے کو چاہئے کہ اللہ اور آخرين کے
انجام سے فافل دیجے پڑوا ہو کر باتیں نہ کرے، منہ سے نکلنے والی بات ایسی بھی پرسکنی ہے
جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی خاص رضا و رحمت کا حق بنا دے اور (خدا بناہ میں بھٹکے)
ایسی بھی پرسکنی ہے جو اس کو رضا و رحمت، آسمی سے محروم کر کے جنم میں پوچھا دے۔

کسی کی تعریف کرنے میں بھی احتیاط سے کام لیا جائے ۔

کسی کی تعریف کرنا دراصل اُس کے حق میں ایک شہادت اور گواہی ہے جو ہر ہی
زمرداری کی بات ہے اور اس سے اس کا بھی خطرہ ہے کہ اُس کو اُسی میں اعجائب نفس اور
خوبصورتی پیدا ہو جائے اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت
احتیاط کی تاکید فرمائی ہے ۔ اس سے ہے کہ اس تعلیم و ہدایت سے فی رہاثا
پھر سے وینی حلقوں میں بھی طریقے پرداں اور قی جا رہی ہے ۔ نعمود بالله من شهدانا فستا ۔

(۱۴) عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلٌ عَلَى رَجْلِ
عِنْدَ الْقِرْبَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيَا أَيُّهَا
كَلْمَعَتْ كُلُّنُقْ أَيْحَى إِنَّمَّا كَانَ مِنْ كُلُّ
مَا هُوَ حَالٌ بِهِ حَالَةٌ فَلَيَقُولُ أَخْرِبُ فُلَّا تَأْوِلُ اللَّهُ حِيمَةً
إِنْ كَانَ يَرْتَدِي آنَّهُ كَلَّا إِلَّا فَلَّا يُرْكِي عَلَى النَّوَاحِدِ
رَوَاهُ البَغْوَانِي وَمُسْلِمٌ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے ایک صاحب نے ایک دوسرے صاحب کی تعریف کی (اوہ اس تعریف
میں پر وحیاط کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے وپسے اس بھائی کی (اس طرح)
تعریف کر کے اگر وہ کاٹ دیں ایسی ایسا کام کیا جس سے وہ بلاک ہو جائے ۔
یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی ۔ اس کے بعد فرمایا (اچھوں تمہیں سے
کسی بھائی کی تعریف کرنا ضروری ہی) سچے احوال اس کو اس تعریف و درج کا حق بچے
تو یوں کئے کہ میر خالد بھائی کے بارے میں ہم اگر ان کو اکتوبر ناول میری کر سکے
باہمے میں پورا ہے (اوہ اس کا اس اب کرنے والا اشتراکی ہے) اسی کو حقیقت کے

پوچھا مسلم ہے) اور اس اذکر کے خدا برکتی کی پاکیزگی کا حکم لکھئے (بیجا کسی کے حق
یعنی ایک بات نہ کئے کہ جو باشیر اور فیض اور حداقت پاک اور سعدس سیدہ ریکو نہیں
خدا بر حکم لکھائے اور کسی کا بستہ کو اس کا حق نہیں ہے)

(بیجا بخاہی کا درجہ مسلم)

(۴۷۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَتَاهُ اللَّهُ مَسْكُونَةً قَالَ قَاتِلَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَانَتْهُ أَمْتَانَ أَحَدٍ فَإِنَّمَا يَحْتَاجُ إِلَى
ذُجُّوْهُ وَهُمْ لِلْأَنْوَابِ۔

حضرت عکواد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میر کسل نے فرمایا جب تم "تو ایں" رہتے رہا تو پھر کرنے والوں کو
ذبح کرو ان کے سفر پر نماک ڈال دو۔ (بیجا مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں "تو ایں" سے فرمایا ہے لاؤ کہ میر اور پیش جو لوگوں کی خوشاب
اور چاپوں کی لئے اور پیشہ درانہ طور پر ان کی مبالغہ میں تو پھریں اور ان کی قصیدہ خوبی
کیا کرتے ہیں، اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب ایسے لوگوں سے سابقہ پڑے
اور وہ تھارے سخن پر تھالدی مبالغہ آئی تو پھریں کریں تو ان کے سخن پر خاک ڈال دو
اٹک کا طلب یہ سمجھ دیا جائی کیا گیا ہے کہ انہلار نہ فٹکی کے طور پر ان کے سخن پر
حقیقتہ خاک ڈال دو، دوسرا طلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہیں کسی قسم کا انعام و اکرام
پکھنے دو گویا سخن پر خاک ڈالنے کا طلب انہیں پکھنے فرمیا اور مجھہ و نامزادوں پس کر دینا
ہے، اور بلاشبہ یہ بھی ایک نجادہ ہے۔ تیسرا طلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان
درجن سے کم در کر تھارے سخن میں خاک بیکویا یہ کہنا ہی ان کے سخن میں خاک ڈالنا
ہے۔ حدیث کے روایت حضرت عکواد بن الاسود سے مردی ہے کہ ایک فوج
ایک آدمی نے ان کی موجودگی میں حضرت شہان رضی اللہ عنہ کے سامنے انکی تعریف کا تو

خود نے اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سنی ترسیم میں آنکھ کے اس عین کے سفر پر بھجوکہ ماری۔ زمانہ بعد کے بعض اکابر سے بھی اسی درج کے واقعات مروی ہیں۔ وہ صحابہ کے کاگز بھی نیت اور کسی رسمی صلح سے کسی بہترہ خدمت کی بھی تعریف اس کے ساتھ رہا اس کے پیچھے کی جائے اور اس کا فخرہ نہ ہو کہ وہ انجام دیں اور اپنے پائے میں کسی خطا شرمی خوش فہمی میں بدلنا ہو جائے گا تو اسی تعریف کی مالحق نہیں ہے بلکہ اخذ اللہ وہ بھی نیت کے مطابق ہے اس پر جزو و ثواب کا سختی ہو گا اخود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی اور بعض صحابہ کرام نے بھی، دو ستر صحابیوں کی جو روح و تعریف کبھی کی ہے وہ اسی قبول ہے ہے ہے۔

شمسہ و سخن ۔

کوچھ روں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد بارک میں اور اس سے پہلے بھی شعروہ زرعی عامہ تھی اور شاذ و نادر بھی ایسے لوگ تھے جو اس کا ذوق نہ سکھنے ہوں لیکن خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بالکل نہ سبست نہ تھی بلکہ قائد مجید سے حکم ہوتا ہے کہ شیفت النبی نے عاصی محکم کے تحت آپ کو اس سے بالکل محظوظ رکھا۔ سورہ قصہ میں فرمایا گیا ہے۔

وَسَأَلَهُمْ أَنَّهُمْ لَا يَقْعُدُونَ
لَا شُوَّهٌ يَرَوْنَ وَلَا شُوَّهٌ يَأْتِيُونَ
لَا يَنْتَهُنَّ إِلَّا مَنْ يَرَى
لَا يَنْتَهُنَّ إِلَّا مَنْ يَرَى

(تفسیر علی، ۲۷-۲۸)

حلادہ اور جس نسبت کی شعروہ زرعی کا وہی عامہ رواج تھا اور بہتر جس سریت کو کودار کے ہو۔ قرآن مجید میں اس کی ذمتوں کی بھی ہے۔ اور اس اور اگر اسے۔

وَالشَّعْرُونَ يَتَبَعِهُمُ الْقَاعُونَ۔
وَهُوَ الْمَنْزُونُ كَمَا هُوَ بَعْدَهُمْ۔
أَمَّا تَرَاهُمْ فِي كُلِّ كَاذِبٍ
أَوْ بِكُلِّ لَوْسِ بَهَائِلِ كَيْفَ يَدْعُونَ؟
كَيْفَ يَمْنُونَ وَرَاهُمْ يَغْنُونَ؟
يَسْعَى كُلُّهُمْ بِرِبِّهِمْ وَرَاهُمْ
مِّنَ الْأَيْمَانِ قَلْمَانَ.

_____ راقضہ العارف ۴۔ کھنچے ہیں۔

بعض صحابہ نے شعروہ شاعری کے بارہ میں دو ولہ انہی میں سے التبلیغ و سلم سے دریافت کیا کہ کراوہ سلطانی قابلِ ذمۃت ہے تو اپنے فرمایا کہ اس اسیں سے بلکہ الگ خواہ کھونک
اچھا ہے تو وہ اچھا ہے اور اگر بُرا ہے تو وہ بُرا ہے۔ بعض موئیون پر بُرا ہے
یہ بھی ارشاد فرمایا۔ بعض شاعروں کو رُوئے جنکا دہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کی تینہ
دریستیں ذریں میں کہ رُوئے۔

(۱۶۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دُخَلَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُسْلَمَ الشَّعْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُوَ كَلَامٌ فَحَسِنْهُ حَسَنٌ وَّ فَلَمَّا قَرَأَهُ قَبَسَحَ — رواه الدارقطنی

وروى الشافعى عن عذرقة مرسلاً

حضرت عائشہ صدیقہ زوجی امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ رسول انہی میں سے اسی ستر
علیہ وسلم کے سامنے شعر کہا جائے میں وہ کرایا تو اپنے فرمایا کہ شعر بھی
کلام ہے اس میں جو اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہے۔
سنن دارقطنی

[ابن امام شافعی نے اسی حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ کے بعد مجھے حضرت

عروی سے رسم اور طبیعت کیا ہے۔]

(۱۶۸) عَنْ أَبِي ذِئْنَةِ كَعْبَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَسْكُمْ رَأَى مِنْ الْيَقْرَبِ حِكْمَةً — روایہ البخاری

حضرت ابو بن کعب رضی اللہ عنہ اور عزت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شہر اپنے خپلوں کے لئے اس سے (برابر حکومت پرستے ہیں)۔
(صحیح البخاری)

رَأَى هُنْزُرٌ عَنْ أَنِي هُنْزُرٌ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَّى حِكْمَةً قَالَهَا الشَّاعِرُ مُسْكُمْ رَأَى مِنْ الْيَقْرَبِ حِكْمَةً إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا حَلَّ اللَّهُ تَعَظِّلُ — روایہ البخاری مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے زیادہ پچھا اسے جو کسی شاعر نے کہا ہے وہ بیوی بن مجید شاونک پر بات زیجی (بھرنے) ہے۔ «إِلَّا حَكَلٌ مُثَيِّثٌ مَا حَلَّ اللَّهُ تَعَظِّلُ»
یا عاطل؟ (اگاہی یو کہ افسوس کے سوا ہر پیسز نافی ہے)

(صحیح البخاری و صحیح مسلم)

(شرح) یہ بیوی زادہ جاہلیت کا شعور و معمول شاعری، لیکن اس کی شاعری اُس زمانہ میں بھی خدا پرستی اور پاکیزہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مصروع «إِلَّا حَكَلٌ مُثَيِّثٌ مَا حَلَّ اللَّهُ تَعَظِّلُ» کو شعر کی دُنیا کا سب سے عجالہ «اس لئے فرمایا کہ یہ قرآن مجید کے ارشاد کے بالکل ممکن ہے۔ حکل مثیث مانیجہ لکھا جائے۔ اس کے ساتھ کا دوسرا صورت یہ ہے «إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا حَلَّ اللَّهُ تَعَظِّلُ» ایشیں۔ زیجی یہاں کی ہر فرمودش ایک دن ختم ہو جانے والی ہے۔

یہ شعر بیوی کے جس فصیدہ کا ہے وہ انہوں نے اپنے دو رجاہلیت ہی میں کہا، بعد اذن تعالیٰ نے نبی ملیٰ اسلام کی توفیقی عطا فرمائی۔ روایات میں ہے کہ ملا جوں کریمؑ کے بعد شعرو شاونک کا مشغول راں کل چھوڑ دیا اور کہا کہ کرتے تھے کہ

تین شخصیتیں اپنے کافی سے کافی ہے) اللہ تعالیٰ نے بہت طویل عمر میں عطا فرمائی۔ حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق حضرت عُثْمَان رضی اللہ عنہ کے زادِ خلافت میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی گئی تھی اپنے عمر دار مذہب۔

(۱۸۱) عَنْ عَمِيرِوْنَ الشَّجَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَرِهُ مُؤْمِنُوْنَ
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هُنَّ مُعْلَمُوْنَ مُشَفِّرُوْنَ
أَمْسَكَهُ شِنَالُ شَشِيقٍ وَقُلْمَتْ نَصَمَ، قَالَ هِبَتِهِ قَاتِلُهُ
بَيْسَ اَفْعَالَ رَهِيْهِ كَشَمَ اَسْكَدَ تَهْ بَعْثَ اَفْعَالَ هَمِيْهِ شَكَرَ اَشْكَدَهُ
بِسَائِلَةَ بَعْيَتْ — (روایہ مسلم در ردیف روایۃ

لَقْدْ كَادَ يَمْكُثُ فِي رَشْعِرْ)

گروہ شری یا پنچ والوں میں کوئی کوئی کامے دوایت کرتے ہیں کہ اسکی ایک، دو، سیز ماں رسول اپنے سچھے اپنے عذر بردار و مسلم کے نیچے آپ، جو کہ سهلی پر سلسلہ تھا، آپ نے بھروسے ارشاد فرمایا کیا تھیں، ابتدیہ بن الحفل کے کچھ شعر سچھا بلد پڑی، میں نے عرض کیا کہ اسی داد میں، آپ نے فرمایا اسناو، تو میں نے ایک اور دیت سنایا، آپ نے بیسہ، آپ کو سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، میں نے ایک اور دیت سنایا، آپ نے پھر فرمایا اور سناؤ، تو میں نے تحریرت بنائی راہ، یا کہ دعا یات میں یا اخاذ سے کہ کوئی نے ارشاد فرمیا کہ، امیرہ اپنے ارشاد میں اسلام سے بہت قرب پوچھا تھا،

(رجح مسلم)

(قریح) امیرہ بی بنت فتحی میں جاہلی خاور تھا ایک بھائی اس کی شہری خواہ برخواہ تھی،

ایک لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوا ہے اس کے اعشار سے دل چپی تھی اور آپ نے اس کے بارہ میں فرمایا، "لقد کاذب میں لامبی شعر ہے۔" رجس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (یعنی شاعری میں) اسلام سے بہت قریب ہے اس کا اعشار کو کہا ایک دوسری حوریث میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ امیر بن افلک کے اشعار سے کہ فرمایا، "امن لی شعر ہے وَ حَفْرَ قَلْبَهُ" (اس کی شاعری مسلمان ہو گئی) اور اس کا قلب کافر ہے۔ امیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور دین کی دعوت بھی پہنچی مگر ایمان کی توفیق نہیں ہوئی۔

ظہرا فت و مزاج -

ظرف و مزاج بھی انسانی ذہن کی خصوصی ہے اور جس مزاج اس کا صدر سے متجاوزہ ہونا ایسا ہو مذہر ہے اسی طرح آدمی کا اس سے بالکل خالی ہونا بھی ایک شخص ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی مدد پایا اور مقدس شخصیت کی طرف سے بھوتی اور سموتی حیثیت کے کسی آدمی کے ساتھ لطیف ظرافت و مزاج کا برنا ہو تو اس کے لئے ایسی مشترک اور مستعار افرادی کا باعث ہوتا ہے جو کسی دوست طرف سے حاصل نہیں کی جائیگی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بھی بھی اپنے جان شاروں اور بیان از مندوں سے مزاج فرماتے تھے اور یہ ان کے ساتھ آپ کی مخلوقت لذت بخش شفقت ہوتی تھی، لیکن آپ کا مزاج بھی معاشر لطیف اور حکیماً ہوتا تھا۔

رَاهُهُ إِلَّا عَنْ أَيِّ هُرَيْرَةٍ كَالَّا قَاتُلُوا إِيمَانَهُ سَوْلَ اللَّهِ إِنَّا لَكُمْ قُلْمَانَهُ

قال رَبِّي لَا أَقْنَلِ إِلَكَ حَتْفًا — (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض طلباء نے حضور سے
خون کیا کہ یا ہوں اپنے آپ ہم سے مراجع فرمائے ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ
میں وہ راست سر لھی جو ہی کہتا ہوں ایسی اسرار کوئی بات غلط اور باطل نہیں
بوق). — (جماعۃ الرؤیا)

(۱۸۳) عَنْ أَشْرِقِ أَنْهَىٰ رَجُلًا إِنْتَخَبْتَهُ لِرَمْلَةٍ مَصْلَحَةَ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي حَامِلُكَ عَلَىٰ وَلِدَنَاقِهِ فَقَالَ
سَا أَخْسِنْتُ يَوْلِدَ النَّاقَةِ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهَلْ لِيَدِي إِلَيْهِ فَقَالَ إِلَيْكَ الْأَثْوَقُ.

رواہ الترمذی) دا بوجادا دا

حضرت اس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دہول اندر سے
الترمذی دلم سے سواری کے لئے اونٹ رانگا تو آپ نے ارشاد فرمایا، ان
میں تھے کوئی سواری کے لئے ایک اوٹھی کا پچھہ دوں گا۔ — اس شخص
سے عرفی کیا کہ اس اوٹھی کے پچھے کا کیا کروں گا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
اوٹھی کا پچھہ ہوئے تو پہنچے جو حق ہے۔ — (ایمنی ہر اونٹ کسی
اوٹھی کا پچھہ ہوئے تو پہنچے جو حق ہے ایسا ہے کہ اوٹھی کا پچھہ ہی ہو گا).

جماعۃ الرؤیا، سنن البی و اور دا

(۱۸۴) عَنْ أَشْرِقِ أَنْهَىٰ الشَّيْخِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لِلَّهِ مِنْ أَيْمَانِكُمْ مَنْ جُوَزَ إِلَيْهِ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِخَوْفِهِ فَقَالَتْ
وَمَا الْخَوْفُ؟ وَقَالَ أَنْ تُنْظَرَ إِلَيْهِ الْقُرْآنَ كَمَا نَقَالَ لَهَا أَمَا هَذِهِ
الْقُرْآنَ إِنَّمَا أَسْنَدَهُ إِلَيْكُمْ لِجَنَاحِهِ أَهْرَقَ إِلَيْكُمْ

رواہ البخاری

حضرت انس رضي اللہ عنہ روزیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک دوستی حمدت سے فرمایا کہ کوئی بڑھنا جنت میں نہیں جائے گی: اس
ریت پر کارکارا نہ ہوں یا کوئی انہیں (یعنی دوستی حمدت) کیا ایسی ہاتھے ہے جس کا وہ
سچا، جنت میں نہیں جائیں گی؛ وہ دوستی حمدت اُن خواہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ، علمتے فرمایا کہ تم تراں میں ہے آیت عیسیٰ پرہیز مکمل ہو۔ ایسا انسان اُنا
خوش انشاء نہ بھولنا گھق ایسے حتماً: (جس کا حلب ہے کہ جتنے
کی خود روک کر، ہم نے سرے سے خود کا کریں گے) اور ایک کو خیر وہ شیر اُس بنا پری

(مندرجہ ذیل)

(تشریح) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ دونوں حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے طبقہ مراتب کی مثالیں ہیں۔ بعض حدیثیں میں مزاج کی مانعوت بھی دارد
ہوئی ہے لیکن انہیں حدیثیں میں اس کا قریبہ موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا خواہی حسن اس بارہ میں مندرجہ جو بالا حدیثیں سے معلوم ہوا وہ بھی اس کا قریبہ
بلکہ اس کی وجہ دلیل ہے کہ مانعوت اسی مزاج کی فرائی بھی ہے جو دوسرے آدمی کے
لئے بگواری اور اذیت کا احتیث ہو۔

(رد) عَنْ أَنَّى عَبْدَاللهِ التَّمِيمِ حَصَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنَّ الْأَنْسَارَ أَعْتَاقَ وَكَانُوا زَاهِدَةً فَلَا تَعْدِهَا تَنْعِيلَ الْفَقِيرَةِ

من دراہ المترصدی

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ انس رضی اللہ عنہ اسی مزاج سے روزیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر کسلم نے اساد فرمایا کہ اپنے بھائی سے مگر انہیں کو دلخواہی سے مزاج
(یعنی خداوند) نہ کرو اور انہی سے اساد مدد نہ کرو جس کا تمہارا مدعہ خلافی کرو۔

(حاشیۃ ترمذی)

(تشریح) جس کا اور عرض کیا گیا اس حدیث میں مزاح کی مانع جس سبق و سابق میں لکھی گئی ہے اس سے یہ صفات ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ اسی مزاح کی مانع ہے جو ناگواری اور اذیت کا باعث ہے۔

صحیح و تفسیر (ہنسنا اور مسکراانا)

ہنسی کے موقع پر جنما اسکرانا بھی انسانی ظہیرہ کا تقاضا ہے اور اس میں قطعاً کوئی خیر نہیں ہے کہ ادھی کے بول پر کبھی مسکراہرست بھی نہ آئے اور وہ بیکشہ تقبیٹاً قلع طریقہ رہا۔ یہاں بارہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اپنے افراد کے بندوں اور اپنے تخلصوں سے بکریہ مسکرا کر لئے کی تھی اظاہر ہے کہ حضور کا یہ روتی اور برداشت اُن لوگوں کے لئے کبھی قلبی درد یا انی رست کا باعث ہوتا ہو گا اور اس کی وجہ سے اُن کے خلاص و نجات میں کمی ترقی ہوئی ہوگی۔ اس اسلام میں مندرجہ ذیل حسنہ حدیثیں یہ ہیں۔

(۱۷۶) سَمِّنْ حَبْرَ بَرِّ قَالَ مَا حَجَبَتِي الْمَسْكُونُ حَتَّى أَلْتَهَهُ
عَلَيْهِ وَأَسْكَنْتُهُ أَنْسَلَخْتُهُ وَلَأَرْلَمَنِي إِلَّا تَبَشَّرَتْ

روایت البخاری و مسلم

حضرت جریر بن عبد اللہ رحمہ اللہ علیہ رحمۃ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب سے مجھے اسلام نصیب ہوا کبھی ایسا خیال ہوا کہ رسول اپنے مسکرا کر طریقہ دلیل نہ مجھے (خدامت میں) حاضری سے درکا ہوا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو آپ نے تفسیر فرمایا کہیں مسکرا کر لے۔ (رسیج بخاری و مسلم)

(تشریح) مَا حَجَبَتِي الْمَسْكُونُ حَتَّى أَلْتَهَهُ وَأَسْكَنْتُهُ أَنْسَلَخْتُهُ وَلَأَرْلَمَنِي إِلَّا تَبَشَّرَتْ یہ کہ جب بھی میں نے حاضر خدمت ہونا پھاٹا تو آپ نے اجازت عطا فرمائی اور

شون ناقلات بخواه، ایسا کبھی نہیں جو حاکم کتب نہیں فرمایا ہو۔

(۱۹۷) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَابِرِ ثُغْرَ جَزِيرَ قَالَ مَا زَارَ أَمْتَهُ
أَهْدَأَ أَهْدَأَ تَبَثَّمَ مِنْ ذَرْمَوْلَ مَلْوَصَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رواہ الانسانی

سہرا شریح الحادیث رحمی اللہ علیہ حدایت ہے کہ یہ کوئی نہیں نہیں
الدرستہ طبریہ سلم سے زیادہ سکالنہ (اکثر) سوراخیں دیکھا۔

رجاہ (ترذیل)

(۱۹۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا زَارَ أَمْتَهُ الشَّيْقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلًا أَصَاحِبَ الْجَمِيعِ كَأَهْدَأَ أَهْدَأَ مُؤْمِنَةً لَهُوَ أَهْدَأَهُ
إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رواہ الجخاری

حضرت حافظہ مودودی رحمہ اللہ علیہ حدایت ہے (زاہی یہ کوئی نہیں نہیں
حضرت کو کبھی بولی (جس رکھنے کا تھا) ہتنا بھائیں دیکھا کہ آپ کے دیوار پر
کاموں کی حصہ خور پڑ جاتا۔ (یعنی آپ اس وحی کھل کر اور قسم کا کبھی نہیں
بنتے تھے کہ آپ کے دیکھ مبارک کا اندول حضرت خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے)

(مجھے خاندی)

روشنی کا بعض روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنئے کو محک
سے بھی کچھی کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد وہی ہنسنا ہے جو آپ کی معاشرین
تھی جسی سکریوں (بعد کبھی بھی جب بھی) کا خلیل ہے تو آپ اس طرح بھی گھوٹائے جو
کہ وہی مبارک کی قدر کھل جانا تھا، چنانچہ بعض روایات میں ہے نسبتاً حقیقی
تبدیل فوایحیہ۔ (آپ کو ایسی بھی آئی کہ انہوں کی دار حسین (تلہ بھر جو گیس)۔

(۱۹۹) عَنْهُمَا بِرِيقَ مَسْرَةَ كَلَّ مَسَارَةَ رَمْوَلَ لَفْلَهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولُ مِنْ مُصَلَّاهٍ الَّذِي يُحَمِّلُ فِيهِ الْفَطْحَ
حَتَّى يَطْلُعَ التَّفْصِينُ فَإِذَا طَلَعَتِ الْفَتْحَةُ قَاتَمَ وَسَكَانُوا
مَعْدُلَ ثُوقَتِيَّا خَدُودَ وَقَوْنَى أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَقُولُ حَكُومَ
وَيَبْشِّرُهُمْ كَلَّى إِلَهَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رواہ مسلم

حضرت جابر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا تمول تھا کفر کی نااز جس مدد پڑھتے تھے، اور بھی ہر سو نکلے وہاں
سے خوب اٹھتے تھے، پھر جب آنکاب طور پر جام کو کفر کے ہو جاتے تو اور اس
اثنا سیں (آپ کے صاحبہ زادِ جاہیض کی ایسی (بھی) کیا کرتے تو اس سے سلط
میں خوب ہنستے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سکراتے رہتے
(صحیح مسلم)

(ترشیح) اس حدیث سے جلوہ ہوا کہ صاحبہ کرام کمھی بھر نوی میں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں بھی زادِ جاہیض کی ایسی لغויות و تھفاظات کا اسی
تارکہ کیا کرتے تھے جنہوں خوب نہیں آئی تھیں۔ اور جائشِ تر زدی کی اسی حدیث کی وجہت
میں یہ اتفاق از مزیدوں میں ویتنامیں اور دنیا کی دنیا میں اس سلسلہ اگھنگوں میں مشعار
بھی پڑھے اور نہائے جاتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ ہنستے اور
اس پر تبریز فرماتے تھے۔

جو ہزار اقم سلوک و حض کرتا ہے کہ اگر اس خستہ میں اللہ علیہ وسلم اپنے امحاب کرام کے
ساتھ اس طرح کا بے تکھی کا رتا ذکر تھے تو ان حضرات سب را آپ کا ایسا اعزب چھیلا رہتا
جو اتفاق و میں رکاوٹ نہ تھا۔ حضرات مثالیٰ صوفیہ کی اصطلاح میں کہا جا سکتا ہے اور
کہ یہ حسنہ اور میں میں اللہ علیہ وسلم کا مذنوں تھا، اس کے بغیر محدود سات کی میں

ہیں، پوچھتی تھی۔
صحابہ کرام کے باہم سے ہنسانے کے انتذکر کے ساتھ جملیں العقد صحابی حضرت عبد الرحمن عتر اور ایک بُنگ تابعی بالا بن سعد کے دو بیان پڑھ لینا بھی انشا اللہ موبہ بصیرت ہوا گا۔ یہ دونوں بیان مشکلۃ المصائب میں شرح السدۃ کے حوالے سے نقل کئے گئے ہیں۔

قادر تابعی نے بیان فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن عتر حضی اللہ عنہ سے کہا نہیں
پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہنسا بھی کرتے تھے؟۔ ہنول
نے فرمایا۔

لَعْنَهُ فِي الْأَنْسَابِ فِي	الْأَنْسَابِ وَهُنَّ أَعْظَمُ مِنْ
مُرْقِبِيْنَ بِمَا يَحْكُمُونَ	مُرْقِبِيْنَ بِمَا يَحْكُمُونَ
جَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا	جَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا
عَلِمْتُ تَرْجِيْتُهُمْ	عَلِمْتُ تَرْجِيْتُهُمْ

رسنگار کا ہندا گالیسی کا سا ہنسنا ہیں پوتا تھا جو توبہ کر دتا ہے۔
اور ٹالی جو سعد کا بیان ہے۔

أَذْهَبَتْهُمْ يَكْتَفِيْدُونَ بِهِنْ	أَذْهَبَتْهُمْ يَكْتَفِيْدُونَ بِهِنْ
الْأَخْرَجُونَ وَلَيَضْطَعُنَّ بِعَضُوهُمْ	الْأَخْرَجُونَ وَلَيَضْطَعُنَّ بِعَضُوهُمْ
إِذْ أَبْخِسُ فِيَّا مَتَّعْنَاهُ كَمِيلًا وَلَيَنْكِلُ	إِذْ أَبْخِسُ فِيَّا مَتَّعْنَاهُ كَمِيلًا وَلَيَنْكِلُ
مَنْكِلًا مَنْكِلًا	مَنْكِلًا مَنْكِلًا

چھینکنے اور جہنمی پینے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ چھینکنا اور جہنمی دین بھی انسانی خطرت کے نوازدگی میں سے ہے، ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں ذیل میں لائی ہیں۔

(۱۹۰) مَنْ يَقُولُ مَعْرِفَةً فَإِنَّمَا نَسْوَلُ اللَّهَ عَلَيْهِ مَوْلَاهُ
إِذَا عَلِمْتَ أَخَدَكُمْ فَلَا تُقْرَبْنِ الْحَمْدَ لِلَّهِ وَلَا تُنْهَلْ أَخْرَقُكُمْ
أَوْصَاصَ أَجْبَاهُ بَرِّحَمَكَ اللَّهُ كَيْفَا أَفَالَ كَلَّهُ بَرِّحَمَكَ اللَّهُ
لَمْ يَقْطُنْ بِرِّهِنْ بِرِّكَمَ اللَّهُ وَلَا يَنْهِمَ بِالْكَمَ.

رواہ البخاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہئے کہ الحمد للہ ہے۔ کہ اور اس کا جو بھائی ریا کہ (اس کا جو سامنہ میں کے باش) جو وہ کہے تو بزر حمد للہ (تم پر خدا کی رحمت) اور بہبی بھائی۔ بزر حمد للہ (تم پر) رکا، حمایہ کر، کہ تو چاہئے کہ چھینکیں والوں (اس کے جواب سینک و مار کر کہ) یعنی پیکھا قفل پھینکو یا لکھم۔ (اللہ تعالیٰ علیکم ہدایت سے نوازے اور سماں میں حالات درست زیادتے) (سرگی بخاری)

(تشریح) چھینکنے کے ذریعہ اسی طوبت اور ایسے اکابر دمارغ سے بھل جاتے ہیں جو اگر دن تکلیں تو کسی تخلیف یا بیماری کا باعث بن جائیں اس لیے صحت و امندار کی حالت میں چھینک لانا کو یا اللہ تعالیٰ کا ایک ضلال ہے اس سے ہدایت زیادی گنجی کہ جس کو چھینک آئے وہ الحمد للہ ہے۔ کہ اور جو کوئی اس کے باش بودہ کے بزر حمد للہ (یعنی یہ چھینک تھا اس لئے خیر و مرکت کا ذریعہ ہے) اور پھر چھینکنے والا

اس دعا دیتے والی بھائی کو کہے تھے فدا نصیحت اللہ و نصیحت باکھنے
درانہ دل کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس علمی دیرافت نے ایک
چینک کو اشتر کی لکھی یا اور کھنکی رجھتوں کا دیلہ بنادیا۔

(۱۴۰) عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ سَمِعْتُ رَجُولًا أَلْهَهَ مُحَمَّدًا اللَّهَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَخْطَسْتَ أَحَدًا سُخْنَرَ حَمِيدَ
اللَّهُ أَنْتَ شَيْءَتْنَا فَوَانَ لَكُمْ كِعْمِدَ اللَّهُ قَلَّا أَشْيَاءُ شَوَّهَ

رواہ مسلم

حضرت ابو موسیٰ افسری رحمی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میر غفرانی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنہا آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کو چینک آئے
اور وہ کا کھنڈ لے لے کے تو تم کو پا جائے کیا اس کو پر تھنخ اللہ کر کر دعا دو اور
گروہ آجھتہ لے لے کے بیرون خدا کو یاد کرے تو تم بھی پر تھنخ اللہ۔ نہ کو
رسنی الہ ولڑر نہ کھنکی وہ جس سے وہ تھاری اس دعا دلت کا حقدار نہیں (ب)

(صحیح مسلم)

(۱۴۱) عَنْ أَنَسَىٰ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَعْتَدُ الرَّيْثَىٰ مَمْلُوكًا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّسَ أَحَدًا هُمَّا وَلَكُمْ كِتْمَتْ الْأَخْرَىٰ
فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ هَذَا وَلَكُمْ كِتْمَتْ بَيْتِنِي
قَالَ إِنَّ هَذَا أَحَبِبْدَ اللَّهَ وَلَكُمْ كِعْمِدَ اللَّهَ

رواہ البخاری و مسلم

حضرت انس رحمی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس دیلہ جسے (دو آں) کو چینک آئی تو آپ نے (یک) کو پر تھنخ لے
(لے) کر دعا دلی لاد دے کر آپ نے پر تھنخ اللہ۔ نہیں کہ تو اس

”وَمِنْهَا مَا نَهَىٰكُمْ كَمَا حَرَّتْ أَبْصَرَكُمْ إِلَىٰ رَبِيعِ الْعَدْلِ“
کہ کسے دعا کی اور بھی یہ دعا نہیں ہے۔ — آپ نے اور تجویز فرمایا، کہ اس
دعا کے بعد ”الْعَدْلُ لِلَّهِ“ کا تھا امام نے پہلی کام اس نے خود تمدنی تیر تحفہ
اللہ کا حکم نہیں کیا۔ (رجح بخاری و مسلم)

(۱۹۳) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَنْصَارِ عَنِ الشِّعْبِيِّ عَنْ عَائِدَةِ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَطْبَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ لَقَالَ لَهُ
يَرْجُوكَمَدْعَةَ اللَّهِ مَرْجُوكَعْطَسَ أَخْرَىٰ فَقَالَ الرَّجُلُ
مَرْجُوكَدْعَةٌ

رواء مسلم

”وَلَمْ يَرْجُوكَمَدْعَةَ اللَّهِ مَرْجُوكَعْطَسَ“.

حضرت سلمان الکوساری رحمی اللہ عزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیوس رئیسے ہوئے، ایک شخص کو جیزک آئی تو اپنے یقین حمد اللہ
کہ کسے ان کو دعا دی۔ ان کو دبادبہ جیزک آئی تو اپنے زیلا کو کلام میں
بتکایا۔ (رجح مسلم)

”او بیانِ آنہ کی اسی حدیث کی روایت میں ہے کہ آپ نے تیر کا دفعہ

چھٹکنے پر زیلا قاکا کا کوہ (کام ہے)۔]
(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تیر کا دکام کی وجہ سے کسی کو بہادر جیزک کے
تو اس حدیث میں ہر دفعہ یقین حمد اللہ کیا خودی ہیں۔ آگے درج ہونے
والی حدیث میں انہارہ میں نہ لائی ہوایت آہی ہے۔

(۱۹۴) عَنْ عَبْيَرِ بْنِ بُوْرَقَاعَةَ عَنِ الشِّعْبِيِّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ
وَمَسْعُورٌ قَالَ تَعْبِيَتُ الْعَالِيَسْ ثُلَاثًا كَمَا زَلَّهُ فَلَمْ يَقُلْ
شَقِيقَةٌ فَوْلَى شَيْشَتَ فَلَلَا۔ — روایت احمد و القوید

بیوں پر ناہد فتویٰ مولیٰ اثر طیہہ کلم سعدہ اور کامیابی پتے
فرما کر چینک دالے کوئی دخواست نہ تھی اور اللہ کو اور اس سے زیادہ چینکیں
آئیں تو احتیاط ہے پاہے بزرگی اللہ کو، چاہیے نہ کو۔

(رسنہ الہ وادہ، جامع ترمذی)

(۱۹۵) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْطَسَ إِلَيْهِ أَبْنَى عُمَرَ
نَعَالَ الْعَمَدِ لِلَّهِ وَالْكَلَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالَ أَبْنَى عُمَرَ
رَأَيْتَ أَنْقُولَ الْحَمْدَ فَلَمْ يَرَ الْكَلَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَلَيْسَ
هُمْ كَذَّابُونَ، عَلِمْنَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّكُمْ تَقُولُونَ الْحَمْدَ لِلَّهِ عَلَى حَكْمِنَ خَالِيِّ.

رواہ الترمذی

حضرت نافع سے، ابوداؤ، یہ کہا کہ شعبہ کا بوجعہرست عبد اللہ بن عمر کے بارے میں
یہ نہ چینکیں ہی کو انہوں نے کہا "الْعَمَدِ لِلَّهِ وَالْكَلَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ خَالِيِّ"
حضرت ابوبکر صہبیؓ کو اس بھائی کا بنا ہے "الْعَمَدِ لِلَّهِ وَالْكَلَامَ عَلَى رَسُولِ
اللهِ وَلَيْسَ رَأَيْتَ أَنْقُولَ الْحَمْدَ فَلَمْ يَرَ الْكَلَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَلَيْسَ"
اس طرح نہیں کہا جاتا، یہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیا ہے، کہ
"الْعَمَدِ لِلَّهِ عَلَى حَكْمِنَ خَالِيِّ" کا کریں۔ (رجایت ترمذی)

(ترشیح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چینک آنسے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس طرح "الْعَمَدِ لِلَّهِ وَلَيْسَ" کا تعلیم فرمایا ہے، اسی طرح "الْعَمَدِ لِلَّهِ وَلَيْسَ"
غلی حکیم حکیم ہی کی جسی تعلیم دی ہے — حضرت عبد اللہ بن عمر کے
اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہو گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاصلہ ہوتا
کہ لذذکرا ایسا کے جو غنوموں کے تعلیم فرمائے گئے اس میں اپنی طرف سے

کوئی اضافہ نہ کرنا چاہئے اگرچہ حنفی، حشمت سے یہ دعا اضافہ ممکن ہی کوئی نہ ہو،
 (۱۹۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ إِذَا أَعْطَسَ شَيْئًا وَجْهَتُهُ بِمِنْدَبٍ أَذْكَرْتُهُ وَغَضَّ بِهَا
 حَنْوَةً

(رواہ الفرمذی وابو داود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو جب چینیک آئی تھی تو اپنے اتفاقاً کہرا کر سے سے جسم
 پر ادا کر کر لیتے تھے اور اس کی آواز کو باستیتے تھے۔

رجاء غریبی، سنہ ابی داؤد

(ترشیح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چینیک آئنے کے وقت کے اکابر میں کوئی
 بھی ہے کہ اُر دلت مذہب پر ما تھریا کپڑا کو لیا جائے اور چینیک کی آواز کو جسم حنی
 الوح و بالا جائے۔

(۱۹۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَتَكُوكُنْدَةً فَلَا يُنْسِبْهُ إِلَيْكَ
 عَلَى فِيمَا فَيَأْتِي أَسْتِيْعَانَاتٍ يَتَدْخُلُ.

رواہ مسلم

حضرت ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے زماں کا جب تمہیں سے کسی کو حمالا آئنے تو جاہنے کر دیا
 اور کوئی کے سندھن کر لے اکوئی شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

رسک مسلم

(ترشیح) واقعی ہے کہ جماں ای بیٹے میں اُوی کا منہست یہ غلاموں میں بھل
 جاتا ہے لہو، لہو کی تکروہ کو اُنہوں نے سکھتی ہے اور جزو کی قدری میکل جوں کر

ایک بہ ناہریت، ہو جاتی ہے۔ ان چیزوں کے اسداد کے لئے دُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں پوایت ذمی ہے کہ جب جمای آئے تو واقعے سے منہ کو بند کر لینا چاہیے۔ اس طرح کرنے سے منہ کھلے گا جی نہیں اور دو مکروہ آواز بھی پیدا نہیں ہوگی اور پھر وہ کی ہیئت بھی زیادہ نہیں بگرئے گی۔ حدیث کے آخر میں شیطان کے داخل ہونے کا جذبہ کفر فراہیگا ہے، شاہ جن حدیث نے لکھا ہے کہ اس سے اس کا حصہ اخطر بھی خراود ہو سکتا ہے جس کی حققت ہم پہنچاتے، اور یہ طلب بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں شیطان کو ہو سسہ امازی کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کی شرح یہ کہ ہے کہ جب جمای پڑتے وقت آدمی کا منہ پوری طرح کھل جاتا ہے تو شیطان کسی عکس بھی جیسی چیز کو ادا کر اس کے منہ میں داخل کر دیتا ہے۔ واللہ عالم

کھانے پینے کے احکام و آداب

کھانے پینے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات کو دیکھوں۔ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک دو جس میں اکولات و مشروبات صحنی کھانے پینے کی چیزوں کی حدت بیان فرمائی گئی ہے۔ درستے وہ جن میں خوب و نوش کے وہ اکواب سکھائے گئے ہیں جن کا لعف تذمیر و طیقہ اور وقار سے ہے یا ان میں طبی مصلحت ملحوظ ہے، یادہ اشتر کے ذکر و شکر کے قابل ہے یہیں اور اس کے ذریعہ کھانے پینے کے حل کو جو بظاہر خالص اور علیحدہ ہے اور اس کے تاثرات سے ہے وہاں نورانی اور نقرب الی اللہ کا ذریعہ ہنا دیا جاتا ہے۔

اکولات و مشروبات کی حدت و حرمت کے بارے میں بڑا دو بات دیجئے جس کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ *لَعْنَةُ الْأَطْهِيَّاتِ وَلَعْنَةُ هُدَىٰ* علی ہم (الخطیئات) اور بیتِ ایتی اچھی اور پاکیزہ چیزوں را (الطيبات) کو اشتر کے بندوں کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور خراب اور گنوی چیزوں (المبتاٹ) کو حرام قرار دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث میں کہانے پئے کی جیزوں کی حرمت و حرامت کے جواہر میں وہ درست اسی آیت کے احوال کی تفصیل ہیں۔ جو جیزوں کو آپ نے اللہ کے حکم سے حرام قرار دیا ہے ان میں فی الحیثت کسی نر کی پرلو سے ظاہری یا باطنی خباثت اور گندگی ضرور ہے، اس طرح جن جیزوں کو آپ نے حلال قرار دیا ہے وہ بالعموم اسلامی فطح عصر کے لئے مغرب لا پاکرہ میں اور خدا کی حیثت سے نفع بخش ہیں۔

قرآن مجید میں چینے والی جیزوں میں سے صراحت کے ساتھ شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے جو جیزوں میں اس کے بارے میں مزید تفصیلی اور تائیدی احکام ہیں، جیسا کہ اس مسلمانی کتاب میں ذکر ہونے والی جیزوں سے مسلم ہو گا۔ اور غذائی اشیاء میں سے ان جیزوں کی حرمت کا ذرائع پاک میں واضح اعلان فرمایا گیا ہے۔

ستیث خدا رحمی دو جانور جو اپنی اوت مر جکا ہو، خون نہیں اور بوجوگوں سے مکاہر، خنزیر جو ایک طوون اور ضریث جا نہ دے، اور دو جانور جو غیر اشرکی تدریکیا گیا ہو (وَمَا أَعْلَمُ
لِغَيْرِ رَبِّهِ بِهِ)۔ یہ تسبیح پر جیزوں میں جن کو حرب کے پھر بیعتات کہا تھا
صلاح خوبی اسلامی شرعاً میں بھی ان کو حرام قرار دیا گیا تھا، اسی لئے قرآن مجید میں
صراحت کے ساتھ اور بار بار اعلان کیا گیا۔

میزٹ بھی امر سے ہوئے جاؤں کے حرام ہوئے نہیں دیر ظاہر ہے کہ انسان کی فطح عصر سیلو اس کو کہانے کے قابل نہیں بھی بلکہ اس سے بھی کرنی ہے۔ اور طبقی حیثیت بھی
وہ ضرور ہے کہو نکو جیسا کہ علما طب نے کہا ہے حادث غمزیر کے عکس جانے اور دوستی
اندر ہی بذبب بوجانے سے اس میں سنتیت کا اثر آ جاتا ہے۔

خون یعنی لبو کا بھی بھی احوال ہے کہ فطرت سیلو اس کو کہانے کو جیزوں میں بھی، اور
شریعت میں اس کو قطعاً بنا پاک اور بخوبی العین قرار دیا گیا ہے۔

اہ خنزیر وہ طبعوں حقوق ہے کہ جب اللہ کے غصب و جلال نے بعض بہت فرم اور

بدر کردا تو مولوں کو سچ کرنے کا فضل فرمایا تو ان کو خنزیروں اور بندروں کی شکل میں سمجھ لیا گی۔
 (بعض عقین مسند حمد الفردۃ والحقۃ اور نظر) اس سے معلوم ہوا کہ دنوں جانور انسانی
 غیرہ و مخلوق ہیں اور خدا کی حرمت و غصب کا مظہر ہیں، اس لئے ان کو قطبی حرام قرار دیا گی
 البتہ جو بخوبی کو خالد اور زیارت کو فی قوم ہیں کہا تی اور اس طرح گوہا اس کی حرمت پر اس نوں
 کے تمام بیعتات اور اقوام و ملک کا اتفاق ہے، اس لئے قرآن مجید میں اس کی حرمت پر مذکور
 نہ ہیں ہیا اگر بخلاف خنزیر کے کہ جنت میں قوموں نے خاہک حضرت سعیح حلاۃ الشام کی
 امانت نے اس کو اپنی مرغوب خدا بنا لیا ہے اس لئے قرآن پاک میں اس کی حرمت کیا ہے
 اور مشترک و تاکید سے اعلان فرمایا گی۔ اور احادیث صحیح میں وارد ہے کہ جب آخری زماں
 میں حضرت سعیح حلاۃ الشام کا نزول ہو گا تو وہ میلک شکھی کے ساتھ دنیا کو خنزیر کے وجود سے
 پاک کرنے کا ایسی حکم دیں گے وہ یعنی الحدیث میں اور اسی وقت اس بات کا ہو رہا ظہور
 ہو گا کہ ان کے نام لیوا یوسائیوں نے خنزیر کو اپنی مرغوب خدا بنا کر ان کی تعلیم اور نام
 انبیاء و صیام الشام کی شریعت کی کسی مخالفت کی ہے۔

اور وہ ہاؤ جس کو خیر اللہ کی نذر کر دیا گیا ہو جس کو قرآن مجید میں "فَلَمَّا آتَهُنَّ
 لِعْنَةَ اللَّهِ أَعْلَمُ" کے متوالا سے ذکر فرمایا گیا ہے اس کی حرمت کی وجہ ہے کہ اس میں
 نذر کرنے والے کی مشارکان دنیت اور اس کے اتفاقلوگی شرک کی بخاست و بخاشت سر ایت کو جیتے
 اسلئے وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے۔

الفرض یہ چار چیزوں وہ ہیں جن کی حرمت کا اعلان اتنا مادہ صراحت کے ساتھ فرمایا
 قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارش
 تعالیٰ نے حکم سے جن حیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ گویا اسی حکم اتنی کاٹکلا ہے۔
 اس تحریر کے بعد اب وہ حدیثیں پڑھئے جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے

پیش کیا ہیزوں کی حملت و حرمت کے بارہ میں برایات زیارتی ہیں۔

(۱۹۸) عَنْ أَبْنِي عَبْدِ الْمَصِّيْقِيِّ قَالَ حَسَانٌ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ
أَشْبَاهُهُ وَلِكُلِّ مُؤْمِنٍ أَشْبَاهُهُ تَعَذُّبَهُ لِمَا فَاعَلَهُ وَلِفَاجِدَهُ تَرْ
أَهْلَ حَلَالَهُ وَخَرْمَ حَرَامَهُ وَمَا تَكَفَّتْ عَنْهُ فَهُوَ عَظِيمٌ
تَلَاقَ فَلَمْ يَأْتِيْ فِيهَا أُوْزَيْ إِلَيْهِ مُحَمَّداً عَلَى طَاعِمٍ يُطْعَمُهُ
إِلَّا أَنْ يَحْكُمَنَّ مَيْتَتَهُ "الایة" — رواه ابو داود

حضرت عبد الرحمن بن عباس رحمه الله عزه سيدنait میں بناست ہے کہ اہل جاہلیت رضی عن
اسلام سے پہلے حرب (پھر حرب کو رسمی خواجہ احمد فہیم نیشنل پارک کا نام تھا) کا شکار
پھر حرب کو رسمی نام نہ کیا تھا (پھر کلکٹر اپورٹمنٹ میں کہلاتے تھے) — راحی مرح اونکی
زندگی پہلی ریت (پھر افغانستان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ناک بھوٹ خدا کا
اہوازی مدرس کتاب نازل فرمائی، اور جو چیزیں عین اشرط حلال تھیں ان کا حلال بنا لایا
فرمایا اور جو حرام تھیں ان کا حرام بنا لایا فرمایا) — لیکن جس کو حرب کو اثر دیکھنے سے
حلال بنا لایا ہے وہ حلال ہے جس کو حرام بتایا ہے وہ حرام ہے (اعداد کے باہم
میں بحکومت فرمایا گیا ہے) لہجے اس کا حلال یا حرام بنا لایا میں فرمایا گیا، وہ حلال
ہے وہی دس کے ساتھ بروایت خدا نہیں) اس کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عباس
نے اللہ سنبور آیت تھوڑت فرمائی۔ قَلْنَ لَا أَعْدُ دِينَيْشَا أُوْزَيْ إِلَيْهِ مُحَمَّداً
عَلَى طَاعِمٍ يُطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَتَهُ "الایة"

رسنی ابو داود

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اور آبیویاک کے
تزویج کے بعد کسی کو حرب کے حلال یا حرام ہونے کا سیار وحی الحنی اور خدا و رسول کا
حکم ہے۔ کسی کی پسند ناپسند اور غیرت و غرضوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(۱۹۹) عَنْ أَبْنِي عَبْدِ الْمَصِّيْقِيِّ قَالَ هَنَّى سَخْنُونَ اللَّهُ عَلَيْهِ حَمْلَهُ عَلَيْنَا

**وَسَكَمَ عَنْ حَكْلٍ ذِي نَابٍ مِنَ الشَّبَابِ وَحَكَلَ ذِي مَعْلَبٍ
مِنَ الظَّفَرِ** — رواه مسلم

حضرت عبد الرحمن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شش فریبا ہر کپی فالیہ درجے اور پھر حکل (گیر) مخفی شکاری پر بیداری پہنچ دی۔ (رجوع مسلم)

(تشریح) وہ سب درجے جو خود سے اور داؤں سے شکار کرتے ہیں جیسے شیر، چوتا، بھیڑا، اسی طرح کہ اور اُن سب کے وہ بھیلا دانت ہوتا ہے جس کو عربی میں ناب (ند اُردہ میں) کیلی اور کیلا کہتے ہیں اور ان درجنوں کا خاص جا رہا اور بھیار ہے اسی طرح جو پرندے شکار کرتے ہیں جیسے باز، چیل اور شائین، ان کا جا رہا خودہ پیغمبر ہوتا ہے جس سے جھپٹا کر کر بچا رے شکار کو اسی گرفت میں لے لیتے ہیں۔

حضرت کامیل یہ ہے کہ زندگی کی قسم کے سب چیزوں کے خلاف میں کچی ہوئی ہے اور جو شکار کرتے ہیں اور اسی طرح شکار کی پرندے جو مختلف بھی پنجے سے جھپٹا کر کر شکار کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کے کھانے سے شش فریبا ہمیشہ حرم دیا کہ ان کو کھایا جائے۔ یہ بھی محوات اور جماشت سی رشائیں ہیں۔

**وَمَنْ أَبْغَى لَهُمْ شَعْلَةً ثَانِي حَرَمٍ مَرْسَوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْوَمَ الْعُصَمَ الْأَهْلِيَّةِ** — رواه الحناری و مسلم

حضرت ابو ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہاتو گر گھون کو حرام ترا رہا۔ (رجوع عماری و مسلم)

(تشریح) بعض دوسری حوریوں میں گھون کے ساتھ پیغوف کا بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بھی جانوروں کی حرمت کا اعلان فرمایا ہے اور بھی محوات میں سے ہیں۔

ر ۴۰۴) عن جابر أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْنَى نَوْمَهُ حَتَّى
عَنْ لَحْوِهِمُ الْحَمْرَ الْأَهْلِيَّةَ وَإِذْنَ فِي لَحْوِهِمُ الْعَنَيْلِ
بِهِاءِ الْعَنَيْلِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ دعوے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نحو خبر کے دلخواہ فرمایا تو کوئی حون کا گوشت کھلانے سے اور حجازت دیا گھوڑا، ولہ
کے گوشت کے اور میں۔ (جگہ غار کا وہ بھی مسلم)

(ترشیح) اس حدیث کی بنیاد پر اکثر افراد گھوڑے کے گوشت کی طبعت کے قائل ہیں، امام
ابو حیفہ سے کہا ہے کا قول نقش کیا گیا ہے۔ قالاً أَسْكَنَ كُلَّ بَيْانِ دِيْرِيْسَ بِهِءَةِ كَوْشَتِ
إِلَيْ دَائِدَ وَدَادَ سَقَنَ زَانَى مِنْ حَصْرَتِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَيْ روایت سے یہ حدیث مستدل کی
مُمکنی ہے کہ۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْنَى نَوْمَهُ حَتَّى
لَا يَحْنَى نَوْمَهُ عَنْ أَكْلِ لَحْوِهِمُ الْعَنَيْلِ
لَا يَحْنَى نَوْمَهُ عَنْ أَكْلِ لَحْوِهِمُ الْحَمْرَ الْأَهْلِيَّةَ
بِهِاءِ الْعَنَيْلِ وَسَلَّمَ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے اور خپڑے کے
سامنے گھوڑے کے گوشت کی بھی حماست فرمائی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی منزہی ضمیح
لیکن امام ابو حیفہ کا عامد و سخوار ہے کہ جب کسی جنین کی طبعت و طرفت واللہ کی بنیاد پر شیر، وہ جس
توہہ اور اہم احتیاط حماست کو ترجیح دیتے ہیں، غالباً اسی لئے انہوں نے گھوڑے کے گوشت
کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انکے کچھ دلائل ہیں لیکن فرض ختنی کی وجہ کی وجہ
یہ ہے کہ اپنی نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت امام ابو حیفہ نے اس منزہیں دوسرے اور کے قول کی طبعت
روجع فرمایا تھا اور حجازت کے قابل ہو گئے تھے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا
حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو صحیحین کی حدیث ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

(۳۰۴) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الشَّيْقِيَ صَفَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَنْ
أَحْشَلِ الْعَرْضِ وَأَحْشَلِ شَمَائِيقَهَا۔۔۔ (رواہ ابو داؤد و الترمذی)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حسن الفزی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیکے
کمانے سے نجٹ زیلا اور اسکی گوشت کے کمانے سے بھی نجٹ زیلا کے
(رسنہ البلا و د ترذی)

ترشیح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمی بھی فرماں میں سے ہے، اور ہونا بھی یہی
چاہئے کہ مخود و بھی ایک دزوہ ہے۔ فیزا کی صورت میں بلکہ غیر کمانے سے بھی نجٹ زیلا
گیا ہے، علماء اور شارحین کے نزدیک اس ناجٹ کا حظب کامست ہے۔

(۳۰۵) عَنْ أَبِي حَمْزَةِ قَانِي زَمْوَنَ الطَّوْصِيِّ صَفَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ أَحْشَلِ الْجَلَالِ لِقَوْافِلَ الْبَادِيَّةِ۔۔۔ (رواہ الترمذی)
حضرت جبود افڑیہ عفریجی اندھر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جاذر (نجاست خوارجاء) کے کمانے اور اس کا دید و بینے سے نجٹ زیلا۔

(جماعہ ترمذی)

ترشیح) بھی بھی بھی جس جانوں اور کوئی نہ، بھرپو وغیرہ کامراج ایسا گنجائی ہے
کہ وہ جاست اور غلط است، ہی کہ اپنی پیشہ میں کس کو اس کے گوشت اور دزوہ میں اس کی
کی روپ محسوس ہونے لگتی ہے، ایسے ہی جانور کے جلا (کما جوا آئے) ہے، اس حدیث میں اس کا
گوشت کمانے اور دزوہ پیشے نجٹ زیلا گیا ہے، اگر کسی رعنی کا بیرہ مان ہو تو اس کا
حکم بھی بھی ہے۔۔۔ اس اگر میں جاذر کو اپنی نجاست تک بازخوا کے اور پا خوا کے
نجاست کھلنے سے بھار رکھا جائے کہ اس کے گوشت اور دزوہ میں کوئی اثر بانی نہ ہے
تو پھر اس کا گوشت کھانا یا دارہ پیٹا جائز ہوگا۔۔۔ اب وہ گوشت اور دزوہ
جلا (کامنیں و ملے)

(۲۰۳) عن أبي قحافة التميمي قال قد حرم النبي صلى الله عليه وسلم
وستلم العذيرية وهم يجتذبون أمنية الألاريل ويفطمون
النبات الغنائم ما يقطع من البهارات وهي حببة
فيها مسحة لا تُحْكَن۔ — رواه الترمذی وابن حماد
حضر ابو عاصی رضی اللہ عنہ سے (دایتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
(کسے بھیتہ فرمائے) وہ شریف الحسنه تو یہاں اخراج سکونا دیکھ لے تو رائے
عکار، کچھ لوگ کھلنے کے لئے اپنے زندہ اور اس کا کوئی کافی نہیں (یعنی جو بھت رخصی قسم
کا گشت ہوتا ہے) اوسکی طرح ذہن کی سمجھاتی ہے (اوہ یہ اس افسوس اور دشمن
حلق کر لیتے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ مسٹر فرمایا کہ کیا زندہ جاود
میں سے جو گشت کا انجام گا وہ مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔

(جامع ترمذی، سنن ابو داؤد)

(۲۰۴) عن أبي هنيفة نعيب و أبي هريرة أن رسول الله صلى الله
عليه وآله وسليمه سمع عن شرط عطية السبطان زاده عيسى
هي الديمومة تقطع منه العيده ولا تفرغ الا اذا خرج مشق
تشرىع حتى تموت۔ — رواه ابو داؤد

حضرت عبد الرحمن عبادی اور حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہما سے دایتہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط عطیہ شرط عطیہ شیطان کے کھانے سے۔
حدیث کے ادبی اینڈ سیکی نے الفلام شرط عطیہ شیطان کی تشریک میں (یا اعفار کی)
کراس سے خارج و نکل کیا، تو اجاخور ہے جس کی اویز ہے مروہ، کھان کاٹ دی جائے
اور گلے کی اگریں جو کھان جاوی ہوں گے، کافی جاگیں اور یہاں ہی پھر وہ
جائے یہاں تک کہ مر جائے۔ (سنن ابو داؤد)

رسرشح) مطلب یہ ہے کہ یہ سُنگَلَاءِ حُلْمٌ بھی ناجائز درج ہے یو کہ اس سے جاودہ کرو
الذر کی خلوق ہے، یہی خروت اور بست درست سخت تکلف و اذیت ہوتی ہے اور اس
درج ذبح کیا ہو جاؤ گی اور دل کے حکم میں ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اس طرح
ذبح کئے ہوئے جاودہ کو "رسرشح شیطان" کہا گیا ہے، تھس کے حقیقی ہیں شیطان کا گھل
کیا ہوا گیا جاؤ کو ذبح کرنے کا یہ طریقہ شیطان کا سکھایا ہوا ہے۔

(۴۰۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُشْبِلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ تَهْنَى عَنْ أَكْثَلِ لَحْمِ الظُّبَّيْرِ
رَبِّاهُ إِنَّهَا أَوْدٌ

عبد الرحمن بن مشبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوہ کا گوشہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

رسرشح) اس حدیث سے علوم ہوتا ہے کہ کوہ حلال جاؤ دوں میں سے بیش ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشہ کھانے سے منع فرمایا ہے، ان محمدین
میں سے امام ابو حیفہؓ کا قول یہی ہے، لیکن آگئے درج ہونے والی حدیث سے علوم
ہوتا ہے کہ اس کا کھانا ناجائز نہیں ہے اس بنا پر دوسرے کثر اثر نے اس کو جائز اور
حلال کہا ہے۔

(۴۰۳) عَنْ أَبِي عَيْشَةَ أَنَّ خَالِدَعَنِ الْوَلَدِ أَخْبَرَ أَنَّهُ
دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَكْوَكَةِ كَرْكِي
حَلَّتْهُ حَمَالَةُ أَبْنَى عَيْشَةِ اسْمَاعِيلَ فَوَجَدَ إِعْنَاءً فَأَصْبَحَهُ مَحْمُودًا فَقَدِمَتْ
الصَّبَّى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ عَنِ الصَّبَّى فَعَلَى خَالِدَ الْأَعْرَافِ
الصَّبَّى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ لَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لَغْرِيْبَنَ بِأَمْرِنِيْنِ فَقَوْنِيْنِ

فَأَعْجَدُونِي أَهَمَّهُ، قَالَ حَالِكَنَا فَلَمَّا تَرَكَهُ قَاتَحَدَشَةَ
قَرَسْوَلُ الْمُطَهَّرِ حَمْنَیٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظَرُ لِأَنِّی.

شیخ البخاری و مسلم

حضرت عبد الرحمن بن عباس رحمی اللہ عنہ نے دو احادیث میں کہ خالد بن جراح و میر بن جراح کے بزرگان کیا کہ تو ایک وغیرہ رسول امر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امام المؤمنین کو کہ
رحمی اللہ عنہ کی خدمت میں ماضی پورا ہوا ہے اسے بتیا کہ حضرت محمد خالد بن الولید احمد
عبد الرحمن بن عباس کی بھی حقیقت خالد تھیں، آگئے حضرت خالد بن جراح ہے کہ) میں نے دیکھا
کہ اس کے راستہ پر جاری خدا رسمون کے، پاس ایک بھی بڑا گھوہ ہے، وہ انہوں نے دیکھا
کہ لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پر جاری تھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے انکو کھینچ دیا، جس سے معلوم ہوا کہ اس کو کہا تا نہیں چاہتے، تو خالد
بن الولید نے (وہ کھانے سے شرک کی تھی، پوچھا کہ یاد ہوں اٹھ، کیا یہ حرام ہے؟) اسپ
تھے فرمایا تھیں، (بھی حرام تو نہیں ہے) لیکھا یہ پادے علاقوں میں (بھی مکہ کی سزا میں
ہیں) یہ تو نہیں تھی اس لئے پری طبیعت اس کو قبول نہیں کرتی۔ — نامدرست
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بواب سن کر، میں نے اس کو اپنی
خود سرکاریا اور کھانوارا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہے ہے زیارت
نے مجھے کہا تا دیکھا اور نہیں فرمایا۔ (مجھے غاریقا و صحیح مسلم)

(تشریح) جو احادیث، اس کو کہی جلت کے قائل ہیں اُن کی صیغہ بڑی اور لیکن یہی احادیث
ہے، اس کے علاوہ جو شخص حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہہ کا کہاں ملال
ہے، امام ابو حییث کا خیال رہے ہے کہ یہ حدیثیں خالد اس زمانہ کی ہیں جبکہ اس کی
حالت کا حکم نہیں آتا تھا، اور جب تک کسی چیز کی حوصلہ کا حکم دیائے وہ بُرا ہے،
بُر حال امام ابو حییث، حسن اللہ علیہ السلام اس کی حدیث کی حوصلہ کو اپنے درجہ وحیکی ہے، زمانہ کے

لما تسلیم خواهی دنگ بگتے ہیں۔ ملا وہ ازیں الجی کو پہلے ذکر کیا جا پا کا ہے کہ امام حبیب
کا امام و مخدود اور روئیرہ ہے کہ جب کسی پیغمبر کی حلت اور حرمت کے لامبے میں اشتراہ پسیدا
ہو جائے تو وہ اندیسا احتیاط حرمت کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲۰۸) عَنْ سَيِّدِنَا أَنَّ قَارِبَةَ وَعَنْهُ فِي السُّنْنِ وَسَمِعَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَّ الْقُوَّةَ أَوْمَانُ الْخُلُوقَ
وَكُلُّهُمْ مُنْهَمٌ

— رواہ البخاری

امم المؤمنین حضرت مسیح درخوا اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جیسے جو اگر کسی
اور مریکا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بغیر نہیں دریافت کیا گی، اسپ
لئے زیاد کسی اس سے ہوندے ہو جسے کو اور اس کے اولادگر کے کمی کو کمال کر پہنچ دو،
اور پھر بالکل کمی کو کھانا۔ (رجیح بخاری)

(تشریح) جیسا کہ آگئے درج ہونے والی حدیث سے سطور ہو کہ حکم اس محنت میں
ہے جبکہ کمی سنجو ہو، لیکن اگر بخوبی ہو بلکہ حقیقت اور شیال ہو تو پھر وہ سارا کمی کھانے
کے لائق نہیں رہے گا۔

(۲۰۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا وَقَعَتِ الْفَارَسَةُ فِي الشَّسْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَنْقُوفُهَا
وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَاعِدًا فَلَا أَنْقُوفُهَا

رواه احمد وابن ماجہ در رواہ ابن حبان عن ابن حسان

حضرت ابوہریرہ درخوا اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
زیاد جب جو اگر میں کر جائے (زادہ بدلے) تو اگر کمی جائے تو ابھو تو اس پر ہے کہ
اوہ اولادگر کے کمال کے پہنچ دو، اس کا اگر کمی پہنچا تو پھر اس کے پاس اولاد
رویتی اس کا کھانا جائز نہیں ہے (کمال)۔ (رسنداخوا سنن البیان و الدواد)

[۱۰] سی صورت داری نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے]

(۱۰) عن أبي قحافة أشْهَدَ رَأْيَ حِمَاراً وَخَيْثَةَ فَعَفْرَوْنَةَ
قَالَ الشَّيْئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعْكُمْ مِنْ خَيْرٍ
شَيْئٍ؟ قَالَ مَعْنَى بْنُ جَلْدَةَ فَأَخْذَهَا فَأَسْكَلَهَا.

— (ج ۳) البخاری و مسلم

حضرت ابو قحافة، ابا ابي عبد العزیز سے روایت ہے کہ ایک سفر میں (ایک گورنمنٹ اون کانٹری) اور اپنے اہل تکاری تھے، انہوں نے اور کوڑا کر کے شکار کیا اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماضر ہوئے تو انہوں کے اہل کے اہل مساجد میں کیا کہہ حلال ہے یا نیمی؟ آپ نے زیارت اس کے گھر میں سے کچھ بچا ہوا تھا اس سے پاس ہے؛ ابو قحافة نے وہ کیا کہ اس کا ایک پاؤں سے ہے (اوہ نہیں کریا)، اس کے توہن فرمایا اور خالل فرمایا۔

رجیح بخاری و مسلم

رسانی (۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ حلال ہے اور شکار کیا ہوا جائیداد حلال طیب ہے (۱۱) عن أبي أثيم قال إنَّ الْقَيْمَةَ أَرْبَعَةَ أَنْوَاعٍ الظَّفَرَةَ إِنْ فَأَخْذَهَا
فَأَسْبَطَتِ بِهَا أَنَّ الْكَفَرَةَ فَدَنَاهَا وَبَعْثَتِ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ رَبِيعَ الْأَوَّلِ حَيْدَرِيَةَ فَقِيلَةَ

— (ج ۴) البخاری و مسلم

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نے نمر اللہ علیہ السلام کے جگل میں ایک غرگوش دھوکا کر پکڑا اور سی اس کو دینپر مرفق ابو علی کے پاس لے کر اس سے اس کو دنکا کیا اور اس کی دو نوں رانیں اور کوھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی پر بطور غرض کی بھیجا اور آپ نے اس کو جوہن فرمایا، رجیح بخاری و مسلم

(تشریح) خوش جو اس حدیث سے علم ہے تو اسے حلال ہے اور ان کا اس پر اتفاق ہے۔

(۲۱۲) عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ سَأَمِنَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَكْلُ لَحْمَ الظَّاجِجَاجِ — زَرْدَ الْمَخَارِقِ وَسَلَامُ

حضرت ابو بکر اشوفی رحمی اللہ عز وجل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رعن کا گشت کھائے ہے ویکھا ہے رجیب جباری و حجی سلم

(۲۱۳) عَنْ سَعِيدِةَ قَالَ أَكَتَلَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْيَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ الْمَخَارِقِ — زَرْدَ الْمَدَادِ

درسلما اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ادا آزاد کردہ غلام حضرت عیند رحمی اللہ عز وجل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جباری پر موکا گشت کھایا ہے۔ (حسن ابلیسا ادود)

(تشریح) لمحت کی کاروں میں "جباری" کے ترجیح مخالف کیجئے ہیں، بعض نے سرخاب کیا ہے اور بعض نے تغیری، بہر حال جباری پر نہ ہے اور حکوم ہے کہ وہ سب پر نہ ہے حلال ہیں، جو ذی طہ خوب نہیں ہیں ایسی جو جھپٹا اور کچھ جسے شکار نہیں کرتے اور حضرت کے لحاظ سے نہیں اور حیث نہیں ہیں۔

(۲۱۴) عَنِ ابْنِ عَلْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْلَتْ لَكُمْ لِتَأْتِيَكُلُّ وَذَمَانِ الْمِنَاتِ إِنَّ الْعَوْنَى وَالْجَرَادُ وَالْأَذْفَانُ الْكَبِيرُ وَالظَّعَانُ — زَرْدَ الْمَحْمَدِ وَابْنِ سَعِيدِ وَالْمَدَادِ

حضرت عبد اللہ بن علی رحمی اللہ عز وجل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعلی قرادی گھنی ہیں، ہمارے لئے ڈڑھ رُونہ بیزیں اور خونکار ڈویسیں، ڈوڑھ بیزیں ہیں پھل اور بیٹھی، اور خوفکل تو قیسیں ہیں لیکن اور فیکر کو دہلیز دفعہ نہیں

خواہیں)

(مشاجر مخالفہ معاہدہ مٹھا دانٹنی)۔
قرشی مطہریہ ہے کہ اسکے مالا جاندوں کے لئے شریق قانون احتما بطریقہ کہ
 وہ شرعی طریقے ذبح کے جائز کو حلال ہیں اور اگر نعمیر قبح کو مجاہی تو فرماد اور حرام ہیں
 لیکن وہ میزبان اس سے مستثنی ہیں ایک حصہ اور دوسرے ہر چند یاروں میں مرجی ہوئی اسی حال
 میں دو اسی طبع پر بھی اور تینی اگر یہ دلوں دریں بخوبی ہیں اور خلائق حرام ہے لیکن جب
 وہ جم کر کیجی اور تکی کی شکل اختیار کر لے تو اس کو اثر تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

(۲۱۵) عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَاتَلَ عَزَّزَةً مُتَاصِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَلَمَّا هُوَ مُسْكُنٌ مُسْتَبِلٌ عَزَّزَ وَأَنْتَ كُشَّانًا مُسْكُنٌ مُسْعَدٌ الْجَوَادُ

— رحمۃ الرحماء و مسلم

حضرت مجدد اشیعیہ انداز فی رفعی الفڑ عزیز برداشت ہے کہ ہم نے رسول اللہ
 مکا امیر طبریہ مسلم کی جیسے میں سات غزوہ سے کچھ ہیں ویسیخا سات فرمودیں ہیں
 میں آپ کی سیاست و نفاقت نصیب ہوئی ہے ایک ان غزووں میں مدد آپ کے کھنڈوں
 وہ کوئی خوبی بھی کھلتے تھے۔ (دیگر غاری و مکا مسلم)

(قرشی) سنی ایں واؤ بیس میں میان قفاری و فی الفڑ عزیز سے ایک حدیث مردی کی وجہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوپیوں کے بالکل میں دریافت کیا گی تو آپ نے
 فرمایا: آنکہ حنوت و احمد کا مسکونہ دکلا آخرین مدد: انشری بہت سی حقوق بھی بہت
 جاندوں ایسے ہیں کہ میں ان کو خود تو نہیں کھانا میکن حرام نہیں بتلاتا مطلب وہ محلل
 ہیں ایک ان کو کھائے ہیں۔ اس حدیث سے حرام ہوتا ہے کہ حضور خود نہیں اس
 کھاتے تھے۔ اکاذ شفائد مداریں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ باہم بزرگ مدرس
 بیرون کیا تو کام جنم کے کرانہ خودا میں اڑایاں بھی کھاتے تھے کیونکہ آپ نہیں
 اس مطلب ایک قریب ہے کہ حضرت ابو جیلیل رضی اللہ عنہ اس حدیث کی ایسی مدد بخواہی کیا
 کیجیو کہ دو داشتگیر مدد کا لفڑا نہیں ہو بلکہ آنکہ مدد کا لفڑا یعنی کہ اسکی المیریوں۔ مختار

(۱۹۹) تھت پڑا کیا لئے شریعت تحقیق انتہا و امیر اتو فہیمہ نامہ
خواہ فہیمہ نامہ بخشن خونا سینا کفر ترکہ کفر بخان کلمہ تحریر
فاحصلہ اونہا نصیحت شفیعہ کند کابو عبیدہ عطیہ امن
عطیہ علیہ تحریر اکیش تحریر کلمہ افتیہ نادکرنا النعیی
صلی اللہ علیہ و سلم تحریر کیا مکمل برائی امتحنۃ اللہ
اللکھہ و اطمیننا اذکار مسکنہ قیال فائز سلیمانی
رسول اللہ علیہ السلام احمد بن سلمہ منہ فاحصلہ

رواہ البخاری و مسلم

حضرت جو اور فرمادی وحدت سے دایت ہے کہ من بخشن اللہ کے حمد بخیل
خواہ بوجیہ اکیش شکل کے اپر پانچ لگانے کی تحریر کافر مسلمان نہ بخونے کا وہ
سے اس طرف مہادیں (بہشت بلوک میں اپنے ہوئے) افسوس نہ ایکدیں بلکہ
جو رحیقی تھی ہے نہ اسی، بخونی اتنی بڑی اچھی بھی نہیں، بلکہ اپنی ناس کا سامنہ تھا
جاتا تھا اسی سب سے (لیکن دوسرے تحریر سے) اس کو تو یہ بخیل کیا بخیل و بوجیہ
نہ اس کی بخیل سے سمجھے ایک تحریر فالبا بخیل، اس کا تحریر کیا تو اس کا بخیل
مکمل پہنچے سے اکل لگا، بخیل و بخیل سے درست، بخیل سے دوسرے بخیل، بخیل ای،
بلکہ وہ سماں کا، ایک اسی بخیل کا کہا درست تھا، ایک ایک بخیل
کیا اور ایک تحریر کیا ایک بخیل بخیل اور ایک تحریر اور ایک اسی میں اس
کو تھا کہ مادھ بخیل بخیل بخیل کیا تھا، ایک بخیل ایک بخیل ایک بخیل ایک بخیل
مکمل امتد طبیور ہم کے نے بخیل بخیل ایک بخیل ایک بخیل ایک بخیل ایک بخیل

روایت بخاری و مسلم

گزٹ سعیج) اس صورت میں جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ سعیج کی ایک بخیلی اس کا فائدہ

ہے، وہی مانند میں اللہ طیور حملہ نہ فریبا تھی سو قبادیں کل ایک لٹکر مدد فریبا تھا اس کا ایک
 صرفت ابو بھیرہ کو نہیاں کیا تھا مدد سے متحرک کے کامے کے لئے سہل اللہ میں اللہ طیور حملہ۔ نہ صرف
 ایک بڑا بھروسہ حضرت ابو بھیرہ کو دی تھیں، اس وقت اتنا ہی زندہ بس تھا جو کہ اس ایسا داد
 دفیرہ کی اس دا تھر کی دوایتی میں ہے کہ اپنے پھر وہ مدد از بر کھڑی اک اس دا تھر میں سے مونے یا کی
 بھروسہ تھا اور مدد کے پار اس کی پرگاتی کرتے تھے خدا اس مکارے جسیں حضرات نے بیان
 کیا ہے کرم اس ایک بھروسہ کا دنہ میں دین تک دکھ اس دیکھیو سے تھے جسیں جو جتنے پہنچے
 پھوستے ہیں اور اپور سے پانی پیتے تھے اس بھروسہ کے لئے کامل بہ جاتا تھا۔ پھر
 بھروسہ ختم ہو گئیں تو دشمنوں سے پہنچ جاؤ کے اور انہیں پانی سے ترک کے کیا تھا لیکھا اور یہ
 ہماری خدا رحمی ہو گئے اور خوش گئے، اس شکر کو سیشن انجمنٹ کے نام سے ہی بیجیدا کیا ہوا
 ہے تھا اسی درفت سے پہنچا اُسے کے ہیں۔

اُبھر اور اُبھر کی روانی میں حضرت جو دری کا بیان ہے کہ اسی حال میں بھر جاؤ
 کے اثر سے قریب چل رہے تھے کہ نیس ایک بیڑا ایک پھاری کی نظر ڈی اُبھر پہنچے
 تو دیکھا کہ وہ سخت رہا پھر نکلا پھر ایک بھائی نا جاندہ۔ یہ اور مراہو اپنے صرفت ابو بھیرہ کو اس
 کے علاوہ بونے کے بارے میں تھک ہوا بصریں المدون نہ سوچا کہ یہ اللہ کا حکم کیا ہے
 تھک ہی اور اس کے دخول کے عینچے ہوئے ہیں، اور کھانے کے لئے ہارے پاس کھینچنے ہی
 تو اُبھر تعاسلم نے یہ کھاری خدا کا سامان فراہم کیا ہے اپھر اس باعثے میں ایسی خوش صورت پہنچا
 تو دشمنوں نے لشکر کو اسی کے کار نہ کی ابھارت دی دی، اور بھیری کی اس بارہی اپنے کے بارہ
 کے علاوہ اپنے سے لشکر نے اس کو اپنے چھٹے تکمک کیا۔ احمد دری ختم دعا یا اسے میرزا
 کر اس کو ایک بھرپور کمک کیا گیا۔

اس خارجہ کے نزدیک ان ہزار بتوں میں مغلانہ اس طرح ہے کہ متحرک اس امر
 اور یہ بھرپور بھر کا ملا غیر تک دیا اور دن بیوں سیر دی جو بھی خوب فریبان ہے کافی ہے اسی

خس کے بوسے ملکہ جاتا تھا اور احمد صدر نے اسے درج پیغامِ اللہ ذکر لے کر اسی کا سے کہاں پڑا
ہے، تو ان دو خواص میں اُدھے جیوں بھک کھانے کا ذکر ہے اُنہیں صرف سزا پری کے
پیغام کا ذکر کیا گیا ہے، بلکہ اسکے تکروادی سے اس کو کھانا کرنا، اور جن مددیات میں لیک
جیوں بھک کھانے کا ذکر کیا گیا ہے میں اپنی کہزادہ بھی شان کر لیا گیا ہے، کبھی بھان دوں لے سمجھی
اس کو بھر فلا کے کچھ نہ کہا جاتا رہا۔ واللہ اعلم

حربیہ کے خمس بوجیوں کا یہی ہے کہ دینیک وابسی پر، مُولَّا اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے اس کا ذکر کیا گیا اس مفہوم اُبھی جیوں کے شک و شک کا کہا جائے تو آپ نے فتنہ مار کر کہ
تَكْفُرُ مَا تَخْرُجَهُ اللَّهُ أَنْكَفَهُ، ایضاً دلایا کہ تو اللہ تعالیٰ کافاس عملی اور عقیدتی
جو اس نے تعلیم سے ہی دستی سند سے باہر نکلایا تھا ایسی پہنچ کرنے والی قدر اور مشکل کے
ساتھ کھانا پہنچا ہے۔ سختی آپ نے افسوسگوں کوں خوش کرنے کے لئے تھوڑا سی طریقہ بیان
کی قصہ والی کے افہاد کے لئے یہ بھی فرمایا۔

وَأَطْعَنَهُمْ كَمَا أَنْ سَعَنَ سَعْكَرَ، (یعنی) کہ اس میں سچے سعادت میں جو آہم کو بھی صلاح
پڑا پڑا پک خودت کر کیا گیا اسکے آپ نے خادوں نے ایسا
اس سریعہ سے بھی سلام دیا کہ سند کی اسی راستی پہنچ جو تاریخ کے ایک عجیبہ
غیر معلوم معلوم ہوتی ہوئی ملال جتبے ہے۔

حربیہ پریسہ کا اس بچھی کو منسیہ کہا جاتا ہے، جس دو گونے کے کھاہے کو حنبر جو
جنہاں اس ملکتی میں سند کے کھسے کا ہے اسی بچھی سے ملتا ہے۔ واللہ اعلم
۷۱۶، عن عائشة قالت: قاتلَهُ زَمُولُ اللَّهِ أَنْ هُوَ أَخْوَانُهُ،
حدیث عقیدہ صفر بشرزہ پاٹو شناہ الحسینیہ لاذیعی آئینہ
مشتوفی عقیدہ علیہ امام قماں اذکر و انتہی اشعار اللہ
و نہنزا۔

حضرت مالک اور حبیث رضی اللہ عنہا کا نامہ روایت ہے کہ کعبہ کو جو نہ سوں اللہ
کے اثر طیب و ملک کی خدمت میں بڑا کیا کہ بدلے دہان کیجئے اور اس کا اگر
کاروان تربیت بھکلا چل دیا تو یہ کاروان کے نام کسری میں دعا ایک افسوس کے ساتھ تیرمیزی
نیز پر لگتا ہے، ۱۰۰ بائیس پر مدد و نفع دانے پر وہ ہم نہ رہا بلکہ کاروان کا نام
لہ اثر کا نام بیٹھ ہے اسی لارڈ اس صورت میں کہ اگر شدید کاروان کا نام رہا تو اس کا نام
کہہتے فیکار کاروان اثر کا نام نہ رہا کیا۔ (معجم غفاری)

رسول ﷺ اور حبیث کا مطلب ہے کہ جو اخلاق و ہم میں نہیں پڑنا چاہیے، جب وہ لوگ
کہلانا ہو پسے ہیں تو سمجھنا چاہیے کہ انہوں ناہم ہے کہ وہ خوب کرتے ہوں گے اس لئے تم
اثر کا نام لے کر کھایا کرو۔ — یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اگر احمد رضی اللہ عنہ
اوی کافر و فریاد پر زن کر دیا ہے تو تم اسے سزا نہیں دے سو، اس کا نام رہے گا،
قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ ادا او در دیا گیا ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِنَ الْغَنِيمَةِ كُلُّ أَصْمَرٍ
وَوَرَجَنْ جَانِدَرْ پر مَوَالَانَوَنْ دِلْمَجَنْ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ الْحَمْدُ
اس کو مت کرو،... سما کرنا،... حفظ

اعلام ح ۲۷۸

(۲۷۸) عَنْ قَتَنْصَوَةَ قَوْنَهُ عَلَيْهِ خَلَقَنَهُ مَنْتَهِيَّ سَلَّمَ سَلَّمَ اَسْتَعِينُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ طَقَّا وَالْحَنَانَى اَعْقَلَ لَا يَسْتَأْعِنُ
لَا يَسْتَأْعِنُ لَعَلَّا اَمْكَانَ عَمَّا فِي يَدِهِ اَلْتَضَرُ اِمْتِيَّةً.

رواہ الترمذی

قَتَنْصَوَةَ قَوْنَهُ اَسْتَعِينُ وَالْحَنَانَى اَعْقَلَ لَا يَسْتَأْعِنُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ طَقَّا اَمْكَانَ لَا يَسْتَأْعِنُ کَمْ بِمِنْ سَوْلَنَهُ اَكْرَاهَنَهُ
لَا يَسْتَأْعِنُ وَ قَوْنَهُ اَسْتَعِينُ اَسْتَعِينُ بِمِنْ سَوْلَنَهُ اَكْرَاهَنَهُ

کوئی خلماں نہیں، وہنا چاہے ہے تم اسے تسلیم کرنے اور زیرِ حکم شدید بندی میں (روشن)

خواص سے ٹھہر دیجئے ہو (جا کارہ زکی)

رسانش روک، یہ مطلب علائی پہنچ جو دنیا کی المذکوب تھے، بعد میں اللہ تعالیٰ نے بہادر و اسلام ضمیم فرمایا تو ان کو حکم ایسی میسی میں میرے کے ان کلمات اور آداب کا ذمہ تھا کہ حکم کے کام سے میں اُن کو خدا افضل سمجھوں۔ اللہ تعالیٰ اور عبید اللہ مسلم رہا اسی کیا تو آپ نے فرمایا اور اس بذراہ میں کلمات کے دل میں کوئی تحریر اور تبلیغ میں بہنا چاہے ہے اسی کی وجہی تحریکت میں ای کام کا ادارہ فتح چاہزے۔ لیکن یہاں میں صرف یہ کہ نظر فراہم کیا گیا ہے۔ مطہر اور ملکہ زادہ اور نوابی میں جعل کیا ہے۔ لیکنی اہل کتاب کا کام اتنا تھا ہے کہ واسطہ حلال ہے اپنے اسی نظر میں اس کی خدمت کیا گئی ہے۔ آپ نے دیر بھی اڑایا اس کی خدمت پیسے میں پر تسلیم کرنے کی خدمت بندی میں مارے گئے۔ میں اسی میں ملکہ زادہ اور نوابی میں جعل کیا ہے۔ اسی میں اس کی خدمت کیا ہے۔ اسی میں اس کی خدمت بندی میں مارے گئے۔

مرتباً اف کے احکام

میں اسی اوقت کا بھروسہ ہو، ہمارے پینے کی جرسی کی صلنک دستی کے درمیان راست کا
کامیابی، مصول دستی ہے جسے فرمائیں کہ میں اس ای خواہ بندی کا فرماویں گی ہے
میخواہ لہذا اخطیب ہے، بھرتر مرعید یہہ الخلبیت۔ اس بہادر مشریع مسٹر ایڈ
حولیاتیں ایں، سکی پاہزہ، سو رقب، خود گور اور نشانہ، غصہ، جیزیں، علاحدائیں، پردیوں، ماردوں
پسلک کاریں، اپنے تربت، نیس، عزیمات، ویرود، رسپ، حلال فرد، یہے لئے ہیں
اور ان کے بر علس جو مشریعات، بیرونی، مدنیاتیت کے کوئی مغربیں، وہ خارج فار

و پہنچے ہیں۔ پھر جس درج کا نتیجہ کی جسکی بحق اُنچی چیزوں کی حرمت کا اعلان، حکام اور حکومت سخت آن پاک میں بھی کیا گیا ہے جو اگلی شریعت میں بھی حرام قرار دی گئی تھیں مگر ان کو بعض بیخ کا نتیجہ تھے جیسے کہ مرد اور جانور اور خنزیر وغیرہ، اسی طرح مشروبات میں تھوڑی بھی شراب کی حرمت کا اعلان بھی خاص احتمام سے کر آئی پاک میں بھی کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُس کے باوجود میں غیر کوئی احتمام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی برائی سے اس مسلم میں خلایت کرنے سے آپ نے امتنید فرمایا۔ جیسا کہ آگے درج ہونے والی احادیث میں حکم ہوا گا۔

شراب کی حستہ کا حکم۔

شراب کے حرام قرار دیے جانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اُس کے متعلق سے اُوی کم از کم کچھ دیر کے لئے اس پر ہر عقل و ذہن سے غرور ہو کر جو اس کے پورہ دگار کا خاص الخاص عذر اور حستہ الحی کا دوسرے ہے، اُن جوانوں کی صون میں آجاتا ہے جن کو ان کے پیش کرنے والے نے معقل و تیزی کی نعمت ادا پی خاص عرف کی صلاحیت عطا نہیں فرمائی اور دی انسانی کا انتہی اور پُرانے سے رُاظہم اور اپنے پورہ دگار کی انتہائی ناٹکی کیا ہے۔ اس کے علاوہ فتح کی حالت میں بسا اوقات اس سے ساتھی نہ اتنی مناسب اور شرخاں جو تھیں سرزد ہوتی میں اور وہ شکران کا کھلتا بنا جاتا ہے، علاوہ ازیں شراب تو شی کے نتیجے میں بھی اوقات بہت سے دودن کی کھلکھل کی فراہمی پر بجا تھیں۔ اسی لئے تمام آسمانی شریعتوں میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ہر ہمار کے خواص میں مسلموں اور نہ مسلمین پر وہ نے اس سے پر بہر کیا ہے اماں کے خلاف جو جو کوئی ہے۔

آگے عالم اور پیشہ شراب کے بالمعنی میں وہ اونچی اکٹھی پر نکلا جائیں کے قدر میں رہتا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشت کے وقت اور غالباً اس کے بہت بچھے

سے غریب میں خاص کر اپنی دیرینہ میں شراب کا بیگد، دارج تھا، مگر کھم شراب نہیں اور پی جائی تھی، اس سے وہ فشاڑ و سرو د بھی حاصل کیا جاتا تھا جس کے لئے علمائے پہنچ والے اس کو پیجھتھیں، اس کے علاوہ اس ماحول میں شراب نوشی کو ایکسو خلافی عللت و نتیجت کا تھا۔ بھی حاصل تھا وہاں کا فائدہ اسی برحقاً کہ دولت نزد لوگ شراب پی کر نہ کی حالت میں خوب داد دو، میش کرنے اور مال لٹاتے تھے جس سے غریبون کا بھلا بھوتا تھا اور اس کی وجہ سے شراب نہ مہنا یا کم پیتا جعل و بخوبی کی حلاست بکھرا جاتا تھا۔

بھی حال جوئے کا بھی تھا وہاں جوئے نے کچھ خاص طریقہ رکھ لئے تھے اور جو صرانما در دریاں و میکھیاں وہ اچھی تھے اور جو کچھ جنتے تھے وہ غرباً اور حاجت مندوں بھیں، زادتے تھے اس لئے بھوایا بھی ایروں کا ایک جزء محل تھا، اس سے غریبون کا بھلا بھوتا تھا۔۔۔ زندہ بیانات کی روایات اور شاری میں اس کا پوچھا نہ رکھا تھا۔۔۔

شراب اور تحریرے میں نافعیت کا تالیف بھی وہ ان علیحدائی جس کی طرف اشارہ شدہ بعترہ کی اس آبیت میں بھی کیا گیا ہے جو شراب اور فتوئے کے اسے میں سمجھے پہنچا رکھی ہوئی تھی۔۔۔ بہر مال شراب کا بھوئی تحریر وہاں ماسر، داری تھا اور گیری وہ اونکی بھنی بیک پر کی رہی تھی اسی اس کے دوسری فرشت عادی تھے اور ان کی تبلہ میں، اس کو ایک عللت بھی عالی غصی اس نے اس کی مانعیت کی بارہ میں ابتداء کا قزم تبدیلی نہ کر، میں رکیاں لیکن جب کوئی سماں اس کی ملاحیت پیا تو گئی کو قطعی حرمت کا اعلان ہو جائیں یہ وہ اس کو عللت بھجوادے کو قبول اتنا سخت نہ کریں اپنی کی خانست زدی بھی، اسی دلیل سے بھنی اور بھی اسکی اسکی احکام جو اسی کیلئے بھی کا مقصود صرحت کر دی کہ اپنی ایمان کے دوسرا میں اس اخیر الحجات سے تھت غفران پیدا ہو جائے، اسی ایمان سے جو ایک بیرونی اور کسی آرزوی کی عللت ایک اور اس لئے لے گئے۔۔۔ اس تھیہ کی بہو شاری کی تکمیل کی تھیں اُن کی دو فرمائیں تھیں اُن کی دو فرمائیں تھیں

عشرين يوماً

(٢٩) عن أبي هريرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يذكر أمة
فيوم الشفاعة ساق الله عذابه و ساق العذاب بعده و هم
يشربون فيها ذياباً يأكلون الميتة فما ألوه عنهم ما في زمان
يُسئلونه عن العترة المطهية إنما يُسأل الناس ما حذر من
عليه إهلاً و ملأ نواياه ثُمَّ حتى إذا كان زواله صار إلى زمان
من التهاب هم يأكلونه ويختلط في فداءه ثم يُسئلون
آية أخلاقها منها "يا أيها الذين آتوكم العذاب" الصلوة
و الشفاعة مكاريه الأبية و كانوا يشربون حتى تدركه أعلق
منها "يا أيها الذين آتوكم العذاب" و الميتة الأبية
قالوا إنَّه ليس شفاعة لك يا أبا قحافة سؤال الله تعالى فما فعلوا في حسبي
الله أو ما أنا أغلق فرب شهر كانوا يشربون العذاب و ما كانوا
الميتة وقد جعلها الله رخصاً من حمل الشيطان
فتركوا ليش عقل لغيره آتىوا الصيفي و حبنا مج
فيها طعنة الأبية

حضرت ابوبكر و علي و ابراهيم و يزيد و شراب و عاصم و سعيد
بن العاص و سعيد الكندي و جبلان اعماليه كذا و ولد ابي صالح الظاهر بن سليمان
و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي صالح و حسنة
و حسان اصل ابي صالح و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي صالح
و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم
كذا و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم و ابراهيم شفاعته ابي ابراهيم

رسہم کی ختم تعلیمات اس کا نہ کھپا کرو مرا عن سے بندوقی چڑی میں نہیں کھائیں (الشام)

ان کے اس حال کے حباب جیسے (سرہ) بخوبی آئیں نازلہ ہوں۔

يَعْلَمُونَ لِقَاءَ عَنِ الظَّهِيرَةِ
لَهُمْ بَشَرَّ وَأَنَّهُمْ مَنْ شَرَبَ أَوْ
الْعَصِيرَةِ ثُمَّ يَتَوَسَّلُونَ
جَنَّةَ كَمْ بَارَ سَرَّهُ الْكَرَبَلَةَ هِيَ تَبَعَّدُ
كُلُّ دُرُّ وَدُسُّ فِي الْمَسَافَرِ
أَنْجَسْ بَارِيَّكَلَاسْ رَادْ جَرَوْلَهُ بَلْ كَلَاهَ،
وَإِنْمَكَهَا أَكْسَى تَجْرِيَتْ
جَنَّاتُهُنَّ كَمْ نَادَهُمْ سَهَّلَتْ.
لَفْحُهُمَا

وَكَمْ بَهَنْ خَلَكَار (رسہم آیت ۱۷) شراب اور جسم کا تعلیم کے ماقوم ہم فدا نہیں
دیا گیا ہے، آوارہ لوگ (مجھے اپنی بکھر جوئے) اس کے بعد بھی پیشے رہے یہاں تک کہیں کہ
دن یہ فاخر پیش کیا کہ ما جوین میں سیدیکہ ماحب اپنے کہہ سایقون کے ساتھ اپنے اپنے نہیں
تھے اور اسست کہ ہے تھے اور اس میں تھے، انہوں نے فرما کیا کہ جاؤ اُنکے دل کی اولاد
کہہ کا کہہ ہو گئے) تو شراب کی ٹانکت کے مسئلہ میں پر درستی آئی نازل، بوئی جو اپنی
آیت کے مقابلہ میں فدا وہ سخت تھی۔

يَا أَيُّهُ الَّذِينَ آتُوا مِنَ الْأَنْقَارِ
لَمْ يَأْتُوا بِأَنْوَافِهِمْ إِنَّمَا مَا نَادَكَ
الضَّلَالَةَ قَاتَلَكَ شَكَرَى
بَلْ مَنْ جَاءَ بِهِمْ بِكَلَرَهُ مُؤْمِنٌ بِوَالَّذِي نَهَى
حَتَّىٰ كَلَمَوْنَ الْغَوْلَقَنْ
رَجَسْ بَارِيَّتْ مُؤْمِنٌ بِهِمْ وَرَجَسْ كَلَاهَ

کحمدہ ۶۹۰

ٹکر کر لوگ اس کے بوجی گلابی کیجھ برتے، پیشے رہے (اہ بیکہ جن دوسرے میانہ
سے حرم ہے اس کا کام کرنے کے لئے کہاں کے قرب تھا پیشے تھے) تو سورہ نادرہ کی وجہ
کیمی نازلہ وہی جو پہلی دنزوں کی تعلیمات میں زیادہ سخت اور صاف تر تھیں۔

يَا أَيُّهُ الَّذِينَ آتُوا إِنْسَانًا
لَهُ وَإِنَّهُ لَإِلَا بَاشْرٌ شراب اور جو

العنزة والشیرة واللثمه
ذ الارضه اور خسق من عسل
السيطان فاجتنبوا هذه لثمه
تمام حذفه والثمنه بدل لثمه
أو قويق ميتشكم العقل اوه
ك البغضنه في القبر والبيت
ذ لثمه سکن عنده ذكر الله
زعني الضلله، فعل انسنك
مشتهون،
بادا ذكمه،

جبره آذن نار الهرمود ونحوه نے کہا "انتمیناں بن کا، رسے بالکھر بھگا،
بھم انکئے اور بھمساں کو بال جھوڑوا" — بھردا لگدئے بھول افراد
صل لثمه سکن سے وظی کیا کیا اول اشتراحت اہل اگوں کیا کیا اقسام بھا جو رہ
خواہیں شہید ہو چکے میں اپنے بزرگ بزرگار پر بار بار کر ان تعالیٰ کر چکے ہیں اور وہ
غراۓ بیکاری اور جسم سے حاصل کیا ہو اسی کیا کہتے تھے — اور اب افراد کا
خانہ ان دھن کو پلاں اور قبطانی الی قرار دیتے اڑ تو جماں سکھو جماں ایں دھنیں سیں پوش
تحاہ اور اسی اسی انتقال کر گئے ہماؤ خواہیں شہید ہو گئے تھے کہ خوت میں افسوس
سکھ کیا صللا (وکی) تو اس کے حباب بیرون میں ملئے تھے، اول جملہ۔

لیش علی الگذین آمئوا آدم صاحب زین احمد اور یحییٰ علیہ السلام جو روایت کی
گلہ (ادم صاحب زین) خیلہ سجنہ اور کلکٹ
و حییلہ لولا القبلی خضری جناتیج

فِيْهَا اطْعَمُوا اَذْنَانَ اَنْقُوَاتٍ
بَيْنَ رَبْكَةِ الْكَاهِلِيَّةِ وَرَبْكَةِ الْهَادِيَّةِ
اَسْتَوْدُ اَذْعِيْلَةَ الظَّرِيْحَتِ
لَا كَنْزٌ لِرَأْيِكَ اَنْكَنْدَلَهُ تَعْلِيَّهُ
الْاَيْشَةِ دَلْسَهُ مَنْهُ بَدَاهُ اَنْهَى مَدَاهُ
بَنْ اَلْ (منابر)

(تشریح) حدیث کی تشریح کے رکاوے کے ضمن میں جو بالکل بگئی گئی ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث سے ہے اس حکم میں جو کہ اس طرز کی حکم سے کاملاً متفاہی نہ ہو بلکہ وہ زیر انتشار کیا گی اور اس خریں طور پر ادا کیا جائے اس کے باوجود یہی ترجیح منع تعمیل المغینatan فریکار اس کی علیحدہ حرمت کا اللائق خواہ رہا گیا۔ بعض روایات سے حکم علیحدہ کرنا آیت کی شرط میں ناصل ہوئی۔

(۴۲۴) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَكَمَتْ سَاقِيَ الْفَوْمِ فِي مَسْنَزِيْلِ
أَنْيَ طَعْنَةَ فَتَرَلَ تَعْرِيْفَ الظَّفَرِ فَأَصْرَمَتْ لَوْيَا فَعَالَ
أَبْنَ طَعْنَةَ مُنْتَخِرَ الظَّفَرِ تَاهِلَ الظَّفَرِ فَقَالَ سَاقِيَ حَمَتْ فَقَلَمَ
هَذَا أَمْسَادِ بَلْلَوْيَ الْأَهْمَى الْمُنْتَرِ قَدْ حَرَمَتْ فَعَالَ فِي الْمَهَبِ
فَأَمْرَأْتُهَا فَعَالَ تَعْرِيْفَ فِي سِكَّةِ الْمُبَوَّبَةِ فَعَالَ وَكَامَتْ
حَمَرَ مَطْرَبُوْ مَشِيلِ الْفَصِنْطَرِ فَعَالَ بَعْضُ الْفَوْمِ فَرَسَلَ فَوْرَ
وَهُنَّ فِي بَطْوَرِ يَعْرِيْلَ فَعَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَقَيْسَ عَلَى الْكَدِيرَتِ
اَسْتَوْدُ اَذْعِيْلَةَ الظَّرِيْحَتِ جَنَاحَ فِيْهَا اطْعَمُوا

بَنْ اَلْ (منابر)

حضرت اس روایت کے عذر سے رہا ہے یہ کوہر بہر (پنی اور بہر) الہلی
الصلوک کے کھر سی بیس قائم فی کوہ شراب کا درجہ ملے رہا تھا اور سی بیانے والانفعان
روی اللہ سلطان اثر حبیب علم بر شراب کی حرمت کا حکم ناصل ہو گیا ایسی صورت ادا کی

وادیت نازل، اگری جسم سب شراب کو ترجیح میں عین الشفیق کان و بنکاراں
کو غصی خام قرائیدا گیا ہے) اور پس نے اُنیں ایک ملادی کو حکم رکھ دیا اسکا اعلان
وہیں میکا کردہ، چنانچہ اس نے اسکے طبق اپنے کارکرکے اعلان کیا، وہ اعلان نے مجھ سے
کافر اُنیں باہر بنا کر بخوبی کھینچا ہے اور کیا اعلان بہردا ہے؟ اسی باہر بخواہد
(وایس اُگر) میں نے بتکایا کہ ملادی کی اعلان کہدا ہے کہ شراب ہم بھی تو اعلان
نے مجھے حکم دیا کہ جاذب اس ملادی خرابی کا باہر لے جاؤ کر بہاد۔ — چنانچہ اسکے نے
اس را کیا کیا اعلاد دوسرے مفرط میں سما شراب بھائی کی جس کی دیر سے شراب دیتے کی
مجھیں سے بنتے گی۔ — اُنکے نیک کو اس ملادی شراب تھی جو نفعی بول جاتی ہے
— پھر بھی اُنکوں کی زبان پر بر بات آئی کہ ہست سے بونگانی خدا اُسی حالت
میں مشیر ہوئے ہیں کہ شراب اُنیں کھیتی میں تھا روانی کا کیا انجام ہو گا؟ تو انہوں
 تعالیٰ نے رأیت: *اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي الْأَرْضِ* (عَلَى الْأَرْضِ أَسْتَوْدَدْتُكُمْ إِلَيْكُمُ الظِّلَالُ
جَنَاحَيْ فِيَّا طَعْمَنَّتُمْ وَرَجْسَ كَالْعَلَبِ) ہے کہ جو لوگ شراب کی طبع ہوتے
کے اس حکم کے آئے سے پھر اس دُنیا سے جا پچے اعلان کی نزدیکی ایمان اور ملی
حدائق اور نعمتوں والی تھی اُس پہلے دو دلے کھانے پہنچ کے ہوئے میں اُن سے
کوئی معاشرت نہ ہوگا۔

رجی خادم و محاسن

(شروع) مفعلاً، ایک خاص قسم کی شراب بنائی جاتی تھی کبھی بھی بھروسے کسے بایک
ٹھکنے کر کے اُن کو پانی میں ڈال دیا جاتا تھا، ایک مقررہ وقت کرنے کے بعد اس میں سرہ و دار
نذر پر اس روجا تھا، اُس زمانہ میں یہ اوس طرح جب کی ایک شراب تھی جو بہت سلف
سے بہت جاتی تھی۔

(۲۲۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَكَانُ حِينَدَةِ الْخِيْرِ
رَأَيْتُمْ مَلَكًا أَنْزَلَتِ الْمَلَكِيَّةَ سَأَلْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ عَمَّنْهُ وَقَدْ شَرِكَ فِي تَبَرِّقَانِ أَهْرَافِ قَوْمٍ

رواہ الموصوی

حضرت ابوسعید خدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پادشاہ نے اپنے شراب کی جو ایک تیم بچپن کی میکس تھی تو جب حسنہ امداد دینی (اس کی وجہ اور حسنی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی قلیلی حرمت کا حکم بیان کروائے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شراب کے پارے میں پوچھا کہ اب اس کا کیا کیا ہے تو اس نے یہ عرض کر دیا کہ دیکھی تیم بچپن کی میکس تھی اس کے پارے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو پوچھ کر دیا جائے اور پہاڑ دیا جائے۔

(جماعۃ ترمذی)

(مشعر صحیح) مطلب ہے کہ آپ نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ اس کو کسی بغیر مسلم کے احمد بن حنبل یا احمد بن حنفیہ کی طرح بھی اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جائے۔ اور حضرت انس بن میاں کی ایک روایت ہے کہ شراب کی قلیلی حرمت نازل ہونے سے کچھ ہی پہلے ابو علی الغاربی رضی اللہ عنہ نے بعض بخوبوں کے لیے وہ ان کی سرپرستی میں تھجھ انہی کے حساب میں شراب خریدی تھی اس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میافت کیا کہ اب اس کا کیا کیا جائے تو آپ نے ان کے فرما، "اهرف الخمر وَا كسر اللہ ها،" یعنی شراب کو بہلا د پہنچ کر دو اور جن ملکوں میں وہ ہے ان کو بھی توڑ دو۔

شراب کی حرمت اور شرابی کے بارہ میں دعیدی ۔

(۲۲۲) حَنَّ أَبْنَى عَمَّرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَحْلُ شَرِيكِهِ خَمْرٌ كُلُّ شَرِيكٍ حَدَّرَهُ وَمَنْ شَرِيكَ الْخَمْرِ فِي
الْأَدْعَةِ إِفْهَامٌ وَهُوَ يَدْعُ مِثْلَهُ لِغَنِيمَةٍ لِمَنْ حَظِرَ بَعْدَهُ

رواہ مسلم

الآخرة

حضرت عبد الشریع ہر رفیق اشترانہ سے حدیث ہے کہ رسول اپنے حملہ میں ہم
نے فراہما کہر فشاہد جیز ریخی ہر وہ مشروب جس کوپن کرنے کا جائزہ ہے خر شرب ہے
حصاناق ہے اور حرام ہے لور جو کوئی دنیا میں شراب پیجے اور اس طالہ میں مر ساد
برادر شراب بیجا ہے اور اس سے توبہ نہ کی جو کوئہ آخرت میں حدیث کی شراب

(صحیح مسلم)

لور صدرم سہکا۔

(۲۲۳) عن جابر بن عبد الله رَجَلٌ قَدِيمٌ مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ شَرَابٍ يُشَرِّبُ فَلَا يَكُونُ بِأَنْ يُضْهِرَ مِنْ الدُّرُجَاتِ يُقَاتَلُ إِلَيْهِ الْأَيْمَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْنَ شَرَابٍ وَهُوَ قَالَ لَمَنْ تَعْمَلْ كَمَلْ مُسْكِنَكَ حَرَاجَةً —

إِنَّ عَلَيَ اللَّهِ عَهْدٌ لِمَنْ يَشَرِّبُ الشَّرَابَ إِنْ يَسْتَقِيهِ مِنْ طِينَةِ الْخَبَابِ فَأَنْ يَأْمُولَ اللَّهَ وَمَا طِينَةُ الْخَبَابِ فَقَاتَ لَهُ فِي أَهْلِ الْكُفَّارِ الْأَوْعَصَادَةَ أَهْلِ الْمَقَابِ — وَالْمُسْلِمُ

حضرت جابر بن عبد الله رضی عنہ روایت ہے کہ ایک شخص کو سے آیا اور وہ اپنے
کلم اور علم سے ایک خاص قسم کا شراب کے ارسے میں سوال کیا ہوا اس
مالو میں پی جائی تھی جس کو جیز کہا جاتا تھا اور وہ پینا سے نجیب تھا، اب تے
اس آری سے پہنچا کر کیا، فخر پیدا کرتی ہے، اس نے کہا کہ اس سے نہ
بتوتھی، تو آپ نے (یا اک رامول بات ہے کہ) ہر نفع اور جیز تمام ہے لازم
آپ نے فراہما کو سنو (فرہ نہیں) اسے کے لئے اپنے کام بھروسہ جس کا بروار ہاں
لئے اپنے دیے لازم کریا ہے کہ وہ اپنے سی اس کو طینستہ الْخَبَابِ ہے
مدد پالائے گا، وہ کوئی نہ عرف کیا کہ یاد مول، فخر طینستہ الْخَبَابِ کیا جیز
ہے تو آپ نے فراہما کو دیکھ کر جنم سے مُکْلِفَ الْأَبْيَضَ، یا فراہما کو دیکھ کر

رجح مسلم

رَتَشْرِيفٍ، بِمَنِي رَاوِيَ کُو فَلَكَ ہے کہ طَبِيعَةُ الْعَبَدَانِ، کی دو احادیث کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "عَزْفُ أهْلِ التَّارِیخِ عَنِ اهْلِ التَّارِیخِ" عَصَارَۃً أَهْلِ التَّارِیخِ پھیلایا اور
"عَزْفُ جِنِیْلَ کَالْجِنِیْزِ" اور دوسرے کا ترجیح "دُذْنُوں کے جسم سے بچنے والا" کو دوسرے
بہر حال شراب کی حرمت کے بعد اس کا پہلا اتنا بڑا اجرم ہے کہ اس مورث کے ساتھ اپنے
اللہ تعالیٰ نے رُطْبَنَیَا ہے کہ جو شخص اس دُذْنِیں شراب سے دُبُّی رکھے گا اور طائفہ
کے اس دُذْنِیا سے چلا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو شراب سے نجی کی پاداش میں طَبِيعَةُ الْعَبَدَانِ
ضرور پڑائے گا۔ **اللَّهُمَّ إِنِّي حَفَظْنَا!**

(۲۲۷) عَنْ أَبِي أَنَّاسَةَ قَالَ قَاتِلُ الشَّيْطَنِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَیٰ بَعْشَنِیْ رَحْمَتَهُ لِلْعَالَمَيْنَ وَهُدَیْ رَحْمَاتِ الْعَالَمِيْنَ وَ
أَمْرِقِیْ زَرِیْقِ عَزْرَوْ جَلَّ يَسْعَى لِلْمَعَازِفِ وَالْمَرَاضِرِ وَالْأَدَنَوْ
وَالْكَلِبِ وَأَمْرِ الْمَاهِلِيَّةِ وَحَلَقَ زَرِیْقِ عَزْرَوْ جَلَّ يَعْرِقَ
كَالْمَطْرَبَ عَنْدَ مَنْ يَعْقِدُنِیْ جُزْعَةَ مِنْ خَمْرِ الْأَسْقَفِيَّةِ
مِنْ الصَّرَبِيَّوْ مِشْقَهَا وَلَا يَتَرَكُهَا مِنْ تَعَاقِبِ الْأَسْقَفِيَّةِ
وَمَحْرَجَهَا مِنْ الْقُدُسِ۔ **رواہ الحسن**

حضرت ابو ابرہیم الحضرت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نے ارشاد دیا کہ احتیاط کالا نے بچتا قامِ عالم کیلئے رُزْخَت اور سب کے لئے دسیرا
روایت ہے کہ میکلہ ہے اور سبے یہ مددِ الگد و خوبیں نے بچے کیوں اسے عازت و مرا بر
لے گیا بر رہنا کے باوجود اس کے شادی پر کا اور بُت پر کیا اور ملیب پر کیا کہ شادی پر کیا
اور قام درہم جا بڑستہ کشم کردینے کا، اور یہ رہب بڑوں میں نے یہ قسم کی کافی سچکہ
بری رُزْخَت و بِلَالَ کی قسم یہ ہے بندول ایسے جو بندوں شراب کا یک گھونٹہ بھی ہے

کافر میں آخرت میں اس کو اتنا بھا جو پیپلہ فرو پالاں گا۔ اور ہذا بندہ یہ سے خود سے
شراب کو پہنچ دے گا اور اس سے اپنے ہے آؤ جسما خوت کے قوی کو خوندک شراب یعنی
اپنے اس بندرو کو خونرہ شکر کراؤں گا۔ (منظومہ)

(مشترک) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حیر اصلاحی کام و کوں افڑھی اللہ علیہ وسلم کی بخشش
کے خاص مقاموں سے ہیں ۔ ۔ ۔ بُشْرٌ بِحَقِّيْ اَوْ مُلِّيْتٍ بِرَسْتِيْ لَا تَطْعَمْ قَنْدَرًا، زَمَادَرًا مَلِيلًا
کی جانی کو رسم کرنے کا اور سماں تھے دُزَارَمِيرْ بِعَنْتِيْ هَرْ قَمْ کے باوجود کے روایج کو نہ لٹکا
سماں ان باوجود کو کہا جاتا ہے جو مادہ سے جائے جاتے ہیں جیسے ڈھولک، مبلک، سارہ
سازگی وغیرہ۔ اور دُزَارَمِيرْ بِعَنْتِيْ میں جو خصوصیت ہے جائے جاتے ہیں جیسے شناختی اور بالسری
و فیرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سب بائیسے درصل لمحو و حب اور حق و فخر کیا جائیں
ہیں، اور دُنیا سے ان کے روایج کو مٹانا و مُكْبَلَ اللہ علیہ وسلم کے ان خاص
کاموں میں سے ہے جو کے لئے آپ بھوٹ ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامور
ہیں ۔ ۔ ۔ لیکن کسی قدر دُکھ کی بات ہے اور شیخان کی تھنیہ بڑی کامیابی ہے کہ زرگانوں
کے بزرگات پر عزمون کے نام سے جو نیلے ہوتے ہیں انہی میں دوسری خلافات کے علاوہ
سماں تھے دُزَارَمِير کا بھی وہ زور ہوتا ہے کہ حق و فخر کے کسی نمائش میں بھی اس سے زیادہ
ذریحوں ناوجگا ۔ ۔ ۔ کاشیہ وگ کبھی سکھ کر خدا کی بندگیوں کی روحوں کو ان خلافات میں
ان باوجود کاموں سے کتنی تکلیف ہوتی ہے، اور یہ رسول افڑھی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں
شیخان کے شش کو کامیاب بن کر زور بڑی کو تھا صدر پر پہنچا ہے ہیں ۔

حدیث کے آخری حصہ میں شراب اور شراب پینے والوں کے بارہ نیز، اور خدا کی خوف
سے شراب سے بچنے والوں کے بارہ میں جو کچھ فرمایا گیا تھہہ کسی دعاوت اور شرعاً کا
ممانع نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنے اپنی بندوں میں بشار فرمائے جو اس کے
حکم سے اور اس کی پلائید ملاب کے خوف سے شراب سے پر ایز کرتے ہیں اور جنت کے

قدیم چونوں کی شراب طور سے میں شراب نہ رائے۔

لشہ آندر شراب کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

(۴۲۵) عنْ جَابِرٍ أَنَّ رَحْمَوْنَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَمْسَكَتْ كُنْتَ فِي رَبْرَبَةِ حَرَامٍ

جاءَهُ ابُوهُنَادُ وَالْأَنْزَادِيُّ وَابْنُ سَاجِدَةِ

حضرت چابر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شراب کی زیادہ مقدار لٹھ رہی کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔
(سفید ابی وادی جایا ترمذی السنن ابن ماجہ)

[توبہ توبہ ایک اخون کی کیمی ہر یعنی منہ امور اہل سنت را دو دن بیرون سے خلصت
عائدو صدقہ و حقیقت حداستہ بھی مردی کا ہے ۶۰]

شراب بطور دوا کے بھی استعمال نہ کی جائے۔

(۴۲۹) عَنْ وَائِيلِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ مُؤْنِيدَ سَاعَانَ الشَّيْعِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَسَنِ فَعَنْهُ أَنَّهُ أَفْتَعَلَهُ لِلْذَّدَادِ وَأَنْعَالَ إِنْتَهَى لِيَقْتَلَ دَاهِيَةَ الْكَفَرَةِ

ذَاهِيَةً دروازہ مسلم

حضرت وائل بن فخر حضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن حمودہ
رحمہ اللہ عنہ طور کے اہم نیکہ سولہ نوں صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اور
آپ نے ان کو شراب پینے سے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اس کو دو دن کے
لئے استعمال کریتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ وہ دو دنیں ہے بلکہ وہ تو بیار کا ہے (معاشر)

رسوی صحیح بعض قرآن کی بتا پڑ کچھ آگر اور ملاد کی رائے یہ ہے کہ حدیث اسی وجہ کی ہے جبکہ شراب کی تعلیٰ حرمت کا حکم نازل ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص حملت اور محضر کے لئے (جو اگلے آنے والی بعض سورتیں سے معلوم ہو جائے گا) شراب کے بارے میں اتنا تھی تخت نویہ ہگانی طور پر ختیار کیا تھا اور اس سلسلیں بعض ان چیزوں کو جیش فراہما تھا جن کی بعد میں آپ نے اجازت دے دی۔ اس بتا پڑ ان حضرات نے اس کی گھنائش بھی ہے کہ اگر کسی اپنے بھنپ کے باسے میں جس کی زندگی خواہ میں ہو، محمد اور حاذق بیلیب کی رائے ہو کہ اس کے علاج میں شراب ناگزیر ہے تو صرحد دقدار ضرورت استعمال کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم۔

شراب نوشی پر اصرار کرنے والی قوم کے خلاف اعلانِ جنگ۔

(۲۲۶) عَنْ دَيْنَرِ الْعَجَمِيِّ كَيْرَنِي قَالَ قُلْمَتْ لِرِمْوَنِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ رَمْوَنَ اللَّهُ أَكَلَ يَا زَنِ بَارِدَةَ وَلَعَلَّ بَلْمُونَ فِيمَا عَلَّمَ أَمْشِيدِيَا وَلَمَّا نَصَدَ شَرَابَيَا مِنْ هَذَا الْقَسْمِ تَسْقُوئِي بِهِ عَلَى أَهْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ هَلْنَ يُسْكِنُرُ، قُلْمَتْ لَغَرْ عَالَ قَاجَنْتِيَوْهُ فَلَمَّا رَأَيَ الدَّنَامِ عَلَيْهِ شَرَابَيِّيْهِ قَالَ إِنْ لَكُمْ يَنْتَرِكُوْهُ فَأَنْلَهُ هُنْرَ روایہ ابو افرید

حضرت دیلم حیرث کا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزم کیا کہ یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اور واللہ بڑی تھت مفت کرتے ہیں، اور ہم گھوون سے ایک شراب بتا کر استعمال کرتے ہیں اور اس سے وقت و طاقت حاصل کرتے ہیں میں کی وجہ سے ہم اپنے تھت فلت قلب کا ہم گی کہیجے ہیں اور اپنے دک کی سر دیکھا قابل الجی کر لیجے ہیں۔ . . . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میر و مسلم نے دیا گفت فرمایا کہ اس سے نفع نہ ہے؛ میں نے عرض کیا کہ مال دہ نفع
ہے را کرنے ہے تو آپ نے اہم شاد فرمایا کہ پھر اس سے بچوں ابھل استھان نہ کرو۔
میں نے عرض کیا کہ حضرت دہان کے دوگ اس کو جھوٹ نے والے نہیں، میں ایعنی
جیسے اس کی امید نہیں ہے کہ وہ کنجھ سنتے ہے اس کا استھان پھر دوں (آپ نے
ہوشاد فرمایا کہ اگر رنجھوڑیں تو ان سے جنگ کرو۔ (عن ابن داؤد)

(مشترک) اس حدیث سے ایک بات تو یہ حکوم ہوئی کہ اگر کسی علاقہ کے سلطان اپنے عنا
حالات کے خلاف کے اپنے واسطے شراب کے استھان کو ناگزیر اور ضروری تجھیں تسبیحیں کو
ہس کی اجازت نہیں دی جائیں گی۔

دوسری بات یہ حکوم ہوئی کہ اگر کسی علاقہ بستی والے شراب کے استھان پر راجحائی
طور پر صراحت کریں اور بازذم اسکی قدر اسلامی حکومت ان کے خلاف طاقت استھان کرے۔
اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں شراب و شی کتنا ملکیں غرم ہے۔

شرابوں کے واسطے سخت ترین دعید ہے۔

(۲۲۷) عَنْ أَبْيَنِ عَمَّارِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَقْرَرَ مِنْ مِنْ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ لَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِمَا فِي بَطْنِهِ فَإِذَا مَاتَ لَمْ يَقْضَ

حضرت جہود الشریعی عباس رضی الفڑح عزیز سے، حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میر و مسلم نے فرمایا کہ بیش شراب پہنچنے والا اگر اسی حال میں مرے گا تو خدا کے سامنے
اسکی پیشی شرک اور بُت پرسند کی جرج ہو گا۔ (رسد احمد)

(۲۲۸) عَنْ أَنَسِ قَالَ لَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةُ عَالِمٍ حَمَدٌ مُغْتَصِرٌ هَذَا مُشَارِبٌ هَذَا مَسَاقٌ هَذَا

فَحَمَلَهَا وَالْمُخْسِلَةُ إِذْئَا وَبَرَأَتْهَا وَمُقْبَلَتْهَا وَزَوَّاهَهَا
وَأَكَلَتْهَا

رواہ البتری

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ شراب سے بحایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خراب کے ملکے میں راس سے تھنی رکھنے والے (وقت آدمیوں پر بڑت کیا۔
ایک رات الحیرہ غیرہ سے اشراب پچھنچنے والے ہی را گرج کی دوسرے کے لئے پچھنچنے)
اور علٹا پینچہ اس طبق پچھنچنے والے ہی اور ان کو پینچنے والے پر اور سماں پر بھرنا نہ فلانے
پر اور اُنہیں پر بھرنا کیا کیا تھا مادا ان پر جس کے لئے وہ لے جائی جائے اور
ان کے زیجہ نہ لے اور خراب نہ لے اسے اور ان کو پر جو کسی دوسرے کو پر جو اور جو میں
خراب سے اور ان پر جو اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائے۔

(رجاہت ترمذی)

(اشتریح) اعنت کا طلب ہے خدا کی رحمت اور اُس کی بگاؤ کرم سے گھوڑی کی بدھا۔ اس
ہناء بر حیرت کا طلب ہے جو اُنکو شخص شراب سے کچھ جی نہیں رکھنے خواہ اس کو نانے والا
یا نانے والا ہو، یا پینچنے والا ہو، یا خریدنے والا یا پینچنے والا یا پینچنے والا اس کی کوہرہ
کرنے والا ایسا اس کو کسی کے پاس پہنچنے والا ہو، ان سب کے لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بدھا کی کردہ خدا کی رحمت اور اس کی بگاؤ کرم سے جووم رویں
قریب قریب اسی حکومت کی حیرت ستر احمد اور سیف الدین اور میر حضرت عبد اللہ بن عباس
عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مردی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے ارشادات نے صحابہ کرام کو شراب کے
بانے میں کتنا شوت پسند نہیں کیا اس کا اندازہ اس لیکن دائرے کیا جا سکتا ہے
کہ حضرت سعید الحنفی و قاضی رضا و حضرت حجر کے الحجر کے باقات تھے، ایک دفتر ان میں
بہت پہلی آیا تو باغوں کے اُس میانگانے جوان کی دیکھ بھال اور خلافت کے لئے الیک

طرف سے مفرغ تھا اور ان کا ستو طارم تھا، ان کو خدا کی کائنات میں اگر کی پرستی دا
بھروسہ ہے اور جیسے ان کے فائع امور باد ہو جانے کا انتیزیر ہے تو اگر آپ کی رائے تو
تو میں اگر وہیں سے شیرہ حاصل کر کے محفوظ کروں؟ — حضرت محدث نے اس
کے جواب میں خط لکھا۔

إِذَا أَجْهَاهُنَّهُوَ حِكْمَةٌ فَإِذَا عَزَّلُنَّهُ صَيْغَةٌ فَوْاللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
يَعْلَمُ مَا يَنْهَا إِلَيْهِ وَمَنْ قَبْلَهُ بِرَأْيٍ غَلَطٌ فَرِيقٌ بِهِ وَمَنْ بَعْدَهُ بِأَنَّهُ أَكْثَرُ
يَقْرَئُ بِهِ جَاهَدَهُ خَلَقَهُ فَمَنْ كَيْدُهُ بِعِصْمَتِهِ فَإِنَّمَا يَعْلَمُ بِهِ
بِرَحْمَةِ اللَّهِ الَّذِي أَنْشَأَهُ مِنْ تُرْكَانَ الْأَنْوَارِ إِذَا مَرَّ بِهِ
بِرَحْمَةِ اللَّهِ الَّذِي أَنْشَأَهُ مِنْ تُرْكَانَ الْأَنْوَارِ كَمْ كَانَتْ مَسْكِنَةٌ
بِرَحْمَةِ اللَّهِ الَّذِي أَنْشَأَهُ مِنْ تُرْكَانَ الْأَنْوَارِ كَمْ كَانَتْ مَسْكِنَةٌ
جِنْسَهُ شَرَابٌ بِتَالِيٍّ جَاسِكَيٍّ ہے۔

ہر زندہ اور حیرز حرام ہے ۔

(ب) (۲۴) عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ يَقْتُلُنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَعَادًا إِلَيْيَ الْمُتَعَذِّرْ صَفَالْهُ غُواصُ الْكَافِرِ؛ تَبْشِرُ أَوْلَاهُ تَقْرِيرًا وَتَبْعِيزًا
وَلَا تُفْتِرُ أَقْوَانَ فَقْلُتُ يَارَسُولَ اللَّهِ أَفْتَأْنِي مُشَرِّاً بَيْنَ سَكَنَتِ
نَصْنَعَهُ سَابِلَيْنِ الْبَيْتِ وَهُوَ مِنَ الْفَقْشِلِ يُلْبَدُ حَتَّىٰ يَسْتَدَدَ
وَالْمَرْزُرُ وَهُوَ مِنَ الْمُرْتَبَةِ وَالْمُكَبِّرِ يُنْبَتُ مُحَقِّي بَيْنَ دَقَانِ
وَحَتَّىٰ تَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُغْنِيَ
جَوَامِعَ الْمُكَلِّمِ بِخَوَاقِيهِ فَقَالَ أَنْهَىٰ عَنْ سَكُنٍ مُسْكِرٍ

آئی مسکر عن الصنایع شاه المغاربی د مسلم و الفعالہ

حضرت ابو موسیٰ اشتریؑ کی امراض سے درد ایسے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دمودت و تشنیخ اور لوز کے دینی مقاموں کے لئے (جیسا کہ دعا و ماذق جبل کوں کی انتہی
بیجا احمد و مگان کو چاہی کرو گول کو دینی حق کی دمودت رینا اور ادا کر رونٹی بخالی
کل) بخاری نے اسی انتہی کے لئے ایسی پیش نہ کیا۔ اس سے دو دور بوجیس اور ان کو دو
بوجیز و گول کے لئے اس ایمان پیدا کیا، اُن کو حکمکاری نہ دیا۔ اب تو کیا
کھنڈیں کیس نے ورنہ کیا کہ اُنکی دو شرائون کے باستثنہ شریعت کا حکم تاریخی، جو
یعنی میں بنایا کر تھے (یعنی وہاں اُن کے پیشے کا عام بنا دیا تھا) ایک دو جسے
دشمن کو دیتا چھوڑ دیتھے بنائی جاتی ہے (غیر حسابی) شہد میں یا ان ملک کو حجور کیا
جاتا ہے بہاں تھک کر اس میں جوش پیدا ہو جاتا کہ اسی کی وجہ پر کہا جاتا ہے خراب جسے جزو کہا جاتا
ہے اور وہ چینا اور بخوار سے بنائی جاتی ہے اسکی پانی میں پھر کوئی اچھا نہ تھا کہ اسے سانک کر کیں
جو شیخ پیدا ہو جو اپنے انتہوں خواص کے باعث میں ابو رونکا اختری نے ترقی کی اور درافت کیا۔ وہ
وہی کہتے ہیں کہ مشرقاً نے رسول اللہؐ کو توحید الکلمہ و خواصہ الکھنخ کی نعمت
علماً فرمائی تھی، یعنی آپ کو اس کی خاص ملازمتیں بخشی تھیں کہ رہبست مختصر الفتاویں
انسانی بحاش، اماع اور یحکم کی بات فرمادیتے تھے رچا پر آپ نے سرسرے موال کے
جو اپ میں، ارتاد فرمایا، اُنہیں عنی سخن مسکر آئی مسکر عن الصنایع۔
(میں ہررا، چیز کی مافحت پتا ہوں جو نہ تاروں ہو اور تار سے آدمی کو من اپل
کر سکے)۔

رسکو بخاری و صحیح مسلم
رسکر منع (اس حدیث سے بطور فاعدہ کیوں کے معلوم ہو گی کہ...) چیز کے کھلائے پہنچنے
نہ پیدا ہو اور نہ اسی چیز کے غلط پوجا کئے دو شریعت اسلام میں مخصوص اور نہ اسی زرد
— اس سے جنگ وغیرہ اُن تمام نیات کا حکم بھی معلوم ہو گی اور نہ سدا کرنیں
اور نظری کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

امت کی شراب فیضی کے بارے میں یا کہ میشین گوئی۔

شراب کی حرمت کے باشے میں شریعت، اسلام کا جوبے لاگ فیصلہ ہے اور دوں اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ نے اس سے متعلق جو سخت ترین رو راختمار فرمایا ہے وہ خود ہر بالآخر
سے مسلم ہو چکھے ہے۔ لیکن آپ پر مذکوف کیا گا اسماں کی شریعت کے ان واقعی احکام اور آپ
کے اس سخت رو ریت کے باوجود آپ کی امت کے کچھ غلام اور دوگ شراب بیش گے اور اپنے
بجا اوپر کیلئے بطور حیر کے اس شراب کا کوئی اہنام بھیں گے اور اس نام کی تبلیغی سے درجن
کو یا خود کو فریب دینا چاہیں گے حالانکہ مرفون نام بول دینے سے حقیقت کیسی برحق اور شریعت
کا حکم بھی نہیں بدلتا اس لئے خدا کے نزدیک وہ شراب تو شی کہ فرم بھیں گے اور نام جملے
کا فریب ان کا دوسرا جرم ہو گا۔

(الصوم) سَخَّنَ أَفِي مَا لِلّٰهِ الْأَمْتَعْرَى أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ نَبِيٍّ اللّٰهُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَسْرِيْلَ زَامِرِيْنَ أَشْجَنَ النَّعْمَرَ
يُسْتَخُونَ قَاتِلِيْرَ اسْمِهِـا — فِيَهُ ابْرَاهِيمُ ابْنُ مَاجِدٍ

حضرت ابراہیم خری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے خود مٹا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ ریت امت میں سے کچھ دوگ شراب
بیش گے اور راز را فریب (اس کا کوئی دوسرا نام دیکھنے گے)۔

(رسخ ابی داؤد، سنن الباجر)

شراب کے سلاسل میں کچھ سخت بہتگانی احکام:-

یہ بات پہلے ذکر کی جا سکی ہے کہ جب سورہ مائدہ کے نزول کے بعد شراب کی بھی
حرمت کا اعلان کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلاسل میں بعض ایسے سخت

بگوئی انلام بھی جاری فراز۔ رجیل کا مقصود صرف یہ تھا کہ اپنے ایسا کچھ دلدار میں اسی
امم المخاٹر سے سخت غصہ خستہ پیدا ہو جائے اور پھر انیجادت کی وجہ سے اس کی حالت میں اس کا
دینبنت پیدا نہ کر سکے۔ دلدار میں اس سلسلہ کی صورتیں پڑھی جائیں۔

(۲۳۲) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَمْرُونَ قَرْمَوْنَ أَنَّهُ سَمِعَ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْهَا هَذِهِ الْكَلَامَةَ وَالْعَدْنَى وَالْمَرْأَةَ قَاتِلَةَ وَالْعَقْدَرَةَ وَالْمَرْأَةَ الْمُبَشِّرَةَ
فِي الْأَسْبَقِ يَوْمَ الْآدَمِ

حضرت مسیح انشو پیر غفرانی اللہ عزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس سے شافعیہ کو دعائیں اٹھانے والے مزلفت یا قیصر میں بیسند ہوایا
جاسئے اور حکم را کیں جس سے کے عجیز دل میں نیز بنائی جائے۔

(رجیل مسلم)

ترشیح) بھجو را علیٰ یا الحجرا اس طرح کی کوئی جیزی پالی میں ذوال دی جائے احتی
در برخی رہے کہ اس کا ذائقہ اور شیر نبی پالی میں آجائے اور نشکی کیغیرہ پیدا نہ ہو تو اس
کو نیز دکھنے ہیں۔ چوتھوں میں اس کا بھی درج تھا اور میس کا ذائقہ آئے والی بعض
حوالوں سے حلوم ہو گا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دش فرماتے تھے۔
حضرت ابو عرب رحمی اللہ عزیز کی اس حدیث میں چار قسم کے جو چوتھوں میں نیز بنائے
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع فرمائی ہے اور حام طور سے شراب بنائیں
استھان ہوتے تھے۔ ایک دل دی کوئی بولی تھی، ستمہ اور مزلفت یا خاص طرح کی
میڈیاں بولی تھیں اور قیصر بھجو رکی خوبی سے ہنا ہوا لیکر رون جو تانقا۔ پرسال
یہ چاروں قسم کے رون حام طور سے شراب میں اختیال ہوتے تھے جب شراب کی بھی
حرست نازلی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برخوبی میں نیز بنائے سے بھی
متع فرمادیا۔ غالباً اس مانع کا مقصود تھا کہ یہ رون شراب کو زاد لا کر دل میں

اس کی طلب اور خواہش پیدا کریں۔ پھر جب شرب کی فضیلت پر بھی طرح رون میں جاگزیں ہو سمجھی اور اس کا اندازہ باتی نہیں رکھا کریں، بلکہ خراشب کو ادا کر کر اس کی طلب اور خواہش پیدا کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برخوبیوں کے استعمال کی اجازت شے دی جس سارکار آگے درج ہوئے والی حدیث میں صراحت دیکھ رہے ہیں۔

(۲۳۴) عَنْ بُرِيْنَدَةَ أَنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ مَعَ الْمَحْمَدِ وَمَكَارَةَ
قَالَ تَعْذِيْتُكُمْ عَنِ الْمَرْءِ وَمَنْ فِي الْمَرْءِ فَإِنَّمَا يَعْمَلُ مُشَفِّعًا
وَكَلَّا لِيَعْتَرِفَ مَعَهُ وَكُلَّا لِيُسْكِرَ حَرَاجًا — وَفِي تَرَاثِ أَبِيهِ
قَالَ تَعْذِيْتُكُمْ عَنِ الْمَأْمَةِ شَرِيكَةَ إِلَّا فِي مُلْكِكُوْنَ وَالْأَكْدَمِ
فَأَشْفَرُونَ فِي حَكْمٍ وَعَلَى يُونَسَيْزَ أَنْ لَا تَشْرُكُوا مُشَكِّعًا

در المصلحت

حضرت پیر وہ زینی اللہ عنہ سید رادیت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو کچھ برخوبیوں کے استعمال سے بچ کر دیا تھا (اب میں اس کی اجازت دیتا ہوں) کیونکہ حضرت برخی کی وجہ سے کوئی بیز خالی واحد حام میں بوجوانی (ہاں پر فوجاڑ سے کہ) ہر فوجاڑ و چیز خام ہے (اب میں سمجھی)۔

اوہ سی حدیث اس طرح بھی رادیت کی گئی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تم کو کچھ کافی چیز سے بچ کر برخوبیوں (لشکریوں) کے موکو کیا کہ درخواست انتقال نہ کرو، (اب میں اجازت دیتا ہوں کی) ہر قسم کے رخصیوں پر بکھر کر کتے ہو، لیکن کوئی غصہ پیدا کرنے والی ہیز برخوبیوں پر بچ کر جائے۔

(صحیح)

وقتشریح اس حدیث سے بات واقع طور پر معلوم ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرب کی قطبی حرست نازل ہو جانے کے بعد اس کے بعد میں پکڑیا ہے بخت حکم نہ کرو، بالآخر سے دفعی اور حادثی طور پر بھی دینے تھے وجد میں واپس لے لے گئے۔

وَعَنْ عَنْ خَلِيلِهِ التَّسْمِرِ وَالْبُشْرِ وَعَنْ خَلِيلِهِ الرَّبِيعِيِّ وَالْكَبِيرِ
وَعَنْ خَلِيلِهِ الرَّقِيقِ وَالرَّاطِبِ وَقَالَ إِنَّهُمْ فِي حَسْكَنٍ وَلَيَعْدُو
عَلَيْهِمْ أَثْدَرٌ

حضرت ابو حماد و مفتی الفروع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سچ فرمایا رہیز بنا نے کے لئے پری خشک کجر بھروسہ کی کبھی بھروسہ کے ٹانے
سے اور زمیں درج خشک انگور اور پری خشک کبھی بھروسہ کے ٹانے سے ماوہ پری
کبھی بوسن اور پری تازہ کبھی بوسن کے ٹانے سے اور ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزوں
کی طرفہ میتوہ بہیز بنا لیا کرد

(محکم)

رَتْشَرْتَح) شار میں صریح نے کھا ہے کہ اس حدیث میں جو فلسفہ چیزوں کو باہم
ٹاکر بہیز بنا نے سے سچ فرمایا گیا ہے ان کو ٹاکر پانی میں ڈالنے سے نظر کی کیفیت جلوہ پیدا
ہو جائے کا انکاں ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طور احتیاط کر کر رحمات
فرائی تھی اور حکم دیا تھا کہ اس چیزوں کی بہیز علیوہ علیوہ بہیز بنا تھی جائے۔ اور غالباً یہ حکم بھی
اپنے اسی زمان میں دیا تھا جبکہ شرب کی تھی رُزْتَ کا حکم ناول ہوا تھا۔ اور آپ اُست
کی تریت کے لئے اس بارہ میں ایسے سختِ احکام بھاوسے رہے تھے جو کا تصور یہ
ہوا کہ اہل ریان غرب اہل رُزْتَ کے ادنیٰ شب سے بھی فرنگتہ کرنے لگیں۔ لیکن جب یہ مقصود
سامل ہو گیا تو چہ رہ سختِ احکام اپس لئے گئے جو اس تصور کے لئے بھاوسی طور پر یہ
گئے تھے۔ اگر کہ درجہ ہونے والی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حکوم
بیہ کا کوئی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خشک انگور اور کبھی بوسن پالیں میں ساقہ رہا کہ فرمید
تیار کی جاتی تھی اور آپ نوش فرماتے تھے۔

بیز حلال طیبی اور خود کوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔

(۲۳۵) عن عائشة أَنَّ رَجُلًا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أَتَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَثَانٍ يُبَدِّلُهُ، فَرَبِّيَتْ فَيُلْقَى فِيهِ شَرْأَوْ شَرْأَوْ فَلَمَّا فَرِيَتْ
رَبِّاهُ أَبْرَأَهُ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
خداک امکنون سے فیضہ بنی ایامی جاتی تھی اور اس میں بھروسی بھی ادا جاتی
تھیں، لیکن بھروس سے نبیز بناتی جاتی تھی اور اس میں خداک امکن بھی ادا دینے
جائتے تھے۔
(رسنہ ابن حادی)

(تشریح) اس حدیث سے ہم ہو کر امکن اور بھروس تیری مخلوق اپنی کی نبیز بھی جائز
ہے جوں اس کی شدید احتیاط ضروری ہے کہ اس میں لذت کی بھیست پیواد ہو جائے۔
حضرت عائشہ صدیقہؓ تھی اپنے عمناکی ایک دو مری روایت میں یہ بھی ذکر کرد ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنے تبیز بنانے کے لئے ہم پانی میں بھروسی فرو
شام کوڈاں دیتے تھے جس کو آپ صبح کو نوش فرمائیتے تھے اور پھر ہم شام کے دامنے
اسی طرح صبح کوڈاں دیتے تھے اور اس کو آپ شام کے وقت نوش فرمائیتے تھے۔

(۲۳۶) عَنْ أَنَسِي قَالَ لَهُدَى سَقِيرَتْ رَبِّيَتْ رَجُلًا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ هَدَى الشَّرَبَاتْ كَثَانَةً لِلْعَصَنِ الْأَبْيَادَ
وَالْمَسَاءَ وَاللَّيْلَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زانچے ایک بیوالی
ٹھنڈہ شانہ کرنے جوئے کما کر میں نے اپنے اس بیوالی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم کو پیغامہ المحسیب ہزیر پہنچیں مسخر بھی نبیز بھی پانی بھی ادا دو دو بھوگا۔

(تشریح) ان حیریوں سے مسلم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبڑا احوال کرتے تھے اور اپنے کے دلائل اس کا اعتمام کیا جاتا تھا۔

حضرت مسیح اشٹ علیہ السلام کو چند ایضاً مار غوب تھا۔

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ أَعْنَهَا قَالَ اللَّهُمَّ كَانَ أَعْبُدُ
الشَّرَابَ إِلَى الْمُتَبَرِّصِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلُمُوَالْبُرُّ
وَلِلَّهِ الْعَزُولُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے میں صدای صفا محبوب درخوب تھا۔ (ربانی ترمذی)

حضرت کے لئے سمجھے پانی کا اعتمام ہے۔

(۱۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَكَانَ الشَّرِيفُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْأَلُنِي بَلَّهُ الْمَاءُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنِ الشَّفَعِيَا - (قال فَتَبَرَّأَتْ عَدْنَةُ
بَنْتَ خَادِمِ الْمُتَدِيقِ مُسْتَوْجَمَاعِي)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حیرت میٹا سے سبھا پانی لا لایا جانا تھا۔ نام العداود کے اسزاد فیض جو اس حدیث کے لئے مشہور ہے، اُپنی کلاں میں ہے کہ حملہ ریوت میٹا جوان سے حضرت مسیح
پانی لایا جانا تھا، میرہ سے ٹوڈن کی سافت پر تھا۔ (رسن ابن الداؤد)

(تشریح) ان حیریوں سے مسلم ہو کر اشوفات میں سمجھے کی ریت یا الگیج کھانے پہنچے کی کوئی بھی جیزی کی ریت جو فخرت سلم کا خانہ ہے احتمال ذہر کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھت کی بنی اسرائیل کا اعتمام کرنا سهلت ہے۔

کھانے ملنے کے آداب

بیسا کو پہلے درمیں کیا جائے کہا ہے وہ عالم اللہ علیہ الشفیعہ دلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف ہتھ
کے لئے اشارہ خود و نوش کے باقاعدے میں صلت و حرمت کے احکام بھی بیان فرمائے اور کھانے
پینے کے آداب بھی بتالائے جن کا تعلق تہذیب و سلیمانی اور فقار سے ہے اور ان میں بھی حضرت
محمدؐ سے ہر آداب اللہ کے ذکر و شکر کے قبل سے میں اور ان کے ذریعہ کھانے پینے کے کل
کو جو بیٹا ہر غاصص مادی علی ہے اور نفسِ جوانی کے تعلق ہنے سے ہوتا ہے اور حالانکہ وہ اپنے
اور تقریب الی اللہ کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

اس مسلمانی اگر شریعتی طول دس جو احادیث درج ہوئیں ان کا تعلق اشارہ خود و نوش
تو شریعتی صلت و حرمت کھانا آگے وہ مذہبیں درج کی جا رہی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
و دلم نے کھانے پینے کے آداب کی تفہیم فرمائی ہے۔ ان حدیثوں میں ایسے اشارات موجود
ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان میں کھانے پینے کے جن آداب کی تفہیم فرمائی گئی ہے
ان کا درجہ صحابہ اور احسان کا سچے اسلئے اگر اس پر عمل نہ ہو تو کوئی لگاؤ کی بات نہ ہوگی۔ جنہیں

کھانے سے پہلے اور بعد میں باخود ہونا۔

(۲۳۹) عن مسلمان قال قرأنا في المؤلمة أبا هرثة الطعامة

أَنَّ مُشَوِّهَ تَهْذِيَةَ قَدَّسَتْ دَارَةَ الْمُسْتَقِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَعَالَ بِرَحْمَةِ الْقَدَّامِ الْمُشَوِّهَ مِنْهُ لَا يَمْتَزُّ بَعْدَهُ.

رواہ العزیزی وابن القاسم

حضرت مسلمی ناد کی رہنی افسوس سے رکھا ہے کہ میں نے تواتر میں پڑھا
تھا کہ کھانے کے بعد اپنے خون ہاتھ سے برکت ہے۔ میں تواتر، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور اس کے بعد
اتھاود خون کا دحوانا صحت برکت ہے۔ (رواہ اوز)

(مشترک) فرانسا کے علوم ہوتے ہے کہ جو قلم و پوست الگی اپنیا حظیم الشکام کے ذرع
آنے والی افسوس تھا اسے اپنے آخری بھی حضرت موسیٰ اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کی تعمیل
فرمائی ہے (اللَّهُمَّ مَا أَسْخَمْتَ لِكُمْ فَلَا تُكْثِرْنِي) اس کی روشنی میں حدیث کا مطلب
یہ ہوتا ہے کہ تواتر میں آدابِ غلام کے سلسلے میں ہر چرف کھانے کے بعد اپنے ہونے کو باعث
برکت بتایا گی اس کی ترغیب دی گئی تھی۔ رسول اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کھانے
سے پہلے بھی افادہ رکھو یعنی (یعنی کہی کریمیہ اکی ترغیب دی گئی) اور آپ نے بتایا کہ
وہ بھی باعث برکت ہے۔

برکت را دریں المعنی الفلاسی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز اللہ تعالیٰ
میں اسی حدیث اور کھانے میں برکت کے سلسلہ کی بعض وہی احادیث کا وہ ادعا کہ
جو کچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ کسی کھانے میں برکت ہونے کا مطلب یہ بھی ہوتا
ہے کہ خدا کا لحاظ متصدر ہے وہ ابھی طرح حاصل ہو۔ کھانا دخبت اور لذت کے ساتھ کیا
چاہتے۔ جیسیت کویری نصیب ہو۔ جی خوش ہو اور دبھی حاصل ہو اور تمہاری سی جنت دار
کافی ہو اور اس سے ہمارے خون پیدا ہو کہ جو وہ بینے اور اس کا قش و پر پا ہو پھر اس سے
تمہاری طنزیاں اونٹھتے دی پیدا ہو بلکہ تکرار ہا صحت کی توفیق ملتے۔۔۔ دراصل پرسب

اس حقیقت کے آثار پر جس کو حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور کتنے امثال میں بکرا اعلیٰ طبقات کے
والے سے حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت سے روی ہے کہ رئیل ائمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ کھانے سے پچھا اور کھانے کے بعد مختصر نہ دعویٰ کرنے اور خبر سے اور اپنی احتجاجی شکل
کا اعلیٰ ہے اس کے علاوہ بات بھی بالکل ظاہر ہے کہ صفائی اور احتجاج کا تفاصل
بھی کی ہے کہ ماختہ اور مختصر کھانے کے آئے ہیں کھانے سے پہلے بھی اللہ کو حکم کیا ہے
ان کی صفائی کی گئی جائے اور پھر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی دعویٰ کو صاف کر دیا
جائے ہے۔

حضرت سماں خارکی کی یہ حدیث میں بلکہ اس سلسلہ کی اکثر دری حدیثوں میں بھی
یقین اور مخدود ہونے کے لئے وضو کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے اس سے وہ فرمودیں گے
کھانے کے لئے کیا جاتا ہے بلکہ بن یاقون مختصر دعویٰ مراد ہے وہ صرف لفظ میں یوں بھی
کھانے کیا سکتا ہے کہ غاذ کا وضو وہ ہے وہ معلوم و موروث ہے اور کھانے کا وضو کیا ہے
کہ اقتد اور مختصر کھانے میں استعمال ہو سکے ہیں ان کو دھولیا جائے اور ابھی کی صفائی کی گئی
جائے بھن حرشوں میں اس کی ضریع بھی ہے۔

(۲۴۶) عن أبي هريرة قال قاتل رسول الله صلى الله عليه و
سلم من بات وفي بيده عصارة ثم يمسليه فما صَمَّ به
عصارة تلقاء مثلاً لفظ إلهاً لفسد ... — رواه الترمذى و
ابن ماجة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ائمہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا کہ جو کوئی بات کو اس حال میں سو جائے کہ اس کے لئے میں کھانے کی
پچھا ای کہہ نہ اس کی بُری بُری اس کی وجہ سے اسے زی انداز پوری کی جائے (فاظ
کھانے کی کثر اکاثت نے) تو وہ بس اپنے جی کو حامت کرے ارادہ اپنی ہی قابلی اور حفظ

کا بھر بکھر۔ رجاء ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن رحمانی

(تشریح) اس حدیث کا مراد اور کہا جائی ہے کہ کھانے کے بعد خداوند کو جب اتفاق میں چکنائی دیگر کا اثر ہو تو انہوں کو اس طرح دھولیا جائے کہ اس کا اثر باقی نہ رہے۔ اور ادویہ بخیر صرف احتیاطی حکم ہے اس لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہی اس کے خلاف بھی غل فرمایا ہے کہ اگری حدیث سے معلوم ہوگا۔

کھانے کے بعد ستر اٹھ پوچھ لینا۔

ر(۲۷۱) عن عبد الله بن الأعاليِ بِشَرْبِ قَانَ أَتَى رَسُولَ

الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَذْبَرٍ وَلَعْمَرٍ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ

فَأَكَلَ فَوْزَكَلَنَامَعْذَبَرَ فَأَقَرَّ فَهَذِلَ وَصَلَّيَنَامَعَنَهُ وَلَمْ يَرْتَدْ عَلَى

أَنْ مَسْتَخْدِنَا أَيْضًا يَتَابَا إِلَى حَضْبَرَاءَ رواه ابن ماجہ

حضرت عبد اللہ بن الأعالي مخارقہ بنا جزو دھولی اٹھر خود سندو ابتدے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد ہیں تھے، کسی شخص نے آپ کی خدمت میں روپی اور گوشہ دکر پڑی کیا، آپ نے سجدہ ہی اس تناول فرمایا اور یہ نہ کہی آپ کے ساتھ کھایا، پھر آپ اور آپ کے ساتھ ہم بھی نماز کے لئے کھنسے ہو گئے، بعد ازاں (رسوی) اس سے زیادہ م نے کہہ دیں کیا کہ اپنے اتفاق میں ملکاریوں سے پوچھو ڈال دیو
سجدہ ہیں پچھے ہوئے تھے۔ (سنہ ابن ماجہ)

(تشریح) اس حدیث کے ناوی حضرت عبد اللہ بن الأعاليِ المعاشرۃ کا مقصود اس واقع کے بیان کرنے سے تباہ ہے کہ کبھی کبھی اس لائق ہو ائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کام نے کھانا کھایا اور اس کے بعد ادویہ میں دھوکے پس اک شدید میں درد ہے تھا ہے یہ بات فریاد قیاس ہے کہ آپ نے ہر یہ بات غایب

کرنے کے لیے رکھنا نے کے بعد ہاتھ مخدود ہونا کوئی از من و دارج نہیں ہے اور اس نے بغیر نماز بھی رسمی جا سکتی ہے، یہ عمل کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنست کو رخصت اور حوان کے حدود بتانا نے کے لئے بسا اوقات اولیٰ افادہ افضل کو ترجیح کر دیتے تھے، اور مسلم اور مادی یوں کی حیثیت سے ایسا کرنا آپ کے لئے ضروری تھا۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ، ظاہرہ اقوال طرح پیش آیا کہ نماز کے لئے کھڑے ہونے کا وقت توبہ تھا، صحابہ کرام بھی نماز کے لئے مسجد میں آپ کے تھے اوقت کوئی صاحب آپ کی خدمت میں پکھ کھانا روئی اور گوشت لے آئے، مگر یہ بدلہ غلب رہی ہے کہ عاضرین مسجد میں پکھ رہے بھی ہوں جو بھوک میں مبتلا ہوں اور ان کو کھانے کی اشتتا ہو، ایسی صدمت میں آپ نے مناسب یہی تجویز کر کھانا نماز سے پہلے ہی کھایا جائے آپ نے صحابہ کرام کو بھی شریک فرمائی، خاہ بستی کر کر ایسی صدمت میں رسٹ بھر پڑت تو کف ایسا ذمہ گا، شریک کے طور پر کم و بیش کچھ حصہ لے یا ہو گا، اس لئے باقیوں پر کھانے کا پکھ فیرواد دشمنی نہ آیا ہو گا۔ بھرپور بھی طوفان رہے کہ مسجد شریف میں پانی کا کوئی انفلام نہیں تھا، اگر اس وقت باقیوں کو خدا ضروری بھاجا جاتا تو لوگوں کو اپنے گھروں پر جانپڑتا۔ راقمِ مصلوہ کا خیال ہے کہ اتفاق دھونے میں ان تمام باقیوں کا پکھنے پکھ دل جو گا۔

والله علیم

سریش میں ہنگریوں اور نگریوں سے احمد صاف کرنے کا وہ کام طرح کیا گیا ہے اس سے حلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت رساہی کی، اس سے یہ بھی رہنمائی ہی کر کھانا کھا کر تو یہ بالآخر اکسی بھی رسمیہ جیزے کے صاف کے جا سکتے ہیں جس سے باقیوں کی صفائی ہو جائے اور اس کا بھی سنت کے دائرہ میں ہو گا۔

کھانے سے پہلے اندر کو یاد کیا جائے اور اُس کا نام لیا جائے۔

(۲۲۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا لَمْ يَرَهُ مَسْوُلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُ الْمُكْرَبِينَ حَكَرَ أَصْنَعَ اللَّهُ خَلَقَ تَسْبِيَةً أَنْ يَدْعُ كُنْدَرَ اللَّهَ فِي أَوْلِهِ فَلَيَقُولَنَّ يَسِّرُ اللَّهُ أَفْوَلَهُ وَآخِرَهُ
رواہ البیرونی والترمذی

حضرت حافظہ مددیہ رضی المذاہرات سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ اللہ کا نام لے (یعنی پھر بسم اللہ رزق ہے) اما اگر شروع میں بسم المذاہر کا بھول جائے تو بعد میں کر لے یاسِتِحْفَانَهُ أَدَلَّهُ وَآخِرَهُ

(رسنابی دادود جامی ترمذی)

(تشریح) ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام بکار لینا یا حجت برکت ہے اور جیسا کہ دری احادیث میں صراحت وارد ہوا ہے اس نام پاک کی وجہی ایک خاص تاثیر ہے کہ پھر شاہزادی پاس نہیں آتے اس لئے وہ کھانا جس پر اندر کا نام لیا جائے شاہزادی کی شرکت اور ان کے شرے محفوظ رہے گا۔ اس کے علاوہ اس تعلیم و روایت کی وجہی ایک عقدوں ہے کہ بندہ کے سامنے جب کھانا آئے تو اس حقیقت کو یاد کر لے کر کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اُس کا عظیم ہے اداہ کی کے کرم سے یہیں اس لائق ہوں کہ اس کو کھا سکوں اور اس سے لذت اور فائہ ماضی کر سکوں۔ اس طرح کھانے کا مغل جو بنا ہر ایک خاص ادی عمل ہے اور جو انی کھانے سے ہوتا ہے اس کی نسبت اندر کھانی سے جزو جاتی ہے اور وہ ایک زبانی اور تواریخی بھی ہوتا ہے۔ اور چون کوئی بھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ کھانا اس روشن کرنے کے بعد مذہر کا نام لینا اور بسم المذاہر کا بھول جانا ہے تو اس کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس حدیث میں در شاہ فرمایا کہ ایسی صورت میں جب یا و آجاتے اسی وقت بستہ کہ لے "بِسْمِ اللَّهِ أَوْلَةُ دُآخِرَةٍ" (میں انہوں کے نام سے یہ کہ حاصل کرنا ہوں، شروع میں بھی اور آخر میں بھی)۔

(۳۳۳) عَنْ حَدِيدَةَ قَالَ فَالِّيَّهُمُوا إِنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَعْلِمُ الظَّنَّ كَمَا تَرَى لَأَيْمَنَكُمْ
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ — مسلم

حضرت حدیث و فتنہ افغانی سے رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنے نکاح نہ کوہا تو کہتا ہے (یعنی اس کے لئے کھانے پر فرماتے ہیں میرے کو اور صورداری کا امکان اور بحافی پیدا ہو جاتا ہے) جبکہ اس کھانے پر افسر کا امیر ہے یا

مجھ سلم

(تشریح) حلب ۷۔ چہ کہ اللہ کا نام شیطان کے لئے نہیں بلکہ اُنہوں نے جب کسی کھانے پر افسر کا امیر یا اپنے گما اور نہم افسر کوہ کھانا شروع کیا جائے گا تو شیطان اس میں شریک نہ ہو سکتا گا، لیکن جب کسی کھانے پر اللہ کا نام یا اپنے اور کھانے پر منی شروع کر دیا جائے تو پھر شیطان کے لئے کوہ دلادوت نہ ہوگی اور جو کھانے والے کی آنکھ دیکھ سکتے ہیں جو شیطان اس کے سامنے کھانے میں شریک ہو گا۔

مجھ سلم ہی کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں جہاں وہ مات کوہ بیٹا اور بتوتا ہے انہوں کا نام لے کر داخل ہوتا ہے اور پھر کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام لینا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں سے چل دیاں ہیں جانے کھانے لئے وہی کام کھانا ہے زکھانے کا سہاں ہے — اور اس کے پر مجھ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں آ کر اللہ کا نام میں لینا اور کھانے کے وقت بھی اللہ کو پوچھنیں کر جائے تو شیطان اپنے دشیوں سے کہتا ہے کہ آجاؤ یہاں کھانے لئے آدم سے شبجاں کو کہاں

بھی ہے اور راشن کھانا بھی ہے —

ان غرض ائمہ کا اب ہر پاک شیخطاون کے لئے ایسی ضرب کاری سے ہے جس کا دمکوئی صفت بلہ
جیسی کر سکھے بالکل ایسی طرح جس طرح انھر افاظ کا مفاد ہے جسیں کہ علما۔

یہاں اس ایمانی حقیقت کو ذہن میں تازہ کریں اپنے پیٹ کو لائیں اور پیٹ کو لائیں کا دعو داؤ
اُن کے اخراج و صفات ان اُنور غیب میں سے ہیں جن کا علم ہم بنو سے اپنے ٹوپر لپنے خواہ
آنکھ کا ان دفروں کے قدر یہ حامل نہیں کر سکتے، خود خدا کی ذات و صفات کا حال بھی بھی ہے
وہ من کا مقام یہ ہے کہ ان تمام طبیعی خصائص کے الحمد سے لبس ائمہ کے صادق و مصدق و فیض
علی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر اعتماد کرے۔

کھانا و اپنے ہاتھ اور اپنے نامنے سے کھایا جائے۔

(۲۳۲) عَنْ عَمَرِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عَلَمَانَافِ
حِجَرِرَ مُؤْلِي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
يَدِي قَطِيلِشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَمُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَتَّيْرُ اللَّهِ وَكُنْ بِيَمِينِكَ وَكُنْ بِيَمِينِكَ
مَا وَاهِبُ الْغَارِي وَسَلَمَ

حضرت عمر بن ابی اسفل سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (ابی ہمیں میں)
رسول ائمہ میں ائمہ عبید اللہ کی آنکھی شفقت میں پروردگاری کیا تو رکھنے
کے وقت) پیر امام قطبیت میں ہر لفڑ پڑا نقاوت، رسول ائمہ علیہ السلام
نے بھی شفقت فرمائی کہ رکھنے سے چکھے، پس ائمہ نے ہمارا داد دے اپنے دا ہے
آنکھ سے اور اپنے سامنے دی سے کھایا کرو۔ رسمیج بخاری و صحیح البخاری

(شرح) یہ مسلمی ائمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوپنے کا دعویٰ تھا اور ایک ایسا ایجاد ہے جس

میں نے تھے، اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی بیوی تھیں اور بڑی شخص برہن تھیں، حدیث کے روایی عرب زبان سلراخی کے ہی تھے تھے، ستریا سترہ، بحری میں ابھر لدھنی اللہ عنہ فاتح پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا، یہ وہ اُم سلمہ سے ان کی ولادی کے لئے کافی کریں، اُن سکھیہ بیٹھے عرب زبان سلمہ جو اس وقت کم عمر بچپے تھے آپ کی آنحضرت تربت میں آگئے، وہ بیان کرتے ہیں کہ پچھے میں اُس زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپے اپنے ساتھ اکبیر پڑتی میں کھانا کھلاتے تو میرا اُنہوں پڑتی تھیں، (زیر حرف چلتا تو حضور نے مجھے بلاؤ اُدھ سکھیا کر کے تم اللہ تیرہ حر کے کھانا کھایا کرو، اور دلہنے اُنہوں سے کھا دا دا آپ کی طرف سے اہم اپنے سامنے کے کھایا کرو۔) (دوسری بخش احادیث سے علوم ہوتا ہے کہ اگر اس نے مختلف الاداع کھائے یا مختلف قسم کے پھلہ ہوں تو ہر طرف ماقول ہے حاضر کی ایجازت ہے)۔

(۲۴۵) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَمَّارَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحَدُكُمْ أَكْتَلَ كُمْ فَلْيَأْكُلْ بِمَمْبَقِهِ إِذَا أَشْرَبَ فَلْيَعْصُبْ بِمَعْصِبِهِ

جاءه مسئلہ

حضرت عبد اللہ بن عفر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بھر کاٹے تو دلہنے اُنہوں سے کھائے اور جب کچھ پختہ

تو دلہنے اُنہوں سے پختہ۔ (محاجہ)

(تشریح) اس ان اپنے اقوال کو پاک و نپاک برفس کے کاموں اور جیزوں میں استھان کرتا ہے، اس لئے اس کی خطری طلاقت پرندی کا تقاضا ہے ہے کہ بخاست و گھوگھی کی مخالفی پھرے کاموں کے لئے ایک اُنہوں کو مخصوص کر دیا جاسے اللہ و مرے کاموں میں دوسرا مانع استھان ہو، اس خطری تقاضے کے مطابق رفع بخاست و غیرہ کے لئے بیان اُنہوں کو مخصوص کر دیا گیا ہے، اور باقی کھانے پینے وغیرہ دو سترہ سلے اچھے اور پاکزدہ کاموں کے باشے میں حکم ہے کہ وہ دلہنے اُنہوں سے اچھم دیئے جائیں، (و خطری اور خطری کا اکاذب ہے اس باقاعدے

کے خواہ میں دا پنچھا اتحادی فضیلت لدھر ترمیا رکھنی ہوئی تحقیقت ہے۔ لذا یہ حکم اور یہ تم
باکل نظرت کے بھی مطابق ہے۔ اس بناء پر باعین اتحاد سے کھانا باکل ایسی نئی
بات ہے کہ کوئی آدمی بجائے پاؤں کے سر کے بن چلے اسی لئے آگے درج ہونے والی
سریت میں فرمایا گیا ہے کہ ایں اتحاد سے کھانا شیطان کا طریقہ اور اس کا علی ہے کوئی کو
شیطان کی خطرت بھی ہے کہ ہر کام اٹا کرے۔

(۲۴) عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ كُفْرَ شَيْمَالِهِ وَلَا يَشْرِبَ بِهَا فَإِذَا الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشَيْمَالِهِ وَيَشْرِبُ بِهَا.

رواہ مسلم

حضرت عبد الرحمن فرمدی اندر مدنے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی نہ بائیں ان تو سے کھائے اندھہ اس
سے پیئے کوئی بخوبی شیطان (فریق ہے) وہ اپنے اتحاد سے کھانا اور پیتا ہے۔

(صحیح مسلم)

جو تھا اثار کے کھانے میں زیادہ راحت ہے:-

(۲۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُوَّبَ ضَعْفًا الطَّعَامُ فَالْحَلْوُونَ (عَالَمُ الْكُمْبُونَ) هُوَ خَيْرٌ لِلْمُلْكِ فَلَمْ يَمْكُرْ

حضرت انس بن مالک فرمدی اندر مدنے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب کھانا سنتے کہ دیا جائے تو پتے جو تھے اثار وہ اس سے کھائے
پاؤں کو زیادہ راحت ملے۔

(مسند وارثی)

پاؤں کو زیادہ راحت ملے۔

(تشریح) اس حدیث میں کہانے کے وقت جتنا انداد دینے کا حکم دیتے ہوئے اس کی وجہ سے حکم اور حکمت یا اعترافی بھی ہے (کہ اس سے پاؤں کو زیادہ آرام لے گا) اس سے بات ظاہر ہے کہ حکم شفقت کی بنیاد پر دیا گیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ جتنا پہنچنے کھانا کو فیگناہ کی بات ہو۔

کھانا زیادہ گرم نہ کھایا جائے۔

(۱۲۳۷) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَتَتْ إِذَا أُمِّيَتْ
بِشَرِيكٍ أَمْرَتْ بِهِ قُطْنَىٰ حَتَّىٰ تَلَاهَتْ خُرَجَةُ دُخَانِهِ وَتَغَزَّلَ
إِنَّمَا تَبِعُتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغَزُّلُ مُؤْمِنٍ
أَعْظَمُ لِلْأَنْوَارِ كَثْرَةً
برواہ البزاری

حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کو اپنے خانہ سے روانی ہے کہ ان کا درجہ خاکہ بپڑے پکارا کر اس کے پاس لا کی جاتی تھی وہ ان کے حکم سے اس وقت تک (وہ حکم بھی ہے کہ اس کی گرفت کا جوش اور تجزی ختم ہو جاتی رہا) کے بعد وہ کھانی جاتی اور راستہ پر اس (ذمہ کی سطیحیں) دو فریبا کرنی تھیں کہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سما ہے کہ اس طرح رکھو نہ کہ کھانا زیادہ برکت کا ہمہت ہوتا ہے۔

(سنن الداری)

(تشریح) شریعت کی صردوں و مرغوب کھانے سے جس کا حد نبھی اس زیادہ روائی تھا، ایک خاص طریق سے گھشت کے ساتھ روٹی کے ٹھنڈے پکارنیا کیا جاتا تھا۔ اس وقت ایک خاص طریق سے گھشت کے رکھ کر داں و کھانا زیادہ پختا جاتا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ صریحت کی میں اگرچہ خاص طریق کا ذکر ہے رکھ کر داں و کھانا زیادہ پختا جاتا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ صریحت کی میں دو قسم دی گئی ہے، ہر کچھ ہوئے کھانے سے حلقن ہے کہ زیادہ گرم دکھایا جائے۔ اس کو موجود برکت بتلا گیا ہے، جیسا کہ پہلے کھایا جا چکا ہے کہ برکت کے خود میں یہ بھی

شانی ہے کہ خدا کا دو قصر ہے وہ اس طرح کہانے سے بیرون فریض کلیں ہوتی ہے، احوال طب کا تفہیم بھی یہی ہے کہ کہا تازیا وہ گرم شکھایا جائے۔

کنڑا الحلال میں اخلاق کیتی جوڑ کے خواص سے متعدد مکار کام کی روایت ہے فتنہ الفاظ میں روکی اظر محل اثر مدیر وسلم کی یہ روایت روایت کی گئی ہے کہ کہا نہ ہو اور کہ کہا جائے اس میں برکت ہے۔ — (کنڑا الحال صفحہ ۲۷)

ساختہ کھانے میں برکت ہے۔

(۲۷۹) عَنْ زُخْرِيفِ بْنِ حَمَدِيْرَ خَالِدِ اَنَّ اَصْحَابَ الْمَقِيْمِ حَتَّى
اَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُؤْمِنِينَ مُؤْمِنُ اللَّهِ وَنَفَعُكُلُ وَلَا تَشَعُّمُ
قَالَنَّ اَعْذَكُمْ بِغَنَّمَةٍ قَوْنَتْ، قَالَنَّ اَعْتَمَ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَنِي
طَعَامِكُمْ وَادْكُرُوا اَصْنَافَ اللَّهِ مِيَارَكُ لَتَكْمِلُ فِيمِنْهُ.

براء ابو داؤد

وَخَلِيلُنِي حَسَبُ رَجُلِ الْمُؤْمِنِ مَنْ سَمِعَتْ بِهِ كَمْ مِنْ اَشْرَاعِي وَلَمْ كُرِهْ مَحْمَدِي اَنْ

ملک و بیوی دُخْلیاً حرب پیش ہوئی اُوسیں کوئی حالت میں رسول اظر محل اثر مدیر وسلم کے سب وہیں بیٹھا
جھوٹ جڑہ رکھی اثر مدیر کا شدید کراچا، رسوب و میں غم خواکے جوڑی روانہ وہشہ اور بار اس کو اس نہ کرو اثر تھلا کھانے سے
کھوڑ کر کلام لے لے رکھ کر درجہ اس قدر اپنے المجموع کی کافی کردی۔ و نفع بخوبی کے بوس مددی اکبر حمدی اثر مددی مددی
نہ کر سید کو کوب کے خڑک کرنے کے لئے خود مددی قالی بہادری ایڈیوی مرکوگلیزی مددی وادی کا توہی جگہ اسی پر مددی مددی مددی آئندہ
لے کر گلہ کو اثر خالی سید کو ایک کے اونچھیں کر دیئے، مددی کی اوندو اور مدادی پھر کوئی بھی اور سید کو ایک کیزیز کا ایک دو
بنی ایک کا بیوی اسے کر دیا جیزہ تھا جس سے میں نے خود کو جڑہ کو شہر کا تھا۔

مرض کی کوئی بجا دا حوال یہ یہ کہ کھانا کھانے میں اور آسٹھی کا حاصل ہونے ہوتی ہے اپنے
فریبا کا شاید قم لوگ ایک ایک کھانے ہو، انہوں نے مر من کیا تو ان ایک ایک کھانے
ہیں اس آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کھانے پر ایک مانندی پہنچا کر دادا اللہ کا نام لے کر
یعنی یعنی اذکر کر کے راجحی طور پر کھانا کرو، ہر غارے والٹے اس کھانے میں
برکت ہو گی اور طبیعت اور سیری کا حاصل ہو جائیا کر سے گی (رسنن اف داد)۔
(تشریح) اچھائی طور پر کھانے کی یہ برکت جس کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اسکا
ہر ایک بھروسہ کر سکتا ہے بشہر طیک کھانے والوں میں ایشارہ کی صفت ہو جو ہر سچے مسلمان میں
ہوتی چاہیے، یعنی ہر ایک یہ چاہیے کہ یہ سے دوسرے ساتھی اچھا کہا جیں اور اچھی طرح کھائیں
اگر کھانے والوں میں بیات نہ ہو تو پھر اس برکت کا کوئی استحقاق نہیں ہے بلکہ
اس حدیث میں اندر یہ ہے کہ اکثر دشمنوں تھیں اس کے بعد عجیب ہو۔
اگر کوئی درج ہونے والی حدیث کو بھی اسی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔

(۲۵) عنْ جَابِرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَعَامُ الْأَحِيدِ يَكْتُفِي الْأَشْتَانَ— وَ طَعَامُ الْأُشْتَانِ يَكْتُفِي الْأَنْوَافَ بَعْدَهُ وَ طَعَامُ الْأَنْوَافِ بَعْدَهُ
يَكْتُفِي الْأَمْمَارِيَةَ — **رواہ مسلم**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دوایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
میڈیم سے لئا، آپ فرماتے تھے ایک کا کھانا کو کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور تو کوئی
کھانا چار کے لئے اور اسی طرح چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔
(صحیح مسلم)

(ستہ حدیث میں اس ہمدون کی حدیثیں اور بھی متعدد حکایات کام سے رہنکاہیں)۔
(تشریح) کثرۃ العالیہ میں سچم کبیر طہرانی کے حوالے سے اسی ہمدون کی حدیث پر پیغمبر

انہی الفاظ میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے موصوہ کا شہید اس کے آخر میں یہ افہاد بھی ہے
فَاجْتَمَعُوا عَلَيْهِ وَلَا تَقْرَئُوهَا۔ لِمَذَامِنَ كُوچا ہے کہ الگ الگ نکھایا کرو، جو کوہ کے
سائے نکھایا کرو۔

اس افہاد سے معلوم ہوا کہ جن صورتوں میں یہ فرمائی گیا ہے کہ یہ کام کھانا دو کے لئے احمد
دو کام پار کا آٹھ کے لئے کافی ہو جاتا ہے، ان کا مقصود رجعاً بھی بھی ہے کہ
ووگ رخماں طور پر یہ سائے نکھایا کریں اور اس کی برکت سے فائدہ المحسنین، یعنی شرط
وہی ہے جو اور پر ملکور ہوئی۔

کھانا برتن کے اطراف اور کا دل گھلایا جائے پس میں باقاعدہ رُدالا جائے۔

۲۵۱) عَنْ أَبِي هُنَّا سَمِيعِ الْمَشْتَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
أُتِيَ بِعَصْنَعَةٍ مِنْ تَرِيدِ قَعَانَ حَكَلُوا إِنْ جَوَافِجَهَا وَلَنَا كُلُّهَا
مِنْ وَسْطِهَا فَإِنَّ الْأَرْضَ كُلَّهُ تَبَرُّزُ فِي وَسْطِهَا۔

رواہ الترمذی دابصماوجہ والله رحمی

حضرت عبد الرحمن عباس رضی اللہ عنہ سے معاشرت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم کی خدمت میں شریف سے بھری بھری یہکہ بھی آئی، آپ نے لفظ کو اس میں شریف
نہ لایا اور (ربنا کا اس کے ارادہ سے کافا) مدد بخوبی میں باقاعدہ رُدالا کیوں نہ کریں، نہ
میں ناولہ نہیں ہوئے۔

رجایا تو ذی

اور سبق ابی داؤد کی روایت میں شریف آئے کافذ کوہہ بالا داقعہ کر کے بغیر رسول اللہ صلی
الله علیہ وسلم کا صرف یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

إِذَا أَسْكَلَ أَحَدَهُ حَكْفًا جبہم سمجھتے کہ کافا کافہ کافہ اُمَّهَ

طَعَاستَهَا فَلَا يَأْسِكُلُ مِنْ چاہئے کہ بلاق کے لہائی حسنے لہیتے

أَعْلَمُ الصَّفَقَةَ وَالْحِكْمَةَ
يَا حَسْنُ مِنْ الْمُفْلِحِينَ فَإِنَّ
الْبَرَكَةَ تُغْرِي بَنِي آدَمَ
جَهَنَّمَ يَرْتَأِي

(ترشیح) ابھی اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ برکت دراصل ایک امرِ حق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ادراک ہوتا تھا اور آپؐ مجھ سے فراتتے تھے کہ برکت براہ درست کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے اور پھر اس کے اثرات اطراف دیواریں کی لکھتے آتے ہیں اس نے آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ کھانے والے برق کے کاروں سے کھانے ہیں پس سین میں تھہرہ میں — کھانے وغیرہ میں رکش نازل ہونے کے باعث میں اللہ تعالیٰ کا قانون دیکھی ہے جو پہلے تھا میں تھیں اور احتماق شرعاً ہے۔

جُو كُھا نَاجِلُوْنَ مِنْ يَمِنَ مِنْ لَگَارَ وَ جَاءَ إِلَيْكُمْ بِهِ قُدرَكِ جَاءَكُمْ

(۲۵۲) أَعْنَ حَمَّابِرْ لَعْنَ الْمُشْبِئِ حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ
يَلْعَنُ الْأَصَابِعَ وَالْمَضَقَّةَ وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَنْرُونَ فِي أَيْمَانِ
الْبَرَكَةِ

حضرت جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ رکھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ جانا جائے اور ہر تھاں کو کھان کرنا جائے آپؐ خلفیاً کر کر معلوم ہیں کہ کھانے کے کرنے کو ذکر کیا ہے اور کہ جو برس برکت کا کام

اڑ ہے (رجح مسلم)

(ترشیح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کھانا خلیفہ خداوند کی ہے اس کے ایک دلیل کی قوریک جائے اور کو معلوم ہیں کہ کس جزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت اور خصوصی نافریت رکھی ہے اس لئے کھانے کے خواجہ ان انگلوں پر لگے وہ جائیں ان کچاٹ کر

صاف کریا جائے۔ ای مرح جو کھربق میں لگاہہ بجا سے اس کو بھی اللہ کا رزق بھر کر صاف کریا جائے۔ اس میں اللہ کے رزق کی تقدیر ای بھی ہے اور دیت کو بھی کے ساتھ اپنے گل سے اپنی تباہی کا انداز بھی۔ مولیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں حرف کیا تھا۔

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْتَ فَعَلْتَ إِنَّكَ
بِسْمِكَ الْمُحَمَّدِ تَغْفِرُ لِمَا
مِنْ حَيْثُ فَعَيْدُهُ
كَمَا لَمْ يَعْلَمْ
(۲۵۲) عَنْ شَيْخِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ أَحْكَمَ فِي قَضَيَةٍ فَلَمْ يَحْسِدْهَا إِذَا عَنَّتْ فَلَمْ يَهُ
الْقَضَيَةُ
رواہ الحسن والترمذی الداری
وابن ماجہ۔

حضرت پیر شاہزادی رحمۃ اللہ علیہ روحہ اثر علیہ وسلم سے رہائی کرنے والیں آپ سے فرمایا جو کوئی تصور (یا قیام گئی) میں کھانے ادا کر کر مل کر مل کر رکھ دیں اس میں کہ کافی جائے تو وہ حضور اُمَّہ کے حضرت کی دعا کرتا ہے۔
(سنن ابو حیان ترمذی، سنن ابن ماجہ، حدیث داری)

گرامو القریبی اٹھا کر کھا لیا جائے۔

عَنْ حَبَّابِ قَالَ سَمِعْتُ الْمَتَّبِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخْضُرُ أَحَدَ حَكَمَ عِنْدَ حَكَمِ
شَيْئٍ مِّنْ مَا أَنْهَ حَتَّى يَخْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا شَقَعَتْ
مِنْ أَحَدِ حَكَمَ الْفَقَهَةَ فَلَمْ يُطُمْ مَا حَكَمَ بِهَا مِنْ أَذْى
شَعْرَ لِيَا حَكَلَهَا وَلَا يَدْعُ عَوْنَالشَّيْطَانِ فَإِذَا قَرَأَهُ لَمْ يَلْعَضُ

اَحَدٌ لِعَذَّةٍ فَلِكُلِّ اَلْأَيْدِیْرِیْ فِی اَنْتِ طَعَامُهُ يَكُونُ الْبَرَکَةُ۔

ثناہ سلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے خود میں کوئی کھانے پر کام کے وقت دیوار تک کھانے کے وقت بھی، شیخان تمیں سے ہر یک سکے ساتھ دستا ہے المذاہب (کھانا کھانے و قصہ) کسی کے افسے توگز جانے تو اسے چاہیے کہ اس کو ممات کر کے کھالے اور شیخان کے لئے پھونڈ دے۔ پھر جب کھانے سے کارہنگہ ہو تو اپنی انگلیوں کو سمجھا جاتا ہے کہو کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے لئے جو میں خاص رونک ہے۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) حدیث کے آخری حصہ میں تو کھانے کے بعد انگلیوں کو چھات کر صاف کر لینے کی براہی فرمائی گئی ہے جس کے باشے میں ابھی اپور موڑ کیا جا چکا ہے۔ اور ابتدی حصہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کھانے وقت کسی کے بعد سے توگز جانے تو اس کو سستنی اور جھگڑوں کی طرح نہ پھونڈ دے بلکہ صفرہت سزا اور قدر الدا بندہ کی طرح اس کو اٹھانے اور اگر پیچے کر جانے کی وجہ سکر اس پر کچھ لگ کیا ہو تو صاف کر کے اس لفڑ کو کھالے۔ اس میں ہر چیز بوجی فرمایا گیا ہے کہ کھانے کے وقت بھی شیخان ساتھ ہوتا ہے اگر کراہ المقر چھونڈا یا جانے کا تو وہ شیخان کے حصہ میں آئے گا۔

کھانے میں شیخانی تصرفات، یعنی حقیقت میکیا جائز؟

جس کاک موڑ کیا جائیکا ہے فرشتے اور یا میں اللہ کی رحمت ملکوں میں جو غیر اکثر ادا تھے میں ہمالے ساتھ رہتے ہیں میکن ہم ان کو میں دیکھ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باہر میں جو کچھ بتکایا ہے اللہ تعالیٰ کے بنی شہر ہوئے ہم سے بتلایا ہے اور وہ بالکل حق ہے اور آپ کو سمجھا گئی ان کا اس طرح مشاہدہ بھی ہوتا تھا جس طریقہ ہم اس دنیا

کی اور جیزروں کو دیکھتے ہیں رجسٹر کہ بہت سی احادیث میں مسلم ہوتا ہے) — اس سلسلے
اگری صورتوں کو جن میں مثلاً کہانے کے وقت شیاطین کے ساتھ ہونے، اور کہاں نبپول اثر کا
تمام نہ رہا جائے تو اس میں شیاطین کے شریک پہ جائیں گے، ہرے لئے لئے کاشیشاہ کا حادث
ہو جائے کا ذکر ہے تو ان حدائقوں کو مجاز یہ فحول کرنے کی بالکل ضرورت نہیں — حضرت
شah ولی اللہ ترے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے "مجہد اللہ الرابی الفوزان" میں یہ وقوع بیان
فرمایا ہے — کہ ایک دن ہمارے لیک دوست (شالگردیا مریم) ہمارے ماں آئے اُنکی سیلے
کھانا لالا گیا، وہ کھا سبھے تھے کہ اُن کے (اقوے سے لیک گھنٹا اگری اور لاٹک کر دیں میں میں
چلا گیا، انہوں نے اس کو اُنھما لینے کی کوشش کی اور اس کلہی چھا کیا اسکو وہ ان سے اور دوسرے
ہوتا چلا گیا، ہمارے لیک کر جو لوگ والی موجود تھے (ادھا اس نماشے کو دیکھ دے سبھے تھے) انہیں اس
پر تعجب ہوا، اور وہ صاحب جو کھانا کھا سبھے تھے انہوں نے جو دیکھ دکر کے (انہوں کو اُس کو
بکھڑایا اور اپنا والہ بنایا) — چند روز کے بعد کسی آدمی پر ایک جنتی شیطان مسلم ہو گیا
اور اس آدمی کی زبان سے باہمیں کہاں اور ہمارے اس جملہ دوست کا نامہ لے کر) یہ بھی اکہ کہ
غلام آدمی کھا باتھا رہتا ہے، میں اس کے پاس پوچھا مجھے اس کا کھانا بہت اپنا حلم ہوا
مگر اس نے مجھے خیس مکھلایا تو میں نے اس کے اقوے سے اپنک لیا اور گراویا، لیکن اس نے
بھر سے پھر چھین لیا۔

اسی سلسلے میں دوسراءfter اپنے گھر میکا شاہ صاحب نے ہمارا ان فرمایا ہے، کہ
ایک دختر ہمارے گھر کے کھو لوگ گا بڑیں کھا رہے تھے، ایک کھا جو انہیں سے لے لے گئی، ایک آدمی
اس پر بھیضا اور اس نے جلدی سے اٹھا کر اس کو کھایا، قزوی ہی اور یعنی اس کے پیٹ اور
سینہ میں سخت درد اٹھا، پھر اس پر شیطان ایمنی جن کا اثر ہو گیا تو اس نے اس آدمی کی زبان
میں بھایا کہ اس آدمی نے سیری گا جو اٹھا کے کھائی تھی۔

یہ واقعات ہمارا نے کے بعد شاہ صاحب تے لکھا ہے کہ

اس درج کے واقعات ہم نے بحث سے بھی اسی اور ان سے بھی علم حاصل کیا ہے
کہ یہ محدثون میں کافی پیشہ و غرض کے سلسلہ میں شیاطین کی شرک اور ان کے افعال
و تصرفات کا ذکر آیا ہے (جانکے قبیلہ سے نہیں) میں بخکار جو کہ بتایا گیا ہے وہی حقیقت
ہے۔ **والله عالم**

اگر کھانے میں ملکھی گرجائے۔

(۲۵۵) حَقَّ أَبِي هُنَّ شُرَكَةَ قَالَ قَاتِلُ تَمْوِيلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَخْدَى كُفُرَ فَأَمْعَلُوهُ
فَوَلَّتِ فِي الْأَخْدَى جَنَاحَتِهِ دَاءَهُ فِي الْأَخْرَى شَفَاءً فَإِنْظِهِ وَتَعْقِي
بِعِتَاجِهِ الْأَدَمِيِّ فِيهِ الدَّاءُ فَلَيَعْصِسْهُ كُلَّهُ
رواہ ابو حماد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں رواتت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جن لیا کو جب کسی کے کھانے پیش کئے برق میں ملکھا کجا ہے تو اس کو خود کے کر
کمال درد پکو بخواہ کے دو بازوؤں میں سے لیکے سین بخاری (پیدا کرنے والا درد)
ہوتا ہے اور دوسرے میں راس بخاری اسکے اثر کو دن کر کے شفا دینے والا مادہ ہوتا
ہے، اور وہ اپنے اس بازو سے جس میں بخاری دلالادہ ہوتا ہے پکاؤ کرنی ہے،
روی جب کسی چیز میں جرقہ ہے تو اس کے بن گرفتے ہے اور جو مادہ کا بچنا
چاہکا ہے تو کھانے والے کو چاہئے کو اسکی کو خود کے کمال ہے۔

(سنن ابن ماجہ)

و تشریح) یہ اُن حدیثوں میں سے ہے جو اس زمانے میں بہت لوگوں کے لئے
ویاں کی آنکش کا سبب بھی جوانی میں خلاہ کو اگر نظر کی سہولت ملکت کے امور میں

بجزیون کے کوہ میخی صحن خدا کی بنا نے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکے خلاف قیاس یا مکار ہو، بلکہ جو کچھ فرایا گیا ہے وہ دراصل حکمت ہیں کہ بات ہے

یہ ایک علم و سلطنتی حقیقت ہے کہ بہت سے درست شرکات افراط کی طرح میخی میں بھی ایسا مادہ ہوتا ہے جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر بیانوں کی فطرت اور صفتی میں یہ بات رسمی ہے کہ اس کے اندھوں خوب اور زبردستی ماننے پیدا ہونے میں طبیعت دیکھ رہا ان کو فداری ایضاً کی طرف پہنچ دیتا ہے۔ اس لئے بالآخر قرآن قیاس ہے کہ میخی کے اندھوں کے اس طرح کے فاسد امداد کو اس کی صفتی اس کے بازو کی طرف پہنچ دیتی ہو، بلکہ خود وہی اس کا خارجی عضو ہے اور دلوں بازوں میں سے بھی غاصب اس بازو کی طرف پہنچ کر ہو جو نہستہ کم نہ رہا اور کام دینے والا ہو، جس طرح ہاتھ سے داہنے ہاتھ کے مقابله میں بیان ہاتھ اور بیان کا خارجی عضو ہے اور دلوں بازوں میں سے بھی غاصب اس بازو کی طرف پہنچ کر ہو اور بیانوں کی یہ بھی فطرت ہے کہ جب اس کو کوئی خڑا ہیش آئنے تو وہ زیادہ کام آئے مانے اور اٹھی داشtron عضو کو اس سے بیچاٹھ کی کوشش کرے، اس لئے یہ بھی قرآن قیاس ہے کہ میخی جب بگرے تو اس بازو کو بچانے کی کوشش کرے جو خوب نادہ سے محفوظ اور نسبتہ اشرفت ہو۔

اوہ بھی لوگوں نے اسٹر کی مخفوق کے احوال اور ان کی تجھیں میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یا الخ کے عالمیات پر تذکرہ کیا ہے انہوں نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ جہاں بیماری کا سماں ہے وہیں اس کے علاج کا بھی سماں ہے اس لئے یہ بھی بالآخر قرآن قیاس ہے کہ میخی کے اگر ایک بازو میں بھی کوئی ضھر اور زبرد طمادہ ہو تو درستے بازو میں اس کا ترتیاق اور شفا کا مادہ ہو۔ اس طبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تکمیر بالکل وہیں حکمت کے مطابق ہے — بلکہ میں آپ کی اس ہدایات کا تعلق درستی بہت سی ہدایات کی طرح مخفوظاً حفظ کی گئی ہے چنانچہ اس بنابر کے بھاگتی ہے کہ جو کچھ اس صورت میں فرایا گیا ہے وہ کوئی فخر یا ادھر بھی نہ چھوڑ سکتا ہے کہ اس صفت کی بات ہو بلکہ ایک طبقی تہذیبی ہے داشtron تعالیٰ اعلم۔

(۳) اس ستر میں صدیق کا تشریح کے سلسلہ میں دو کچھ درج کی گئی ہے جو بھی بخواہی والے
بے شرط بالآخر کے ساتھ ہے۔

کہانے کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ بندگی۔

(۲۵۷) عن أبي جعفرٍ قَالَ نَاهٌ لِمُتَّقِيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَكْلَ مُتَقْبَلًا

وَهُوَ الْغَارِبُ

حضرت ابو جعفرؑ نے امداد خرے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں نیک گاربا کے چیز کے ساتھے بندگی کیا نہیں کہا ہے۔

(صحیح البخاری)

تشریح ایک لگا کر یا بلا ضرورت کسی چیز کا سامان لے کر کہانے کے لئے بخواہی بخراہ
ظریف ہے، صدیق پاک کا مطلب یہی ہے کہ جس طبقہ کی طرح تحریر و غیرہ لگا کر کہانے پریس
کہا جاتا اور اس کو پہنچنے میں کوتا میں افتخر کا بندہ ہوں اور کہانا۔ ابی ایک طرح کہا جاتا ہے
جس طرح ایک بندہ کو کہانا چاہا ہے۔

کثر الحالی میں سند ابوعلی اور ابن حمود کے حوالے سے حضرت مائیہ صدیق رضی اللہ عنہ
منا کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صدیق ان احتفاظ میں سفل
کی گئی ہے۔

أَحَكَلَ إِنْ لَيْهَا حَكْلَ الْعَبْدَ

سید ایک غلام اور بندہ کو طرح کہانے والوں
وَأَجْبَسَ كَمَا يَعْجَدُنَ الْعَبْدَ

اوڑ فہم اور بندہ کو طرح بخواہی بندہ
تربیتی یہی مخصوص بخش و یخیل صحابہ کرام کی دو اقسام کا ہے۔ انساب احادیث
بدائیت کا مصالح اور دعا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہانے کے لئے ایک طرح بندہ
کی طرح پیش کرنے، تحریر کی طرح جسیں پیش کرنے اور ابھی اپکی کوئی تحریر نہیں۔ اور جو بندہ کہانے

کھانے کے وقت اس حقیقت نے مانع نہ ہوا بلکہ اس کا اثر تلازی کی نعمت ہوئی جو کامیاب
بیان کر دیا۔ سب کو یہ معاشرہ نہ اپنے ہے اور میں اس کے ماتحت اور اس کی نفع میں ہوں گا اور
بھی حکیم و محدث کی طرح نہیں بیٹھے گا اور حکیم و محدث کی طرح نہیں کھائے گا۔

(۲۵۴) عَنْ قَتْلَادَةِ عَنْ أَنْسٍ قَالَ مَا أَسْكَنَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَوَابِ وَلَا فِي مَكَانٍ
وَلَا خَيْرَ لَهُ مُرْفُقٌ — قَيْنَلِ لِقَنَادَةِ عَلَى مَا يَا كُونُ،
قَالَ عَلَى السَّفَرِ

رواہ البخاری

حضرت آنہ مسیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتم حضرت انس رضی اللہ عنہ
نے سب روایت کیا ہے کہ وہ یا ان کوستہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سر
نے بھی خداوند کھانا نہیں کیا ہوا اور نہ بھوکی تشریف پا پڑیں میں کھایا۔ اور وہ کسی
کپ کے نئے بچائی پکاؤ گئی۔ قاتم حدیث پوچھا گیا تو پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے احباب کرام (کھو جیز) کھانا کھایا کہتے تھے
تو انہوں نے کہا کہ دستر خداوند پر۔ (مجہ بخاری)

قرآن مجید (جس کا تحریر خواہ کیا گیا ہے) ایک جو کل یا پچھی قسم کی میزبانی تھی
جو کوئی نہیں مستحکم ہو سکتا تھی۔ بڑے لوگ (مشتریوں) ہی پر کھانا کھلتے تھے
اور پیچے فرش پر دستر خداوند پر کھوکھ بھی بھوکی تشریف
کھانا تھا۔ اسی طرح امر فوجوں کے دستر خداوند پر کھوکھ بھی بھوکی تشریف
اور پہلیاں ہوتی تھیں۔ خود حجاج بکرم کے آنحضرت در میں یہ بھیزی خود مسلمان
گھر ہوئی میں بھت حام ہو گئی تھیں۔

حضرت امانت کی اس حدیث کا طلب و دعا ہی بس یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
الله علیہ وسلم کے کھانے میں نایتہ ماں گرد جگد کی شان ہوئی تھی۔ نہیں نے بھی

عَلَیْهِ رَبُّکُمَا کَفَا، نَرْجُوئُ شَرِیْعَوْنَ اَوْ دَرِیْسَ الْوَلَدَ مِنْ کَفَا، بَلْ بِکُمْ خَاصَ طَرِیْسَ اَبَ
کَمْ لَئِنْ کَمْ مِنْ چَیْزَاتِنَا بَنَایِ گَیْشَ۔ اس مسلم احادیث الحدیث کی دوسری بہلہ
کتاب الرائق میں وہ حدیث گور حکی ہے جو عرب بنا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عیشت کس خدمت اور فرمان بخفرزاد تھی۔

سونے چاندی کے برخواں میں کھانے پینے کی مانعت۔

رَدَّ (۲۵) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْمَقِیْمَ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَا
عَنِ الْأَكْنَلِ وَالظَّرِیْرِ فِی إِنَاءِ الدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَهَذَا الشَّافِی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمٹوں اور چاندی کے برخواں میں کھانے سے نجٹ لستہ رہا۔
(سنن شافعی)

تشریح) سونپا ڈی کے برخواں میں کھانا پینا دا مل اپنی وفات مندی اور براد
داری کی پیچا ہائش اور ایک طرح کا اسکنڈا ہے، اس لئے نمٹوں اور چاندی علیہ وسلم
نے اس کی مانعت رکھا ہے۔ اور صحیح کی ایک حدیث میں یہاں تک ہے کہ
جو شخص سونے یا چاندی کے برخواں میں کھانا پینا ہے تو کویا وہ جنم کی آگ اپنے پریت
میں داخل کر دے گے۔ اللہ ہمارا الحفظ!

اسنختہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کو رانہیں بتاتے تھے۔

رَدَّ (۲۶) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَنَّابَ النَّبِیْعَ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطَّ اِنْ اصْنَعَهَا اَحْكَلَةً وَ اِنْ

ستکریکہ تحریکہ — دوادھناری و مصلح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ کافر نے سمجھی غصہ ملکا و سمجھی نیس زیادا کہ اس میں بزرگی ہے یا کوئی اور تھی ہے اگر قرب ہو تو تسلیم فرمائو اور غصب ہو تو نکالو اپنے پیارے دیگر مسلم (رجیح بالخاری و مسلم)

اپ کو کھانے میں کیا چیزیں مرغوب نہیں ۔

(۲۴۰) عَنْ أَنَّىٰ أَنَّ حَكِيمًا طَعَامًا مُنْهَجَةً فَدَعَاهُ مَعَ الْمَيِّقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ مُنْهَجَةً فَلَمَّا هَبَطَ مَعَ الْمَيِّقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَرَتْ خَدَّهُ شَعِيرٌ وَمَرَّةً فَإِذَا هُوَ دَبَّابٌ وَقَدْ يَدِينَ قَرَأَهُ مَيِّقُ الْمَيِّقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْهَجَةً الْمُدَبَّبَةِ مِنْ حَوْلِي الْمَقْدَسَةِ فَلَمَّا آتَاهُ أَحَبَّتِ اللَّهُ بَيَانَهُ

یعنی مونٹلی — دوادھناری و مصلح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نوایت ہے کہ ایک دوڑی کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر دو کیا ہوا اور نیار کیا گا تو یہ دو ہی اپنے کھانے پڑیاں تھیں اور جو کوئی دو کیا گی تو اس نے جو کو روپ اور شور با حاضر کیا جس میں وکلے کے تھے اور کھانے ہونے کو شے کرو ڈیا تھیں اس نے دو ہی کو سمجھتے ہیں اور ملکی و مسلم کو کوئی تکلیف یا مال کے لئے نہیں تھیں جو کوئی کرتا ہو تو اس دل سے کوئی بھی مرغوب نہیں تھا

رجیح بالخاری و مسلم

(۲۴۱) عَنْ عَنْدِ اللَّهِ مُبَوِّبِ حَمْرَقِ قَاتِلِ زَانِتِ تَرْسَلِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَكِّلَ الْمُطَبِّبِ بِالْقِنْدِلِ
وَلِلْمَهَارِي وَسَلَّمَ

حضرت جوہر طبری حضرت امیر المؤمنین صدیقات ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشہ ترجمہ ریں کیا ہے کہ ماقبل نماز فراز کی وجہ سے دھکا
رکھ کر کارخانہ و مکانی میں

(۲۹۲) عَنْ حَائِثَةَ أَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِعِلْمِهِ وَأَنَّهُمْ
شَاهِدُونَ بِأَكْلِ الْجِنِّيَّةِ مَا لَمْ يُطَبِّبْ وَيَقُولُ يَكْتُبُ مَا حَدَّدَهُ
يَبْرُدُ هَذَا وَيَبْرُدُ هَذَا يَلْتَهِ هَذَا — روایہ ابو داؤد

حضرت ماہوم سرور رحمہ اللہ عنہ اسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورہ اور پیشہ ترجمہ ریں ایک ساتھ کہاتے تھے اور اس نے تھکانہ
کمروں کا گھر کا قریب اس خوبصورہ کی خواہی کے روایات ہے اور حسن بن زید کی
شہزادی لاڑکانہ کی اگری سے ہے روایات ہے۔ (رسنی الجلد اول)

(۲۹۳) عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَسَنٌ أَخْبَرَ الطَّاغِيَاتِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ مِنَ الْحَمِيرِ
وَالْأَنْجِيَّةِ مِنْهُمُ الْمُكْفِرُونَ — روایہ الجلد اول

حضرت جہاد شہزادی عباس رحمہ اللہ عنہ ہے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دلدار دکھلتے کے شوہر ہے (سے جہاد شہزادی اور ملیخہ مولی
فرید ریشمی دلدار، ترجمہ احمدیہ، دو نوں جیزی، روایہ رغبہ تھیں۔

(رسنی الجلد اول)

(۲۹۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَكَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنْكَرُ — روایہ الجلد اول

حضرت حافظ صدیق رضی خاڑھنے سے رعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھا ہیز اور شد پسند فرائی تھے روجہ خاری

(مشتری) مولانا عزیزیں اور بیٹھا ہیز اور سچے کھانے کو لکھتے ہیں جو بیٹھ کا حلہ
یہ چیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برستھی بیٹھ اور خانہ کو شد رفیق تھا۔

کھانے کے بعد اندر کی حمو اور اس کا شکر

(۲۶۵) عنْ أَبِي هُبَيْلَةَ قَالَ قَاتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ رَأَى أَنَّ أَنَّهُ لَيْكَرَضَنِي خَيْرَهُ الْمُشْبِدِ أَنْ يَا أَكْلَ الْأَكْلَةَ فَيَخْبِدُهُ لَا يَخْلُنَّهَا أَذْرَقَتِ الْمُشْرِبَةَ فَيَخْتَرِدُهُ لَا يَخْلُنَّهَا.

رواہ مسلم

حضرت افسوس خاڑھنے سے رعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرما دیکھنا اپنے بندے کی اس سے زیادتی بھانے ہے کہ وہ بیکھ کھانے اور
اس پر اندر کی حمو اس کا شکر اگے بیکھ پہنچ اور اس کی حمو اور شکر
ادا کرے۔

(صحیح مسلم)

(۲۶۶) حَنَّ أَبِي سَعِيدِ الْعُجَدِيِّ قَالَ حَتَّىَ رَمَضَانَ رَمَضَانُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَنَّهُ لَيْكَرَضَنِي خَيْرَهُ الْمُشْبِدِ أَنْ يَا أَكْلَ الْأَكْلَةَ
لَا يَخْلُنَّهَا أَطْهَرَهُ مَنْ قَاتَلَهُ وَجَنَاحُكَانِي مُسْلِمِيَّتِي.

رواہ الترمذی وابن ماجہ

حضرت ابو سعید خاری و مولانا عزیزی سے رعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو اندر خانی کی حمو اور اس کا شکر ایسا کہ نہ کھکھتے
الْمُخْسَنُ بِثَوْلِ الْيَمِينِ أَمْ لَعْنَتُهُ ماری حمو سائنس اس اطراف کے کیلئے

و ممکن کی جگہ ممکن نہیں۔ جس نے اپنے کھلائی، پھر اور سلاسلہ تابعیہ

(علم اسلام اور جامعہ عربی)

تشریح) جسکا پہلو فون کیا چاہکا ہے کھانے سے ہے پہلے بھر اشرا و آخر میں اندر کی خود اور اس کا شکر کھانے کے لئے کوئی بہتر نہیں ملے گا اور ایک بشری کی قیافہ ہے، فروتنی اور رُوحانی بندہ ہے اور احیاء ہذا پرستی اور عبادت کا رنگ ہے۔ اسی سفر اسعارت المکار کی جلدی میں کھانے سے خلافت کے بعد کا وہ سفر وہ دن اس درج کی جائیگی ہیں جو کتبِ حدیث میں وحیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہیں۔

— — — — —

چینی کے آداب

ایک ماں میں زیبایا جائے۔

(۲۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ تَشَفَّرُ حَدَادًا فَإِذَا أَتَاهُ مُنْتَهِيَ الْعَيْنِ وَلَكِبِيرًا مُنْتَهِيَ الْأَذْنِ وَحَكِيرًا ذَا أَنْتَرَ شَرِيفًا شَفَرَ ذَا لَخِيدَارًا ذَا أَنْتَرَ شَفَرَ تَلَعِشَتَرَ — روایہ المزندی

حضرت جبراہیل جاس زخم اپنے عز سے روایات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفراہ تم پنڈ کو راج ایک ماں میں دیپا کر کر بکار دے دیا تھا تھا سے فسیس پیارہ اور جب تم پنڈ کو راج دشمنی کے سکبے پر اور جب پیچکوں کو
برکت نہ خدا ہے تو اپنے کام کا شکار کر۔ (رجائی ترمذی)

(۲۹۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَبَّرُ فِي السَّرَّابِ كَلَّا — روایہ البخاری و مسلم
— وَذَادَ سَلَمَرَ يَقُولُ إِنَّمَا أَنْدَدَى وَأَنْجَرَ وَأَنْتَرَ

حضرت جبراہیل عز سے روایات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھیلے سب تجھہ فرمائیں پتھر۔ (مسیح غفارانی)

(۱۰) اور یہ کامل کو رہا یہ سب کو اضافہ ہے کہ اب فرمائیں کہ اس مذہبی رہا
میں سافر لے چکے اپنے سے زیادہ سیریاں مالیں بنا کیں جس نہیں رہا وہ مفت شکن
اور صورہ کے لئے زیادہ خوش گذاشت ہے۔

(تشریف) اس حدیث میں سافر کو روزانے کے پینے کی وجہت بیان فرمائی گئی ہے وہ
اس بات کا ترجیح ہے کہ رحم جنی حملہ کی جانہ پر راگیا ہے، ایسا نہیں سمجھ کر ایک سافر
میں ہے جو کوئی گناہ رہا، میں وہ ناپسندیدہ اور نامناسب ہے۔ واللہ عالم

پینے کے برتن میں نہ سافر لیا جائے نہ پھونکا جائے:-

(۲۹۹) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَايَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهَا مُكْتَفِيَنَ رِفْقَ الْأَكَابِ وَأَذْيَقَهُمْ رِفْقَهُ — روایہ

ابن حجر اؤدیہ مصباحہ

حضرت میر امیر احمد جیا اس سیفی اظر حزبے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے پینے کے درخت میں سافر لیڈیا پھر انکے ارنے سے مشغول رہا۔

(سنن الابن راوی وابن ماجہ)

(تشریف) بعض لوگ برتن سے پانی پینے پینے اسکی سافر لیکھ دیں، اس حدیث
میں اس سے بھی سخن فرمایا گیا ہے، اور اس کی بھی مانعت کی گئی ہے کہ برتن سر پھونک
ارہی جائے، فاہر ہے کہ یہ دونوں آئیں ناپسندیدہ اور تزیر و ملتفہ کے خلاف ہیں اور محنت
کے لئے بھی حذر ہیں۔

کھڑے کھڑے پینے کی مانعت۔

(۳۰۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ المَقْبَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

لہی آن یُشَرِّبُ الْأَشْجَلُ قَارِئًا
رواء مسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ دعایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی کہنے پہنچے ہے تا فرمادی

(صحیح مسلم)

رَشْرَشَكَجْ، بَعْضُهُ اور حَرْشُونَ میں بھی کھڑے ہونے کی حالت میں پہنچنے کی مانعت وارد ہوئی ہے، لیکن حضرت عبید اللہ بن عُثْمَانَ اور حضرت عبد اللہ بن عَوْذَ احمد بھی دو مرے معاشر کرام نے سیان کیا ہے کہ ہم نے حضور مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پہنچنے دیکھا ہے۔ اس مسلم کی مختلف احادیث و روایات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں پینا پسند نہ ہے اور رسول اللہ علیہ وسلم کا عام مقول بیٹھ کر ہی پہنچنے کا تھا، لیکن بھی بھی آپ نے کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پہنچنے تو یا تو اس وقت اس لاکوئی خاص سبب ہو گیا اسپ نے بیان جوابات کے لئے کیا ہو گا، پکھ رہی چلے ذکر کیا جا پکلبے کہ رسول اللہ علیہ وسلم بعض اوقات یہ غافر برکت کے لئے کوچھ بھی ہے اور اس کی بھی بھی بھائش ہے، افضل دادل کے غلاف بھی کل کریم تھے اور جو بھر تسلیم کی بنت سے کرتے تھے اس لئے آپ کے حق میں اس وقت بھی اولیٰ افضل ہتھا تھا
واللہ علیہ وسلم



لباس کے احکام و آداب

اس باب کی تعلیمات کی اساس و بنیاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ائمۃ پیغمبر، سونے چاگئے اور کھانے پیچے وغیرہ زندگی کے سارے محوالات کے بارے میں احکام و آداب کی تفہیم دی اور بتالیا کریے حال سے اور یہ حرام ہے یہ صحیح ہے اور بخاطر یہ ناسیب ہے اور بنا تسلیم کی طرح بس اور کپڑے کے استعمال کے بارے میں یہیں آپ نے واضح دریافت دیں۔ اس باب میں آپ کی تعلیمات و پروایات کی اساس دی جزا سورہ احزاف کی یہ آیت ہے۔

بَيْنَ أَذْمَرِ قَدَّازِنَةِ عَلَيْكُمْ لَمْ تَرَدُوا إِذْمَرْ لَمْ تَرَدُوا

لِيَسْأَلُو إِذْنِ تَوَاضِعِكُمْ وَلَمْ تَرَدُوا يَزْرَعُوا كَيْمَنَةَ حَمْرَةَ

وَلَيَأْمُرُ التَّخْوِيَّةَ ذَلِيلَ حَمْرَرَدَ لَمْ تَرَدُوا اَذْلَالَ حَمْرَرَدَ

(روايات ۲۶-۲۷) اور اسر خرا و بجا فنا ہے۔

اس آیت میں لباس کے دو خاص خانوادے ذکر کئے گئے ہیں ایک شریعتی بقی، تعالیٰ نے اس کے ان جنون کو جھپٹا ہے جو پر فروں لکھ کر پیشی پڑائی چاہئے، اور دوسرے زینت و ادائیں پیش کرنے والے جنون کو جھپٹا ہے۔

آنے والیں فرمائی گی ہے۔ تو بیش التغیری نے اتفاق حضرتؐ۔ یعنی انظر کے تذکرے اور فی الحقيقة دو بیانات اچھا ہے اور سرازیر ہر ہے جو حدود اتر کی اور پربزرگاری کے ہدایت سے مطابقت ہے کہتا ہو۔ اُس میں انظر کی ہدایت اور اس کے احکام کی خلاف حدودی نہ کی گئی ہو، بلکہ اس کی نازل کی بوجی اشریعت کے مطابق ہو۔ ایسا ہر بیان خاصیت سرازیر ہے اور انظر کے ساق اس کا استعمال قریب الہی کا وہ ہے جو ہدایت انظر صاحب الفتویٰ مسلم کے ہمس سلسلہ کے اشارے خلاف اور ذاتی صورات پر خود کے سے معلوم ہتا ہے کہ اس باب کا تذکرہ کی تعلیم وہ ہدایت کا فہرستی ہے کہ بیان اس ایسا ہو جسم سے ستر و خفی کا مقصود شامل ہو اور دینی تھنہ تکریر آنکہ با جعل اور با وکالت مسلم ہے۔ نہ ہم اتنا حق برکت ستر و خفی کا مقصود ہے بلکہ کہ زیور اور سرہنگی ایسے کہا ہو کہ کیا سے رجس و درست کے آدھی کی صورت میں اپنے دے اور اونچے دالوں کے دلوں میں خلود و خوش بیویں ہو۔ اسی طرز پر کہ آدمیش دل کے لئے از اطا اور بے جا اس لیون بیٹھی ترہ ہو۔ علی فدا شان و شوکت کی نافرمانی اور برتری کا افق از عالم بھی مخصوص ہے جو جو مقام عبور کے بالکل ہی خلاف ہے اسی طرز پر کہ مرد و شوکت کی پسند اس استعمال کریں پر سونپے پانویں سکھ تذکرات کی طرح مسلم قبول کے لئے مخصوص ہے اور پر کہ مرد خالی صورتوں و اداہی صورتوں پر کہ المذاہ صورت دینا یعنی حدود حضرتؐ مرسوں والے شخصوں پر کہ سچے پھر کر اپنی فردانی فنادرت پر نظر نہ کریں۔

اس سلسلہ میں اپنے نئے نئے ہدایت فرمائی کر جوہ بنده پر انظر تعالیٰ کو فضل ہوا بغیر پانچ کر اس طرز ویں اور اس بیان پنچیں جس سے موسیٰ بن کعب اور پران کے سب کا فضل ہے پر شکرانی پیک شہر ہے میکن ہے میا تکون و میسران سے پیر کریں اسی کے ماتحت اس کا بھی مخاذ ہے کہ غریب مذکون تذکرہ کو دل ٹھکنی اور اس کے تھیڈا میں کوئی دلالتی کی نہ اشہد ہو۔ غریب کو پر کہ کہ مذکون اس نام سے خلود کیجیں اس کے لئے انظر کے ساق کا استعمال کریں۔ بوجی اس کو کہم وہ لامہ کو تسلی کے ساتھ بیان اس کا استعمال یہکہ درج کی جمادات اور انظر تعالیٰ سکھر کا وہ ہے جو۔

اس تاجیر کے بعد اس اسلوک حوثیں دلیلیں پڑ چکے۔

لباس نعمت خدا و رحی اور اس کا مقصود۔

(۲۶) عَنْ أَبِي هُنَيْرَةَ أَنَّ عَلِيًّا أَشْفَرَ عَلَىٰ تَغْوِيَةِ مُشْكِنَةِ دَرَاهِمِ فَلَمَّا
لَمَسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَنْتَ الْجَنِيَّ تَرْكَنُونِي مِنَ النَّارِ إِنِّي مَا أَنْجَمْتُ
بِهِ فِي الدَّارِ مِنْ دَأْوَارِي بِهِ عَذَّرِيٌّ ثُمَّ قَالَ مُحَمَّدٌ
صَحِّحَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ۔

رواہ احمد

ابوذر گافر سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ تعلقی رحمی اللہ عزیز نے تاجیر ہم جسے
ایک دیگر تاجر اور بیب اُسے پہنچا کیا۔
الْعَمَدَ لِلَّهِ الَّذِي تَرَكَنَيْ
وَوَكَرَ شَهَادَةَ الشَّرِكَةِ لِلْجَمِيعِ
مِنَ النَّارِ إِنِّي مَا أَنْجَمْتُ
جَهَنَّمَ بِهِ فِي الدَّارِ مِنْ دَأْوَارِي بِهِ
مِنْ دُوْلَاتِي مِنْ آمَانَتِي حَاصِلَ كُلَّ دُوْلَاتِ
عَذَّرِيٌّ۔
اور اپنی سرپوشیدگی کا تاجیر۔

پھر زیارتی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہنا اُپر کرنا (بزرگی کو کر) ایک رجوع
کی اخلاقیات میں اشترک حوثی و ملک کرتے تھے۔ (مندرجہ)

(قرشی) جاس ترددی میں قریب قریب اسی سخنون کی صورت حضرت خداوندی اللہ عزیز سے
بیکارہی ہے، ان دونوں حدیثوں سے اور ان کے مطابق بھی مشدود احادیث سے معلوم ہوا
کہ لباس اشترک تعالیٰ کی برداشت ہے، اس کا مکار ادا کرنا چاہئے اور اس کا مل مقصود
ستروپی اندھل و آرائش ہے۔

بے پرده اور بے دھنگی لباس کی مانعت :

(۱۴۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَعَلَ رَمْلَةً فَتَوَضَّعَ أَقْلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَا حَكَمُ الرَّجُلِ بِشَمَالِهِ أَذْانٌ يَعْتَصِي فِي نَعْلٍ فَاجْتَبَى
وَأَنْ يَشْعِمَ الظَّفَّارَ أَذْخَنَتِي فِي نَوْبَرٍ وَاحِدًا كَائِنَتْ
عَنْ فَرِيجِهِ۔

رواہ مسلم
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سعدیت سے کہنے والے مسلم اپنے طبلہ مسلم نے
خدا فردا اس سے کہا ہے کہ آدمی باشداد کے ساتھ ایسا صرف ایک ہاؤس میں جوئی پہنچ
کر پہنچا اور اس سے بھائی خدا کا اونصوت ایک چارواں پانچ اور پانچ کوہ لفڑی
سے بندروں جانے والے ایک پہنچے میں گوت مار کر میٹھے اس کو فتح کر اس کا ستر کھلا جو۔

روح مسلم

(۱۴۸) عَوْنَوْنَ مِنْ كَبْرَى كَمَ عَنْ طَرِيقِ رَبِيعَ تَحْتَهُ اَوْ اَنْ كَمْ كَمْ لَيْهُ اَنْ كَمْ
زَمَانٍ مِنْ بَعْضِ مُخْصُصِ الْعَادَاتِ تَحْتَهُ مثلاً اَيْكَ طَرِيقِ رَبِيعَ تَحْتَهُ كَمْ مِنْ كَمْ
لَيْهُ لَيْهُ اَكْهَرِ الْعَوْنَوْنَ مِنْ بَعْدِ جُوْكَهُ اَوْ اَسْ طَرِيقِ بَعْدِ هَجَّهُ كَمْ مِنْ بَعْضِ
كَوْزَشَانِي صَنَادِيرِ كَهْجَانِيَّا تَحْتَهُ اَسْ حَدِيثِ مِنْ اَسْ مِنْ مَانَعَتْ خَوَافِي اَنْجَيْهُ بَيْنَ كُنْكَرِهِ اَيْكَ
بَيْنَ كُنْكَرِهِ سَهَّلَهُ اَوْ اَدَمِي اَسْ مِنْ هَرِماتِ سَهَّلَهُ بَيْنَهُ اَيْكَ طَرِيقِ رَبِيعَ تَحْتَهُ
آدمی سَرِینِی زَمَانِ بَرِدِ کَمَ کَمَ اَوْ كَمَ کَمَ
پَنْدِیوْنَ بَدِ لَهِبِتِ لَيْلَا اَسْ مِنْ سَرِینِي شَبِیْجِی زَهْوَتِی (کوہ بخوش اغْلِلِ کَلَارَهِ جَاهَا) اَسْ کَوْجَنَدِ
کَمَ تَحْتَهُ اَسْ مِنْ سَهَّلَهُ اَسْ حَدِيثِ مِنْ مَانَعَتْ فَلَيْلَی اَنْجَیْهُ۔ اَسْ طَرِيقِ صَرَفِ اَيْكَ ہاؤں
مِنْ جَوْتِی پَهْنَا کر پیٹنے سے بھی مانَعَتْ زَمَانِی اَنْجَیْهُ، کوہ بخوش بھی، فارس کے خلاف اور بَدِ حَلْکَهِ
پَنْدِیوْنَ کی مَلَامَتِ سَهَّلَهُ۔ اِنْ اَنْجَیْهُ کی خَدَرِ کَوْدِ کَوْدِ جَوْجَرِ سَهَّلَهُ بَدِ جَوْجَرِ جَوْجَرِ جَوْجَرِ۔

عورتوں کے لئے زیادہ باریک بلاس کی صافعت

رَمَضَانُ عَنْ فَاطِمَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ اغْرَيْتَهُ أَهْلَكَهُ دَحْلَتَ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا فِي رِفَاعَى
قَاتَلَهُنَّ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا أَسْمَاءَ إِذَا الْمَرْأَةُ إِذَا أَبْلَغَتِ النَّجِيبَ
كَنْ يَصْلُمُ أَنْ يُزَرِّعَ مِنْهَا إِلَّا هَذَا دَهْلَتَهُ أَمْلَأَهُ إِنَّ وَجْهَهُ
كَفِيلٌ

رواه ابن القاسم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (بری ایسا) اسلام جنمت
اپنے پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑا آئیں اور وہ بار کر کپڑے پہنے ہوئے
بھیں اور اپنے اس کا حلف سے من پر پیریا اور کماں لٹھا سارہ عورت جب بھرنا کو
پہنچ چاہے تو درست بین کر اس کے ہمراں کوئی حصہ نہ آئے سارے عورت سے اس کا
لکھ کر۔

(سنن ابن ماجہ)

ترشیح) اس حدیث سے ہم تو ہذا کہ عورت کو اسیہ لکھ کر پہنچا جائے جیسی جسی جسم خر
آئے۔ اس چہرہ اور اخون کا کھاہ رہنا چاہیز ہے، بینا ابی جمہکہ طبع ان کو کپڑے سے
چھپانا ضروری نہیں۔ بیان۔ غواص ہے کہ اس حدیث میں عورت کے لئے تشریح حکم بیان
فرمایا گیا ہے۔ حباب (بیرون) کا حکم اس سے الگ ہے اور وہ ہے کہ عورت اپنے کھوئی
اور اگر خود وہ اور کام سے باہر نکلیں تو پروردہ میں نہیں۔ تشریح حباب تشریح میں کہ حکم
میں اعلان کے حدود الگ الگ ہیں، بعض حضرات کو ان میں اختیاہ ہو جاتا ہے، غائب گان
یہ ہے کہ حضرت امام کے حضور کے ساتھ آئے کے جزو اور کام کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے
وہ حباب (بیرون) کا حکم بازل ہونے سے پہلے کا ہے یعنی کہ اس حکم کے باطل ہونے کے بعد
حضرت امام اس طرح اکب کے ساتھ نہیں سماں کی عیسیٰ، داشدا علم۔

الام الائمه نے بولا تھا اسی امام الموئیہ حضرت مائیہ صدیقہ زینہ بنت عثمان امیر و آخر صحابیۃ
کیا ہے کہ وہ کی صحیح حضرت عبد الرحمن بن ابی ذرؑ اسی کے پاس آئیں اور وہ زیادہ باریکا دعویٰ
(خواہ) اور سے جو ہے تھیں اور حضرت صدیقہ نے اس کو آپ کے پھانڈ والوں کو تھے کہ پڑھ کی خار
ذو رحمادی لایا، اب یہ کہ حضرت صدیقہ کا پھانڈ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی قیمت و تربیت
کا فتح تھا۔

عورتوں کے لئے باریک کپڑا بھی جائز ہے بشرطیک.....

(۲۶۷) عَنْ دُعْيَةَ بْنِ شِعْبَةَ قَالَ أَنِّي لِشَيْءٍ حَسِيلٌ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ يُقْسَمُ بِمَا أَعْطَاهُ وَسَهَّلَهُ أَكْبَرَ
شَهَادَتَنِي فَأَقْطَعُ أَخْدَقَهُمَا قَيْصِصَادَةً أَغْطِي الْمُخْرَجَ
إِنْزَارَاتِي قَنْعَمَرِيَّهُ كَلْمَاتَ أَذْبَرَقَالَ دَمْرَانَتَرَاتِيَّتَقَدَّمَتِيَّ
لَحْقَتِيَّتَوْبَيَّ كَلِصَفَعَهَا — روایہ ابو جعفر (اول)

حضرت دیوبنی جیلہ کی رہنما ہر خود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم کے پس کپڑے کشلی چادری اور کامیاب نہ ان میں سے یہکے بھی منایت
نہ ایسی اس اور شکر فراہ کامیاب کے دلگھے کے لیے یہکے گھر کے کامیاب نہ ایسا کہ اسے بلکہ
دوسرا ایک اپنی بیوی کو دوسرے دیکھو وہ اس کو خالہ بادا (عن) کے طور پر کہا تھا
کہ لے کر — پھر جب دیجی اخبار جان فٹے تو اپنے سامان سخن لٹا کر اپنی بیوی
سکر دیکھ کر اس کے پیچہ لے کر دھکھانے دیں اس کے بالے

بھروسہ۔ (عن دیوبنی)

قرآن مجید کی ایک بڑی تکمیل کی چادریں ہوتی تھیں جو بزرگی میں بھروسے
آئی تھیں ایک ولفرگن سے وہ چادری حضور کے پاس ایک دو آپ نے ان میں سے یہ حضرت

درجی بھی کامیاب حفاظتی اور خدا کے دو نکتے اور کے ایک سے قابض ہی رہا (گلابی المثلثہ) مدد برخواہ اپنے ایک بھروسے و مکاروں خلاف کے خود پر استحکام کر لیا۔ اونچوں کو ایک تھا، اور دوسرے تھے جو ایک دوسرے کے درمیان کام کے نیچے ایک اور کوڑا کا جسم اور بال اور فروخت آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدد برخواہ کو پاریکہ پرستہ پہنچنے کی بھی امداد ممکن ہے۔ لشکر کا اسکے نیچے دوسرا اپنی ایک جس کے وجہ مدد برخواہ کے ال دفیرہ فخر رہا۔

لہاس میں تنا خرا اور نماش کی حادثت۔

(۲۶۵) عَنْ أَبِي عَمْرٍونَ قَالَ رَمَضَانُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ لِمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَقْرَأْ لِمَنْ لَمْ يَعْلَمْ رَوَاهُ مَعْنَى وَابْوَادَادْ وَاجْهَةَ الْقِيَمَةِ

حضرت ابوالذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے ستر لایا کہ یہ آدمیوں میں نماش اور شستہ کے کہوئے پہنچنے کا من کا اثر قاتلا نیامت کے دن ذاتیہ رہنمائی کے پرستہ پہنچا۔

(مشکلہ سلطنتی داری و بخش ۱۴۱، ۱۴۲)

(تشریح) سببیت میں ثواب شستہ تھے مدد برخواہ بسا سید جو اپنی قیان و شوک کا نماش کے لئے اور لوگوں کی نظر میں پہنچنے کے لئے پہنچا ہے۔ کہ مدد برخواہ کو اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو لوگوں کی نظر میں علامہ ربانی اور مدرس بنگل بخند کے لئے اسہل طریقہ کا خاص بس تھوڑی پہنچیں یا اپنی تحریری و مدد برخواہ کی پہنچ کے لئے ایسے پرستہ پہنچ دیں ہے تو اس کو ہو چکا ہو افیکر در دلیش کیسی۔ پہنچی قاتلا رہ کہ اس کا تعلق آدمی کے جل اور اسکی نیامت سے ہے۔ ایک بھی کہوڑا اگر خود نماش کے لئے اور اپنی بڑائی کے مظاہروں کے لئے پہنچا جائے تو اس کو اس حدیث کا صداق نہ گا لیکن وہ کہوڑا کو اگر اس نیامت کے بغیر پہنچتا تو اس کو اس حدیث

محروم میں بوب نہ ڈال سکا ۔ اور جو کوئی جنگل کو کھا کر کیتے تو وہ کامیابی کا سبھ
میں اس لمحہ تک نہ پہنچ سکتا کہ کے بیان کرنا تو وہ ناشدید ہے اس کے لئے اس کو سکھ کر
پڑا ہے اس کو کہا جائے اور اپنے بارہ کا حساب کرنے کے لیے ۔ ۔ ۔ اس بھرث
لکھنا ۔ ۔ ۔

حکمرانِ بیاس کی مانعست اور سخت دھیرہ۔

مودودی میں عجیب حکمران کا فرض قرار کر دیا ہے اس کے آنکھوں کی ستمالیت کو بعد ازاں عالم
بیٹھنے اور اس کو بڑا ہی کی شان بخوبی کا اتنا فضیلہ ہے۔ اسی فضیلہ کو پہنچنے میں
بیچے کا کارہ نہ سمجھ رکھتا۔ اسی وجہ پر قیصہ اور عمارہ اور دوسرے کی طرف بیرونی احکام کے
اسراہ کے نزدیک اپنی ہوائی اور چوہراست کی فائش کرتے گویا اپنے دل کے ہلکا ہلکا اور
احساس بالآخری کے افہار اور تذکرہ کا یہ کوئی نہ ہو تھا۔ اور اس سماج کے حکمران کا یقین فرضیہ
بن گیا تھا ۔ ۔ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی سخنے مانعست و اپنی امور خارجہ کو سکس
دھیریں لاد کے اسے میں نہ اؤں۔

۱۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ جَرَرَ ذُوَبَةً خَيْلَاهُ لَمْ يَطْغِرِ لَهُ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

رواۃ البخاری و مسلم

حضرت محمد اعظمؐ نے اسی اثر محسوسہ روایت ہے کہ جو کوئی اس کا اثر
علیہ کرنے خواہ کر جائے اپنے پیروں اسکے لئے پہنچنے پہنچنے کرے گا، اور
تمدنی قیامت کے وہ ایک دن تو بھی دانہ ملے گا۔ (جیسا کہ امام مسلم)

۱۸) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْجُدَادِ رَدَّ قَاتِلَةَ الْمُؤْمِنِ مَوْلَى أَقْدَامَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَةَ قَاتِلَةَ إِرْسَةَ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَصَابَتْهُ شَرَّهُ

لَا شَهِدَ حَلْقَيْهِ فِي حَالَيْهِ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَا أَشْفَلَ مِنْ
نَّهَارٍ فَلَيْلَهُ الْعَيْرَاءِ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَةَ مَرَاجِعٍ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا
جُوْزَ الْقَيْمَنَةِ إِلَى سَقَرِّ تَجْرِي إِذَا رَأَتْهُ بَطْرَكًا — روایہ ابو جعفر عدو
اصنفہ .

حضرت ابو سید خدیجہ ائمہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسیح نبی کو اپنے صاحب شر
حلی و علم سے مٹا، خود فتنہ کروں بدل دے کر لے (ازاد یعنی تجدید) اور مسلمانوں
رہیں بھر اور اعلیٰ صورت) یہ ہے کہ ضعف ساقی تک رسیں پر نیکی کے دل میلان کرنے
تک (جو اور نسبت ساقی اور نیکوں کے درمیان تک رسیں بھر گئے ہوں یہ میں جائز
بھائیوں کے اس سے نیچے ہو تو وہ حلم ہے اسی اس کا نام حلم ہے (یعنی اس کے
بیان کر) و بادھ آپ نے تینی خوش اخراجیوں کے بعد فرمایا) ائمہ اس اور کو کہ
ون نکھل افلاک کے بھی زدیکے گاہ از اعلیٰ فخر و خبر اپنی ادا بھیت کے بعد گاہ .
رضی اللہ عن علیہ و سلم (ابو جعفر)

(تشریح) الحبیب شیخ میں فتواویٰ فرمودہ اہل اس استھان کرنے والوں کو یاد کت و میرزا نائی
گئی ہے کہ دو قیامت کے اُس دن میں جو کہ ہر جدہ و اپنے رب کرہیں مگر وہ تمہارا کام کا سخت تلقائی اور
آڑو مند پورا گا، اس کی مکاون رحمت سے فرمادیں گے، اہل تھال اگستھا اکار کو اپنے ہم فطر اغماز
کر دے گا اور کی طرف نظر اٹھا کر جی دو یکھ گا — کیا نیکا ہے اس غروری اور بد بھیت کا۔
اللہ تھرا اخْفَقْنَا

حضرت ابو سید خدیجی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بھی حکوم ہے کہ حواس کے لئے
اوی اور بھتر ہے کہ تجدید اہل اسی طرح پا جاؤ (ضعف ساقی تک رسیں) اور نیکی کے اور نیک
و فخر بر میں اپنا نہ ہے۔ لیکن اس سے نیچے چاہو نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے اور اس کا پردہ جسم کی
وہی ہے۔ لیکن یہ دھیلوں کی حدیث ہے میں ہے جیسا کہ فخر اور اسکے باوجود فخر میں

کا ہے، یوں آگے درج ہے دالی حدیث میں یہ بات بہت صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔
 (۲۶۸) عن ابن عثیمین روى أبا القاسم يعنيه حديثه و سلطنه
 قال ملائكة قومك خليلك لغير مظفر الله اليه يوم القيمة
 فقال أبو بكر يا رسول الله إن اربى مسيرة من أرضها
 فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا قحافة
 ملائكة قومك خليلك رواه البخاري

حدیث مجدد الطراج اور دینی المشرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مسلم لے فرمایا کہ جو کوئی فرشتہ کر کے لوٹ رہا ہے پھر انہوں نے بھاگ کر کے فیضات کے
 دن دشمن قتلنا ایک کلہ وہ نہیں کر سکتا کہ حضرت عباد الرحمن عزیزی کی کشیدہ ہے کہ
 حضرت کا پیر و شدھار کر حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یادِ مولیٰ اللہ عزیز را تندھا اگر ہمارا
 کامیاب نہ رکونا تو مجھے کلمہ نہیں ہے فرمایا تم اس کوئی میں سے نہیں ہو جو
 فردِ اُور کے مذہب سے ایسا کرنے پیدا۔ (رجیح البخاری)

(تشیع) اس حدیث سے صراحت کے ساتھ حکوم ہو گی کہ جو کسی کا تہذیب اپا جاسہ
 بے خیال کی، جو کسے بخوبی سے یقین ہو جائے تو وہ کلمہ کی بات نہیں ہے۔ علماء نے تھا
 ہے کہ اگر بخوبی سے بخوبی تہذیب کیا جائے تو آخر اسکیاد کے بذبب سے تو فرام ہے اور اسی
 وجہ سے دعویٰ ہے: مدد اگر صرف حلات افلاطیں کی بنا پر ہے تو مکروہ ہے: اور اگر کوئی انسان
 سے خیالی اور بیہقی و بھائی وجہ سے اسے ہو جاتا ہو تو اس پر کوئی سماحت اور حکایت نہیں،
 ممانعت ہے۔

مردوں کے لئے نہیں اور سونے کی مانعت اور عورتوں کو احیانہت ہے۔

(۲۶۹) عن أبي موسى الأشعري روى أبي القاسم يعنيه حديثه عليه السلام

وَسَلَّمَ قَالَ أَعْلَمُ الَّذِي تَعْتَدُ وَالْخَيْرُ فِي الْأَقْوَاتِ مِنْ أَحْكَمِ

وَعُزُّورٍ مَرْعَبٍ دُحْكَنٍ يَهَا — رواه الترمذی والنافع

حضرت ابو حیان اشتری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا خود کہ من اور شکی کہنے کا انتقالی برہی بھت کی حدود کے

لئے حال اور جاؤ ہے اور مردی کے لئے حرام ہے۔ (جاتہ ترمذی)

(مشعر) نوری حدیث سے یہ بات حرام ہو جائی ہے کہ مردی کے محدود کیلئے حرام ہے
ہے جو خالص شتم سے بنایا گیا ہو اس میں رشیم نابل ہو، اگر اس از ہو تو جاؤ ہے، اگر لمح
ایسا کہرا بھی مردی کے لئے جاؤ ہے تو شکی ہو، لیکن اس پر نقش دنگار شتم سے بنائے
گئے ہوں، یا دوچار انگل کا رہ شکی حافظہ ہو۔

مردوں کے لئے شوخ سُرخ زنگ کی حافظت ۔

(۲۸۰) هَنَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَفْرَادَ قَالَ مَنْ زَرَ جَنَّةً وَعَلَيْهِ تَوْبَةٌ

أَخْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى الشَّيْقِ حَسَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا

بَرَأَ عَلَيْهِ — رواه الترمذی وابن داود

حضرت عبد اللہ بن عفراد بن العاص رحمۃ اللہ علیہ حدود حرام ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قدرین فرنچے، ایک آدمی کو اور ادھر اور خون کہنے کے

بندھے ہوئے ہو اس نے حسنه کو سلام کیا تو اپنے اس کے سامنے جاپ شکی زید

(جاتہ ترمذی، سنن البیهی وابو داؤد)

(مشعر) شایر میں نے کہا ہے کہاں صاحب کے کہنے شوخ سُرخ زنگ کے تھے جو کہ
مردوں کے لئے نیہا نہیں، اور سلام کا جواب دوئی اس پر حسنوں کا حساب تھا مگر حدیث
کی بناء پر مردی کے لئے شوخ سُرخ زنگ کے پاس کو جتنی علاوہ نے حرام کیا ہے اور مجلس

نے مکروہ۔ بہر حال حضور کے طرز سے مسلم کا حجہ نہ باجاہما آپ کی سخت نہادی و
اگر ای کی مکمل دلیل ہے۔ نعمود مانندہ میں غصہ پر اللہ و غصہ پر رامولیہ۔

مردوں کو زنا نہ اور عورتوں کو مرداز بیاسی بیانت کی طاقت

(۱۴۶) سعیٰ ابن عثیمین قالَ لَعْنَ رَبِّكُمْ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمْسَكَتِيهِمْ مِنَ الْإِيمَانِ بِالْقَاتِلِ وَالْمُشَنِّعِ فَاعْتَدُ
مِنَ الْإِصَاعِ بِالْمُحَالِ — — — روایۃ البخاری

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میں سے بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلی اللہ علیہ الرحمۃ الرحمیۃ عوردوں یہ جو حصہ توں کی مٹاہست اخنوار کیں (رسیخ اخنوار کی
مشکلہ بیانت، اخنوار بالاس اس کا اصل نہیں کہ اخنوار اپنائیں) اور ان عورتوں پر سچی حجہ مردا
کی مٹاہست اخنوار کی رد پختہ ای کا کیا کیا درجہ بنائیں، اونکا سارا بیاس اور (زنا نہ
(اخنوار کی)،

(مجھ تھا کیا)

تشہر کی) اس حدیث میں خصوصی سے بیاس کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اتنے پڑھتے
فہ اس لمحے کے لیکن تشبیہ کی بھت نیازی ہے کہ مردوں نہ بیاس پہنچ کر اور مردوں
بیاس اپنکا اپنی قبولت کی تھا توں سے بیانت کیں۔ اگے دیکھ بونے والی حدیث میں
خوبیت کی تھا تو بیاس کے بارے میں لکھ کی فرمایا گیا ہے۔

(۱۴۷) حنفی حُرَيْثَةَ قَالَ لَعْنَ رَبِّكُمْ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَرْجَعَ إِلَيْكُمْ بِنَسَدِ التَّرَازِ وَالْمُرَازِ لِكُلِّ شَيْءٍ
الْعَجَلِ — — — مرداز بیوساڈ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میں سے بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس مردوں پر سچی حجہ اور اخنوار کی نہیں اسی پیشہ کا وہ حکم ہے کہ مٹاہست فریاد کر کے

(رسنی ابی حمادہ)

مردوں کے لئے سخندر گل کے سخندر نیوارہ پسندیدہ ہے۔

(ص ۲۷۳) ہن تحریرہ آئی اللہ عین صنیع الحدیث علیہ السلام و مسلم فوائد
اللہ عزیز اور کتاب المیتین فوائد امیر امیر و اطیب و مکفیل امیر
مودودا کشہ رواہ احمد و القزوینی والمسانی وابصری

حده تحریرہ دارالخلافہ محدث دو ایدیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاد
خواہ خیبر کے پہاڑوں پر زیارت کی اس مامنہ اور نفس ہوئے ہی اور سخندر کے در
دی کہدا پیدا ہو دیکھ کر خلا کرد (و من کیمی سما کر زندگی میں نہیں سمجھ جائے)
(ص ۲۷۴) تحریرہ آئی اللہ عزیز طیقہ الہلال فوائد رحمۃ الرحمٰن محدث عین اللہ علیہ
و مسلم فوائد الحسنۃ مانہڈہ دعویٰ اللہ عزیز فہرست پوکرہ و مسلم حدیث
البیاض۔

رواہ ابن حمادہ

حضرت ابوالحیاد رضی اللہ عنہ سے رسول نے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و مسلم سبھوں کا سب سچا ہے جس سے کم اپنے قبروں اور اپنے بھروسے سمجھا
شامل سلطنت کا کہ ماں سخندر گل۔

(رسنی ابی حمادہ)

(تشریح) سخندر گل کے بعد قبروں میں اثر کے حنفی میں حافظی ہو تو سخندر
کفن میں بیو اور ساجر میں بیو اس اونہاں میں اثر کے دراء (یعنی) حافظی ہو تو سخندر کے دل
سینہ پر ۔۔۔ لیکن دوسری کہیت کی احادیث سے خواہ ہوتا ہے کہ مودا اکابر کے میں اثر
علیہ و مسلم بسا اوقات تخت تیک کر کر کے جی پہنچاتے ۔۔۔ جہاں آپ سے بڑا ہے کہ
غسلہ گل کے کفر ہے پسنا بحالت ہے اسی طرح غسلہ گل کے کھلے یہ زیر گزار ہدف
پا درا باید کہ اس کے کافر کا کام و زیب سرفراز بحالت ہے ۔۔۔ اس لئے حدیث

بالا درون مردوں میں سید و ریگ کے پیروں کے اخوان کی جو زیر خوبی کا گنجائیہ ہے کامیاب
بس تر خوبی ہی کا ہے، اللہ اکیل کا تعالیٰ صرف مردوں سے ہے، مردوں کے لئے ریگ بس
ہے کا زیادہ پورہ فرمایا گیا ہے، اندھی طمود کے دلائل سے بھروسی حکومت ہوتا ہے۔

الترفیب شریعے تو پہنچے حال رہنا نہیں کہ نہیں۔

(۲۸۵) عَنْ أَبِي الْأَنْجُوشِ عَنْ أَمِيرِهِ قَالَ أَتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى تُوفِّيَتْ مُؤْمِنَةَ فَقَالَ إِنَّ الْكَفَرَ
مَا يُنَزَّلُ إِلَيْكُمْ فَإِنْ أُتِيْتُمْ أَنْتُمْ أَنْتُمُ الْأَوَّلُونَ
قَدْ أَخْطَلَنِي اللَّهُ مِنَ الْأَمْرِ وَالْفَتْرَةُ وَالْفَتْرَةُ وَالْخَمِيسُ وَ
الْمُرْتَضَى قَالَ فَلِمَذَا أَتَاقَ اللَّهُ مَا كُلَّتْ مُؤْمِنَةً أَفَرَغَهُ اللَّهُ
عَلَيْكُمْ وَعَسْكُرَ أَمِيرِهِ

بہذا حکم تاریخ کا اپنے مالو (ابن حیث) سے حدایت کرنے میں کوئی
دھوکہ نہیں ملے اور قدر علیہ وسلم کی خواست میں عافر نہاد اور میں بھٹکا کر گھنیا قسم
کی کوشش پہنچے جسے تھا کہ آپ نے جسے فرمایا کیا تھا، سب سماں کی طبقہ میں دلخواہ
یعنی وحی کیا کر لیں (راہ کا خصل ہے)، آپ نے (بچہ کو کسی نوچ کا ملاس ہے) وہیں
تھے وہیں کیا کیا اور طرفے پر ہم کمال نہیں بھکاری ہے، اور نہیں بھی، الحمد للہ بالآخر یہاں
بیر بکریاں بھوپلی ہیں، مگر تو سے بھی ہیں، خلیل احمدیان بھی ہیں۔ آپ خدا دستاد
فریادا جب افسوس نے تم کمال مدد و مدد سے نوازا ہے تو پھر انہیکے اخواهم و احباب
اور ان کے نسل و کرم کا اثر تھا اسے دوپتھا ہا ہا ہے۔ (احمد و حسن بن نسای)
روہ ۲۸۶) عَنْ عَفْرَوْنَ عَنْ شَعِيبٍ عَنْ أَمِيرِهِ عَنْ جَبَّرِ بْنِ عَوْنَانَ
قَالَ رَبُّكُمُ الْفَوْضَلِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

آن چوئی آئکو نعمت بعلی علیہ السلام رواہ احرفی

عربی شیب اپنے والو شیب سے حدودہ اپنے دادا حضرت پیر اللہ بن ہزو
بن الحاصن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-
انشر تعالیٰ کو یہ بات مجبوب اور پسند ہے کہ کسی بندے پر اس کی طرف سے جو نعمت
تو اس پر اس کا اثر نظر آئے۔ (جامی ترجمی)

(نشرت) جس طرح بعض لوگ اپنی بڑائی کے انوار کے لئے یا فیض کے طور پر بہت
بریجا میاس پہنچتے اور اس مدینہ بیجا اسراف کرتے ہیں، اس طرح بعض کھوس کھوسی
کی وجہ سے یا صرف طبیعت کے گناہ پنگی وجہ سے صاحب استھانت ہونے کے
باوجود بالکل پیشہ حال ہوتے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں ایسے ہی لوگوں کو ہدایت
فرمائی گئی ہے کہ جب کسی بندے پر اثر کا افضل ہو تو اس کو اس طرح رہنا چاہئے
کہ دیکھنے والوں کو بھی نظر آئے کہ اس پر اس کے رب کا افضل ہے، پس کر کے لکھا فرماؤ
میں سے ہے۔

خوب کھاؤ، پہنچو، بشرطیکہ استکباراً و را سراف نہ ہو:-

(۲۸۶) عَنْ عَمِيرٍ وَبْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَذِيدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَأَشْرَفُ مُؤْمِنٍ هُوَ
وَالْمُؤْمِنُوْمَا أَكْثَرُ يُخَالِطُ اصْرَافَ وَلَا يُنْهِلُهُ

رواہ احمد و السنانی و مالک و مسلم

عربی شیب اپنے والو شیب سے روایت کرتے ہیں اور دادا پیر
حضرت بیوی اللہ بن الحاصن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم نے فرمایا:- اجازت ہے خوب کھاؤ ایسا و دسر پر صدقہ کرو، اور

کیز سے بنائی گئی، بشرطیکہ سرافری اور بیعت یعنی فردا استنباط نہ ہو۔
(ستودھو، سنسنی، سالی، مسٹھو، بی ماہر)۔

(شرح) کھانے اور لباس وغیرہ کے بارے میں اس حدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ ایک واضح قانون ہے جیسی یہ کہ آدمی حلال غذائوں میں سے اپنے حبیب مرضی جو کچھ کھائے اور جو پئے اور جو من بھاتا حلال لباس پہنے جائز ہے بشرطیکہ اسraf کی حد تک نہ پہنچے، اور دل میں تقاضا اور استکبار نہ ہو۔ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ قول بھی صحیح بخاری میں نقل کیا ہے کہ:

«کُلْ مَا يَشَاءُ دَالْبَيْسِ مَا جَوَى جَاهِدٌ بِهِ بِهِ»

فیثُتْ مَا أَخْلَقَ لَكُمْ إِنْ شَاءَنَّا بِهِ (جاہد ہے) جیسا تکہ کہ دو اسیں نہ ہوں

بَرْزَتْ وَهَنِيلَةُ»: دیکھ سرافری اور دوسرے استکبار و تقاضا

اس باب میں دیکھی بیانیں اصول اور معیار ہے۔

اول جلوں پر اگنده حال اور میلے کیلئے رہنے کی مانعت:

(۲۸۶) عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَنَّا نَأْمَسْوُ الْفَوْصَلَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِهِ وَأَنْهُ أَنْ

نَرَأُوا فَرَأَى رَجُلًا شَعْنَاقًا فَدَافَعَهُ شَعْرَرٌ شَعْرَرٌ فَقَالَ مَا كَانَ

عِيدًا هَذَا أَمَا يُسْكِنُ بِهِ زَرَّاسَةً فَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ شَعْرَرٌ

وَشَعْنَاقٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجُودُ هَذَا أَمَا يَقْسِلُ بِهِ قَوْيَةً؟

رواهہ محدث والسان

حضرت جابر بنی اثیر عن سے روایت ہے کہ لا یک دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاقات کے لئے جو اسے ہل تشریف لائے تو اس کو نظر لے کر اگنده حال آدمی پر پڑی جس کے سبکے ہال بالکل منتشر کر کر اس کو فرمایا کہ۔

کیا یہ آدمی دُنی کو کافی بیرون نہیں پا سکتا تھا جس سے اپنے سر کے بال ٹھیک کر لتا۔
را در اسی مجلس میں آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت بیلے کپڑے پہنے ہو رہا تھا
تو ارشاد فرمایا:- کیا اسی کو کافی بیرون نہیں بل عکسی تھی جس سے ہمارے اپنے پکستے دھکے
صاف کر لے جائیں۔ (مسند احمد بن حنبل نسائی)

ڈارِ حی اور سر کے بالوں کی خبرگیری اور درستی کی ہدایت:-

(۴۸۹) سَعِنْ عَطَاءَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ مَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَدْ خَلَ رَجُلٌ نَّاَبِرًا لِرَأْسِهِ وَالْعَيْنَيْهِ
فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ كَانَتْ
يَامُرَّةٌ يَأْصِلُ لَهُ شَعْرَهُ وَلِعِينَتِهِ فَعَلَّ لِغَرَرِ جَعَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِنْ
أَنْ يَأْتِيَ أَحَدٌ كُفُّرٌ وَهُوَ ثَابُ الرَّأْسِ كَانَتْ شَيْطَانٌ

رواء مالک

عطاء بن يسار محدث دامتہ ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مسجد میں تشریف فرماتے ہے ایک آدمی مسجد میں آیا، اس کے سر اور ڈارِ حی کے
بال بالکل بکھرے ہوئے (اور بے شکر) تھے جنور نے اپنے اخوت سے اس کو ارشاد
فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے سر اور ڈارِ حی کے بالوں کو ٹھیک کرائے
چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر لوٹ کر آگئا، تو آپ نے فرمایا،— کیا یہ
ربیعنی تھا اس سر اور ڈارِ حی کے بالوں کو درست کر کے تھے؟ اس سے جائز ہے کہ
تمہیں سے کوئی سر کے بال بکھرے ہوئے ایسی (و حیثا نہ صورت ہیں آئے کہ
گریا وہ شیطان ہے — (مولانا امام ہاکم)

(تشریح) ان حدیثوں سے اُن اہل تفہیم کے خیال کی واضح تفہیم ہو جاتی ہے جو سمجھتے ہیں کہ خدا کے طالبوں اور راکھر کئی فکر رکھنے والوں کو اپنی صورت وہیست اور بس کے حسن و قبیلہ پر وہ کرمیلا کپیلا، پر اندر و حال اور پر اندر وہ بال وہیں کے اور صفاتی، سخراوی، صورت و بس کو سنو، اولے کی نکرو اور اس میں حال پسندی نہیں تو دیکھ گویا ذیادتی اوری کی بات ہے۔ یہ لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کے مزاج سے نہ اوقت ہیں۔ اُن صورت و بس وغیرہ کے بناؤ سنو اور کامد سے زیاد انتہام اور اس کے لئے فضول و بے جا تخلفات بھی ناپسند اور مزاج شریعت کے خلاف ہیں، جیسا کہ آگے آتے والی بعض احادیث سے معلوم ہو جائے گا۔

و اصری ہے کہ زندگی کے دو سیکھوں کی طرح اس شجر سے تعلق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا حامل ہی ہے کہ افراد و تفریط سے بچتے ہوئے ہندوں کی راہ پر مانی جائے۔

اوپر جو حدیثیں مذکور ہوئیں جن میں اچھا اور صاف سخرا بس استعمال کرنے اور شکل و صورت کی اصلاح اور سر اور ڈار ڈھنی کے بالوں وغیرہ کو درست رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے، جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے، ان سب کے مقابلہ دہی لوگ تھے جو اس معاملے میں تفریط میں جاتا تھا اور جنہوں نے اپنے ٹیلے بگاڑ رکھ کر تھے۔ آج بھی جن کا یہ حال ہو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پرہنہا سے ہدایت حامل کرنا چاہئے۔ اس کے بعد مکس جو لوگ اس بائیس میں فراط میں جاتا ہوں اور بس اور ظاہری شکل و صورت کے بناؤ منگار کو حد سے ہیز کر دیں، اور اسی کو برتری اور کتری کا میخار بھئے گیں، اُن کو آگے درج ہونے والی احادیث سے ہدایت اور روشنی حامل کرنی چاہئے۔ ان حدیثوں کے مخاطب حامل ایسے ہی لوگ ہیں۔

سادگی اور خستہ حالی بھی ایک ایسا نگائے :

(۲۴۰) عَنْ أَبِي الْمَأْسَةِ أَتَيْهَا مِنْ بَنِ تَعْلِيمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَقْرَبِيْنَ أَكَانُكُمْ مُّؤْمِنُوْنَ كِبِيرِ الْإِيمَانِ وَمِنْ الْأُوْلَى تَمَادِيْرِ الْأَيْمَانِ أَفَكُمْ مِّنَ الْإِيمَانِ — روایہ ابو الداؤد
 حضرت ابو حماد سیاہ بن شبلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ کیا تم سختے نہیں بلکہ تم سختے نہیں (یعنی منوارخور سے منوارخور یا دارکوہ)
 کہ سادگی اور خستہ حالی ہی ایک شجہ ہے۔ آپ نے کہ راشاد فرمایا۔ (منوارخور دارکوہ)
 (۲۴۱) عَنْ مَعَاذِبِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْبَيْسَ نَوْسَمْحَانِيْهِ وَمُهَوَّنِيْدَ رَعَيَّهُ دُعَاءُهُ اللَّهُوْ يَوْمَ الْقِيْمَةِ عَلَى رُوْسِ الْمَحْلَلِيْنَ حَتَّىٰ يُحْتَرَمَ مِنْ أَبِي حَمَلَ الْأَيْمَانِ يَلْمَسُهَا — روایہ الزندگانی
 حادیہ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یونہو یعنی اس کی مکافات کے باوجود اور خستہ حالی پر ایک دو اسرائیلی اسر کو
 سنتھاں تذکرے (اور سادہ گھولی بہاس ہی پہنچے) تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے
 دین ساری مخلوقات کے سامنے بولا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جزوں میں

لباس میں خاکساری اور تو واضح پر انعام و اکرم :

(۲۴۲) عَنْ مَعَاذِبِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْبَيْسَ نَوْسَمْحَانِيْهِ وَمُهَوَّنِيْدَ رَعَيَّهُ دُعَاءُهُ اللَّهُوْ يَوْمَ الْقِيْمَةِ عَلَى رُوْسِ الْمَحْلَلِيْنَ حَتَّىٰ يُحْتَرَمَ مِنْ أَبِي حَمَلَ الْأَيْمَانِ يَلْمَسُهَا — روایہ الزندگانی
 حادیہ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یونہو یعنی اس کی مکافات کے باوجود اور خستہ حالی پر ایک دو اسرائیلی اسر کو
 سنتھاں تذکرے (اور سادہ گھولی بہاس ہی پہنچے) تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے
 دین ساری مخلوقات کے سامنے بولا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جزوں میں

جو جواہی بینڈ کرے اُس کو زیر تحریک کرے — (جایع تحریکی)
(قریشیح) یہ بیانات اُن بندوں کے لئے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اُنہی دلستہ علیؑ
کو وہ بہت بڑھا اور بیش قیمت بیاس بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہ اس بمارک
بندبے کے تحت بڑھا بیاس نہیں پہنچتا کہ اس کی وجہ سے دوسرا بندوں پر بیسا
تفوق اور بیسری بڑا فیض نظاہر ہوگی اور شاید کسی غریب دنادار بندے کا دل ٹوٹے
بالاشش بہت ہی بمارک اور پاکیزہ ہے یہ جذبہ — اس حدیث میں فرمایا
گیا ہے کہ جو بندے اس بندبے کے تحت ایسا کریں گے قیامت کے دن اُنہوں نے
اہل حشر کے سامنے نہیں اس انعام و اکرام سے فوادزے گا کہ اہل ایمان جنتیوں کیلئے
جو اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑے دہائی موجود ہوں گے فرمایا جائے گا کہ ان میں سے بوجوڑا
چاہوئے لو اور استعمال کرو۔

ایک اشکال اور اُس کا جواب :-

اُگر کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ ابھی اُپر ابوالاً حوص اور تنگوں شیعیب
کی دو حدیثیں گزارچکی ہیں جن میں مال و دولت اور استطاعت کی صورت میں
اچھا بیاس پہنچنے کی بُدایت فرمائی گئی ہے — اور یہاں اس حدیث میں
قدرت و استطاعت کے باوجود اچھا بیاس نہ پہنچنے پر ایسے عظیم انعام و اکرام کی بخشش
سماں گئی ہے، اور اس سے اپر والی ابوآمادہ کی حدیث میں بہت ہی اچھا ماماؤ
زور کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ: «اَنَّ الْبَدَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، اَنَّ الْبَدَاذَةَ
مِنَ الْإِيمَانِ» جس کا حامل ہی ہے کہ اچھے بیاس کا اہتمام نہ کرنا اور ہولی کپڑوں
میں خستہ حالوں کی طرح رہنا وہاں کا یک شبہ ہے — دراصل ان دونوں
باتوں میں کوئی تفاوت نہیں، ان کا محل الگ الگ ہے — ابوالاً حوص اور

ترین شعب والی حدیثوں میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اُس کے خاطب دو لوگ ہیں جو اس نظر کی دی ہوئی مالی و سمعت کے باوجود محض بخوبی سے یا طبیعت کے لامآلی پن کی وجہ پر کتنے حال رہیں جیسے کہ انہیں کپڑے نصیب ہی نہیں ایسے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے جب کسی بندے پر اشد کا فضل ہو تو اُس کے رہن ہجن اور اس کے بنا س میں کافر صہوں ہونا چاہئے — اور ابو آماد اور معاذ بن انس کی ان حدیثوں میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اُس کے خاطب درصل دو لوگ ہیں جو اس کی بہتری کو زیادہ اہمیت دیتے اور اُس کے بارے میں بہت زیادہ اہتمام اور تکلف سے کام لیتے ہیں، کویا آدمی کی قدر و قیمت کا وہی معمار اور بیجا نہ ہے۔

اصلاح و تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ انڑاٹا اور غلوکے بریعن ہوں ان سے ان کے حال کے مطابق اور جو تنقیط کی بیماری میں بدلنا ہوں ان سے اُن کے حبیب حال اصلاح کی بات کی جائے۔ اگر کوئی آدمی محل اور مخالفین کے فرق کو ٹھوڑا تھیں لے کر کا تو پس اوقات اُس کو مصلحین کی ہدایتوں اور نصیحتوں میں تقاضا محسوس ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیاس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنا س کے بارے میں اُن حدود و احکام کی پابندی کے ساتھ وہ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہو چکے ہیں اسکی طرح کے کپڑے پہننے تھے جس طرح اور جس وضع کے کپڑوں کا اُس زمانے میں آپ کے علاقوے اور آپ کی قوم میں رواج تھا۔ آپ تہجد پابند ہتھے تھے، حادرا اور ہتھے تھے، کرتا ہتھے تھے، عادل اور نوپی بھی نہیں سفر مانتے تھے، اور کپڑے اکٹھ وہیش مولی سولی قسم کے ہوتے تھے کبھی بھی دو سکر نکلوں اور جو سیکھ علاقوں کے بنے ہوئے ایسے رخصیاً تھی جو بھی ہوئے تھے جو پرائی ہائیز برائی انشق و نگار بنتے ہوتے تھے رہائی طرح کبھی کبھی بہت خوشابی میں

چادریں لے کر فرماتے تھے جو اُس زمانے کے خوش ہوش باباں کا بھاس تھا۔ اس پنپار کا باجستا ہے کہ زبانی ارشادات و ہدایات کے ملادہ آپ نے اُنت کو اپنے خرز علی سے بھی یعنی قیامت دی کہ کھانے پینے کی طرح بیاس کے بالاخی میں بھی وہ متعین اللہ کی مفترکی ہوئی صدودکی پابندی کے ساتھ ہر طرح کا معمول یا قسمی بیاس پہنچا جاسکتا ہے اور یہ کہ ہر علاقے اور ہر زمانے کے لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ شرعی صدود احکام کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنا علاقائی و قومی پسندیدہ لباس استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ تو جو ہے کہ اُنت کے ان اصحاب صلاح و تقویٰ نے بھی جن کی زندگی میں اسی طبق اسست کا صد درجہ اہتمام تھا یہ ضروری نہیں سمجھا کہ اس دہی لباس استعمال کرنے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔ دراصل بیاس میں جیزے کی تقدیم کے درفقار کے ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی اسی طبق علاقوں کی جزویاتی خصوصیات اور بھن دوسری چیزوں بھی لباس کی وضع قطع اور نویست پر اثر انداز ہوتی ہیں اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ صاری دنیا کے لوگوں کا باباں کے سامنے ایسا کسی قوم یا کسی طلاقے کا بیاس ایجاد کیا جی رہے اسے امریت نہ کسی عاصم قسم اور عاصم وضع کے لباس کا پابند نہیں کیا ہے، مگر ایسے ہوں گے ایسے دیئے گئے ایسے جتنے کی ہر زمانے میں اور ہر جگہ یہ ہوتا پابندی کی جاسکتی ہے۔ اس نہیں کی صدروں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس سے متعلق چند احادیث ذیل میں پڑھئے۔

(۲۹۲) عنْ أَبِي هُرَيْثَةَ قَالَ أَخْرَجَتِ الرِّبَّانِيُّونَ كِسَاطَةً

مُلْكَهُ اقْرَازًا غَلِيلَةَ الْمَالَتِ فَقَصَرَ رُؤْسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حَلِيقَهُ وَمَسْكُونَهُ هَذِينَ رواه البخاري وسلم

لَا يَرْدَدْ سَهْرَدَدْ بَهْرَمَوْنَهْ بَيَانَ كِيَانَ كِيَانَ مُثْمَنَ الْمَنِينَ حَرَثَ الْمَنِينَ

اُنہیں دشمن اپنے ہم کو نکال کے دکھانی ایک دلیر دوہری چاہدہ اور ملک نوٹر پریس
کا تین دار و سبز بستایا کہ انہی دلوں کیڑوں میں حضور کا وصال ہوا تھا (یعنی
آخری وقت میں حضور کے جسم ملبوس ہو گئے تو کپڑے تھے)۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
(۲۹۳۲) عنْ أَقْرَبِ مُسْلِمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّتِ الْقِرْبَابَ إِلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْضَ

رواہ البزرگی و البخاری و مسلم

حضرت اُقْرَبِ مُسْلِمَةَ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو کپڑوں میں گُرتاز یادہ پسند تھا (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

رَتَشْرِيفَ (گُرتے کو حضور عالیٰ اسلئے زیادہ پسند فرماتے تھے کہ وہ جنتے اور چادر کی
پرسبت ہلکا ہوتا ہے اور لباس کا مقصد اس سے اچھی طرح پورا ہوتا ہے
بعض مدرسی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے گُرتے کی آسٹینسیں ہاتھ کے ہنریوں
تک ہوتی تھیں، اور یچے کی جانب ٹھوٹوں سے دوپنک بخت تھا۔

(۲۹۳۳) عنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكَ أَنَّ أَحَبَّتِ الْقِرْبَابَ إِلَيَّ الشَّرِيقَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لِلْبَسْسَهَا الْجَرْبَةَ

رواہ البخاری و مسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چیزیں

سے جائز (چادر) کا پہننا بہت پسند تھا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

رَتَشْرِيفَ (چائز ہیں کی بنی ہوئی ایک خاص سوتی چادر ہوتی تھی جس میں سُرخیا نہ
دھاریاں ہوتی تھیں، یہاً سطوار بھے کی اچھی چال مدد میں سمجھی جاتی تھی۔ حضرت انسؓ
کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادروں میں سے جائز قسم کی چادر کا
ہتھاں زیادہ پسند فرماتے تھے۔

(۲۹۵) عَنْ أَبِي الْعَوْذِرِ وَابْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ جُبَيْتَةً رُؤْوَيْةً ضَيْقَةَ الْكُفَّارِ —

روایہ و مخاری و سلم

حضرت مغیرہ بن شہر رضی اللہ عنہ کے رد ایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کہ (حضرت) رؤوی جبیت چنانچہ کی آستینیں تنگ تھیں —

(مجھ بخاری و صحیح سلم)

(تشریح) حضرت مغیرہ کی اسی حدیث کی اکثر دوسری روایتوں میں اس کو "شامی جبیت" کہا گیا ہے۔ قریب تر اس یہ ہے کہ شام اُس زمانے میں چونکہ رومی حکومت کے زیر اقتدار تھا اسٹلے دہان کی پیزیدن کو رومی بھی کہہ دیا جاتا تھا اور شامی بھی! ۔۔۔ بہرحال اس حدیث سے علوم ہو گیا کہ دوسری قبور کے بنائے ہوئے اور دوسرے مکونوں سے ائے ہوئے کپڑے استعمال کے جاسکتے ہیں، اور نہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں۔

(۲۹۶) عَنْ أَسْعَادِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَيْتَةَ طَيْلَانَ السَّيْرَ كِشْرَ وَأَبَيَّةَ لَهَا لِيَمَّةَ دِيَمَّاجَ وَفَرْجَيَهَا مَكْفُوْهَ قَيْمَنْ بِالْقِيمَاجَ وَقَالَتْ هَذِهِ جُبَيْتَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ عَلَيْهَا قِبْضَتْ قِبْصَتْهَا وَمَكَانُ النَّجْيَيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَهَا دَلَعْنُ دَعْسُلُهَا اللَّمْزُ خَنْيَ شَقْشِفَنْ دِهَا — رواہ سلم

حضرت اسما اہنگ و بنی بکر رضی اللہ عنہما سے رد ایت ہے انہوں نے

بلسان کا بنائیا یا کہ کسر و ابی جبیت مکان کو دکھایا اُس کا گرسائی بھی دیکھا۔

سینا یا یگی بھا اور دوسری پاؤں کے کتابہ میں پر بھی دیباچہ کا جو انعاماً ہے مگر گیرا۔

حدیقت کے آنکھی پر کپکوں پر دیباچ کا حاشیہ تھا) اور حضرت سماں نے بتایا کہ
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جہتہ مبارک ہے۔ یہ (سری ہیں) حادثہ حدیقتہ
(حُادِثَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ) کے پاس تھا جب مولیٰ کا انتقال ہو گیا تو میں نے لے لیا (یعنی برداشت کے
حساب میں بھی لے لیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیر تھا فرمایا کہ نہیں تھے اور اس
بھروس کو مردینوں کے لئے دعوتے ہیں اور اس کے ذریعے شفا حاصل کرتے ہیں۔

(سیح سلم)

(تشريع) اوس سے حکوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح روایت جستہ
استعمال فرمایا (جسی کا ذکر اور پرواں حدیث میں گزر چکا ہے) اسی طرح آپؐ کسروانی جستہ
جس استعمال فرمایا (جس کی نسبت کسی وجہ سے خداوندار اس کسری کی طرف کیجوائی تھی) اور
یہ کہ اس کے گردیاں اور پکوں پر دیبا کا حاشیہ لمبی تھا جس کا اس زمانہ میں واقع تھا۔
یہاں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ دوسری بعض احادیث میں تشریع ہے کہ دشیم کا حاشیہ
دوچار انگل کا تو مردوں کے لئے جائز ہے اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ اسلئے
یقین ہے کہ اس کسر وانی جستہ کا حاشیہ اس حد کے اندر ہی ہو گا۔ — دوسری
خاص بات اس حدیث سے یہ علوم ہوتی کہ صحابہ کرامؐ تھی کے دور میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کپڑوں سے یہ رکعت بھی حاصل کی جاتی تھی کہ انکی عالام
(دھوون کا پانی) شفایاں کی امید پر مردینوں کو پلاجیا جاتیا اُن پر چہرہ کا جاتا تھا۔

(۳۹۷) عَنْ عَمْرِ وَبْنِ حُرَيْثٍ قَالَ رَأَيْتُ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سُودَاءُ وَقَدْ أَذْخَلَ

كُلُّ ذِيْهَا بَيْنَ لَيْتَهُ — — — — — روایت

حضرت عمر و بن حربت رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ تھیں کہیں نے رہوں شہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو سرور (خطبہ دینے ہوئے) دیکھا، اس وقت آپؐ یاہ نگا

عمر زب سفر را شے ہوئے تھے اور اس کا تاریخ (شامل) آپ پڑھت پر دنوب موصوفی
کے دریابن لکھا کھانا تھا (میر سلیمانی) (۲۹۸)

(۲۹۹) عَنْ أَبِي عُمَرْ قَالَ كَانَ الشَّجَنُ حَسَنٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَلْبَسُ قَلْمَشَوَةً بِعِصَمِهَا وَ رَوَاهُ الطَّبرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ
حضرت عبد الرحمن بن عاصی (رضی) اور عدن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفید قبیل (بھی) ازبی سفر را شے تھے (دیکھ کیر طبرانی)

(۳۰۰) عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَى أَبْنَى قَالَ لَقَدْ خَرَجْتَ أَخْرَى وَرَبِّكَ
أَتَيْتُ عَلَيْكَ أَقْعَدَ إِثْنَ هُوَ لَدُهُ الْقَوْمَ قَدِيلَتْ أَحْسَنَ
مَا يَكُونُ مِنْ حَلْلِ الْبَيْنِ قَالَ أَبْوَ زَيْدَ مَيْلَ
وَ كَانَ أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَى رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيزًا قَالَ
فَأَتَيْتُهُمْ قَالُوا أَمْرَحْيَا بِدْرَ يَا أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَى مَا هُنْ
أَخْشَلُهُمْ قُلْتُ مَا تَعْبِدُونَ عَلَى لَقَدْ رَأَيْتَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْعَلَلِ رواہ ابو زید

حضرت عبد الرحمن بن عاصی (رضی) اور عدن سے روایت ہے کہ جب نوارع کاظمیہ
چاہا تو اس حضرت علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ:- تم ان فوجوں کے
دینی گروہ خود راجح کے پاس جاؤ (اور ان کو) سماںے اور ان پر محنت فتح کرنے کی
کوشش کرو، ابین جماس کتھے ہیں کہیں نے خسین و غصیں قسم کا ایک سینی جوڑا بھینا
۔۔۔ والقر کے راوی ابو زید کتھے ہیں کہ ابن جماس نے خود بہت خسین و جیل تھے
اور اکاذیبی کو رد کرنی آئے ابین جماس بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نوارع
کی جماعت کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھا کہ کیا، منافقین کیا اور منافقی

(حضرت وحرا من کے طور پر) کہا، کہ یہ بڑھا بڑا (و) آپ پہنچے ہوئے ہیں (کیا پچھے
مطلوب یہ تھا کہ یہ بڑھا قسم کا حسین و حبیل بیاس اُسوہ نبوی اور مقامِ تقویٰ کے
خلات ہے) (حضرت ابو عباسؓ فرماتے ہیں) میں نے کہا کہ تم برسے اس پچھے بارہ
پر کیا اعزاز من کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین سے حسین جو
پہنچے ہوئے دیکھا ہے ————— (سنن البیان واؤ)

(تشریح) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی اچھا نفس لیا اس طبقی استعمال فرمایا ہے، اسلئے ان
خوارج کا یہ سمجھنا کہ اچھا اور حمدہ لیا سو یہ ہندنا طریقہ نبوی یا اتفاقاً تقویٰ کے خلات ہے
آن کی جمالت تھی۔ مگر اگر پہنچنے والے کا مقصد تفاخر و استکبار اور اپنی پرانی کل نمائش
تو جیسا کہ احادیث سے معلوم ہو چکا ہے سخت درجے کی صحیت اور وجہ غصہ دندی
لیکن اگر اطمینان نہت کی نیست۔ سے یا کسی دوسری دینی مصلحت سے پہنا جائے تو نہ جھٹ
چاہز بلکہ یا عبیث اجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہندنا اطمینان نہت کے لئے
بھی تھا اور لانے والوں کی تعطیلی پر خاطر کے لئے بھی، اور بیان جواز کے لئے بھی۔

لباس میں اہنی طرف سے ابتداء حنور کا سحول تھا: —————

یا یہی اعضا کے مقابلے میں وہنے اعضا کو جو فضیلت حاصل ہے اور اس کی
جو نہ ہے اُس کا ذکر، آداب طعام کے ذیل میں کیا جا چکا ہے۔ اسی فضیلت کی وجہ
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سحول تھا کہ لباس میں اہنی طرف سے ابتداء
فرماتے تھے، یعنی جو کپڑا پہنچے رہنی جائے سے پہنچا شروع فرماتے۔

(۱۶۰) عن أبى هريرة رَبَّنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ رَبَّا زَمِيمًا مِنْهُ دَوَاهُ الْمُرْفَكِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب کپڑا پہنے تو وہ ہمیں جانسی سے شروع فرمائے ۔ (جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث میں کہتے کا ذکر بطور مثال کے سمجھنا چاہئے ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اسی سے یہ حدیث ملی مروی ہے کہ حضور نے ہدایت فرمائی کہ: "جب کپڑا پہننا جلد کیا ہو تو کیا جائے تو وہاں سے احساد سے شروع کیا جائے" ۔

کپڑا پہنے کے وقت کی حضورؐ کی دعا :

۱۴۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ إِذَا اسْتَجَدَتْ لَهُ بُشْرَى أَمْ بَأْسٍ كَمَا يُاْتِيهِ عِمَامَةً أَوْ قَبْيَصَةً أَوْ رِدَاءً أَتَرْعِيْفُكُمْ بِهِ لِكُلِّ الْحَمْدِ كَمَا كَسْوَتِنِيْهِ أَسْتَ لَكُمْ خَيْرَهُ وَخَيْرُ مَا هُنْ يَنْهَىْ لَهُ وَأَعْوَذُ بِكُمْ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا هُنْ يَنْهَىْ لَهُ ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو سعید خدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنے تھا تو اکثر کتابتیا چاہدہ تو اس کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں

کہتے کہ: "لے اللہ! تیرا شکرا اور تیری حسدر جیسا کوئی بھی پہنچ کو دیا ہے (عاصمہ

یا کڑتا یا چادر) خلاوندا ایسیں تجویز کے نامگذار ہوں اس کا خبر درج اس کے وجود کا مقصود ہے

اُس کا قیراطی کر کپڑا یہ سے لے باعث نہیں ہوا اور اس کا جو اچھا مقصود ہے وہ بھی

نہیں ہو شکرا اس کو چون کہ تیری جمادات کروں اور تیرا شکرا کروں (اور میں نامگذار ہوں)

اس کے شر سے ہو اس کے مقصود ہمیں اس کے شر سے تیری پناہ (یعنی اس کی پڑتائی)

اور اس کے متحمل اس پر شر ہو سکتا ہے اُس سے میری حفاظت (پناہ) ۔

(جامع ترمذی)

(تشریح) کہ پاپنے کے وقت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حضرت گناہ حضرت علی کرم (الشروعہ کی روایت سے) «آداب بیاس» کے بالکل مژوں میں بھی رسم کی جا سکتی ہے۔ اور اسی سلسلہ معارف الحدیث (جلد ۷) میں سنن ابن واؤ بے حوال سے یہ حدیث دیج ہو چکی ہے کہ جو شخص کپڑا پہننے وقت اللہ تعالیٰ کے شکر کو دل کا پلہ دل و زبان سے کہے: ﴿أَنْهَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا أَوْرَزَهُنِي وَمِنْ غَيْرِ حَوْلِي مِنِّي كَلَّا قُوَّةً﴾ تو اس کے لامبے پچھے سائے گناہ معاف کرنے کا نتیجہ جائیگا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی اور ہر فحخت پر حمد و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

جو تاپہنے کے بازو میں ہدایات:

(۳۰۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْعَةَ الْتَّبِيِّنِ حَدَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي عَرْزَوٍ عَرْزَاهَا يَقُولُ إِشْكَنْدُرُ وَأَمْنُ الْمُعَالِ فَإِنَّ
الْتَّوْجِيلَ لَا يَرَأُ لَا يَرَى كُلُّ مَا اتَّتَحَلَّ۔ — رواه مسلم

حضرت جابر بن سمعان اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صفر پور و آنہ ہو رہے تھے میں نے آپ کو من آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے ایک صفر پور و آنہ ہو رہے تھے میں نے آپ کو من آپ ہدایات دے رہے تھے کہ۔ فوگو! جو زبان زیادہ میں لوگوں کا آدمی جب تک پاؤں میں جوتا پہنے رہتا ہے تو وہ سوار کی طرح رہتا ہے۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) یہ واقعہ اور تجربہ ہے کہ جو آدمی جوتا ہے کے چلتا ہے وہ نسبت اس شخص کے ہو بیغز جوتا پہنے پلے، تیر بھی چلتا ہے اور کم تھکتا ہے۔ اس کا پاؤں گھونٹا بھی رہتا ہے یعنی

لئے اس مذاہ کا ترجیحہ یہ ہے: اس اثر کے لئے حمد و شکر میں نے مجھے یہ کہا پہنایا اور فیر برداشت سی و مخت لئے مصن اپنے فضل سے مجھے حلا فرمایا۔

مطلوب ہے اس کا کہ "وہ سوار کی طرح رہتا ہے" — اور یہاں بے اس نہاد میں تو قویوں کے لئے اُن کا خاص جو تائی کی وردی کا جزو ہے۔

(۳۰۳) عَنْ أَنَّ هُرَيْرَةَ قَالَ قَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعْلَمَ أَحَدًا كُمْ فَلَيْبَدَعْ بِالْيَقِنِي وَإِذَا
تَرَعْ فَلَيْبَدَعْ بِالشَّمَالِ لِيَكُنْ الْيَقِنِي أَوْ لَمْ يَمْسِ أَنْعَلُ
وَأَخْرَجَهُمَا حِلْزَمٌ — رواه البخاري وسلم

حضرت ابو ہریرہ صنی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہنہ داہنے پاؤں میں پہنہ اداہ جب کانے گئے تو پھٹے پاؤں پاؤں سے نکالے (الغرض) وہینا پاؤں جوتا پہنچنے میں ہدم اور نکالنے میں موخر ہو — (صحیح البخاری وسلم)

(تشریح) ظاہر ہے کہ جوتا پہنچنے میں پاؤں کا اکرام و اعزاز ہے اور داہنے احتشاد کو بے میں احتشاد کے مقابلہ میں جو تعمیل اور ترجیح حاصل ہے (جس کا ذکر پہلے کیجا چکھے) اس کا حق اور تقاضا ہے کہ جوتا داہنے پاؤں میں پہنچنے پہنچنے جائے اور نکالا بعد میں جائے۔

انگلشتری اور فہر کے بارے میں حضور کا اظر عمل اور روایات:

(۳۰۴) عَنْ أَنَّبِيَاءَ الْكَعْبَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ
أَنْ يَكْتُبَ إِلَى كَشْوَى وَقَصْرَ وَالْكَعْبَى فَقِيلَ إِنَّهُمْ
لَا يَقْبِلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِعَاتِمِ فَصَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَةً فَتَقَبَّلَ فَيَقُولُ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — رواه مسلم۔ (عَفَرْ جَوَافِي للبغدادی کا ان نقش)
الْخَاتَمُ ثَلَاثَةُ أَسْطُرٍ عَيْنَيْنِ مَطْرُ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
زادہ فرمایا کہ شاہ فارس کسری اور شاہ و م فیض اور شاہ بخش تھا جن کو خطوط لکھا ہیں
راوی ان کو اسلام کی دعوت دیں تو آپ کے عرض کیا گیا کہ یہ حکمران لوگ ٹھہر کے بغیر خطوط کو
تسلیم کرنے کرتے تو حضور نے ٹھہر ہو والی جو چاندی کی انگوٹھی فی، اسی میں نقش تھا:-

"عَلِمْتُنِي رَسُولُ اللَّهِ" (صحیح مسلم)

راوی دراسی حدیث کی صحیح بخاری آنی روایت میں یہ تفصیل بھی ہے کہ ٹھہر
صلی اللہ علیہ وسلم تین سطروں تھیں ایک سطروں میں "محمد" دوسرا سطروں میں "رسول"
اور تیسرا سطروں میں "الله")

(تشریح صحیح روایات سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ستہ عکے آخر میں سفرِ حدیث سے واپسی کے بعد اس وقت کی ڈنیا کے بہت سے مشہور
باوشاہوں اور حکمرانوں کو دعویٰ خطوط لکھائے تھے۔ اسی وقت یہ واحد چیز ایسا چیز
کہ آپ نے ان خطوط کے لکھائے کہ ارادہ ظاہر فرمایا تو بعض صحابہ کرام نے جوان حکومتوں کے
طور پر یقون سے کچھ باخبر تھے عرض کیا کہ ان خطوط پر حضور کی ٹھہر ہونا ضروری ہے، یہ حکمران
لوگ ٹھہر کے بغیر کسی خلا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے (گویا ایسے خطوط ان کے پاس رہتی
کی ٹوکری کی نذر ہو جاتے ہیں)۔ حضور نے یہ مشورہ قبول فرمایا اور چاندی کی
ایک انگوٹھی بنوالی جس کے لیگنے میں "محمد رضوی رسول اللہ" کندہ تھا۔
صحیح بخاری کی روایت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ تینوں لفظ تین سطروں میں نیچے تو پر
لکھے گئے تھے۔ اس طرح (رسول ٹھہر) یہی آپ کی ٹھہر اور یہی آپ کی انگوٹھی تھی۔
روایات میں یہیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں پیش کا جی ڈکھ آتا ہے اور اسے ہاتھ
میں بھی گویا کبھی آپ داہنے ہاتھ میں پہن لیتے تھے اور بھی ہاتھ میں۔

(۳۰۵) حَنْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَى رَسُولَ اللَّهِ مَكَّةَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَأْبِي خَاتَمَهُ مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فِي زَرْعَةٍ
فَطَرَّدَهُ فَقَالَ يَعْمَلُ أَحَدًا كُفَّارًا جَمِيرَةً مِنْ دَارِ
فِي كُجُونِهَا فِي يَوْمٍ فَقَبَّلَ لِلرَّجُلِ بِعَذَمٍ مَادَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ
مَهْلَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ خَاتَمَهُ إِنْتِفَاعَ بِهِ فَكَانَ
لَاَرَادَ اللَّهُ لَا اَخْدُهُ اَبَدًا اَوْ قَدْ اَطْرَحَهُ سَوْلُ اللَّهِ
مَهْلَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رواہ مسلم

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوئی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی، اور ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کسی کسی کا یہ حال ہو کر وہ وہی خواہش سے دوزخ کا انگارہ لے کر اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے (یعنی مرد کی وجہ سونے کی انگوٹھی گویا دوزخ کی آگ ہے جو اس نے شوق سے ہاتھ میں لے دیکھی ہے)۔

پھر حب رضوی اللہ علیہ وسلم دہان سے تشریف لے گئے تو کسی نے اُن حصے سے کہا (جن کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی نکال کر حضور نے پھینک دی ہی) کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور (کسی طرح) اپنے کام میں لے آگزگ مثلاً فروخت کر دو، یا گھر کی خواتین جس سے کسی کو شے دو) اُنیں صاحبیت کیا خدا کی قسم حاجب رضوی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینک دیا ہے تو اب کبھی بیس اس کو پھینکنا نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کے دس سکڑے یورات کی طرح اس کی انگوٹھی کا استعمال بھی محدود کے لئے حرام و ماجائز ہے۔ یعنی معلوم ہوا کہ اگر مناسب اور مناسد بھا جائے تو اپنے غاص لوگوں کے ساتھ اصلاح کا یہ طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے کہ

ان کے پاس بوجیز شریعت کے خلاف ہواں کو جیسیں کرپیٹ کیا جائے اور بھروسہ رہا جائے۔
میں صحابی نے لوگوں کے کئے کے باوجود اپنی سونے کی انگوٹھی نہیں اٹھائی اور وہ جو آدی
دیا، جو حدیث میں نکور ہوا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام کا اپنی تفاصیل کیا تھا۔
الشرعاً میں اس کا کوئی حصہ ہم کو بھی نصیب نہ رہا۔

ڈارِ حسین مونچھ کے بالوں اور نظاہری ہدایت سے متعلق ہدایات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات اور طرزِ حل سے زندگی کے درمرے
شہوں کی طرح خلاہری ہدایت اور مکمل و صورت کے بارے میں بھی اُمّت کی رسمائی فرمائی ہے۔
اس سلسلہ کی چند حدیثیں ذیل میں پڑھئے۔

(۲۰۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَاطِنِ الْجَنَّةِ حَمْسَةُ الْجَنَّاتِ وَالْأَسْتِحْدَادُ وَقُصْدُ
الشَّارِبُ وَقُلْدَمُ الْأَطْلَافُ وَلَكُفَّ الْأَبْطَاطُ۔ رداد الجواری مسلم
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- سے پانچ بوجیز میں انسان کی فطرت سیمہ کے لفاظ ہوں
ویں فطرت کے خاص احکام ہیں۔ — خشن، زینات، زیروں بالوں کی صفتی
و بیغیں راشنا، راخن لینا اور بغل کے بالین۔ — (معجم بخاری و صحیح مسلم)
(تشریح) بعض درمری عدویوں میں ان بچیزوں کو انہیا دو مسلمین کی سُنّت اور ان کا
طریقہ بتایا گیا ہے۔ اور جو نکدیدہ انسانی فطرت کے تقاضے ہیں اس لئے ہونا بھی سی چاہئے کہ
 تمام انہیا عليهم السلام کا یعنی طریقہ اور ہم اُن کی تعلیم ہو۔ ان سب میں بوجیز شرک ہے
وہ طمارت و صفائی اور پاکیزگی ہے جو بلاشبہ انسانی فطرت کا لفاظ ہے۔

(۴۰۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَقَتَ لَنَا فِي قَصْقَنَ الشَّوَّارِبِ وَ
تَقْرِيلِهِمُ الْأَذْنَافَ أَرَادَ وَتَنْفِعُ الْإِبْرَاطَ وَحَلْقَ الْعَاسِكَةَ أَنْ كَانَ
تَنْزُلُهُ أَكْثَرُ مِنْ مَا رَأَى بَعْدَهُ لِكَلَّةٍ — روایت مسلم
حضرت انس رضی عنہ اور حضرت عزیزہ سے روایت ہے کہ وہ شخص ترسانے اور زانع نہیں
اور بغل اور زیر نہ اپنے کی صفائی کے سلسلہ میں چھار سے واسطے حد تقریباً کر دی گئی ہے کہ
۲۰ دن سے زیادہ نجیبوگاریں — (صحیح مسلم)

(تشریح) کثر العمال میں سبقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت
سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ : —

”وَرَوَى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُرَيْمُوْكُو نَهَارَ جَمْعُهُ كُوْنِجَنْ سَهْ پِلْهَيْ نَاهْ
تَرَاشْتَهُ اُولَيْسِ لِيَتْتَهُ قَلْهَ“

اسیلے مسنون یہی ہے کہ ہر یو ہفتہ یہ جسمانی اصلاح و صفائی کا کام کیا جائے اور اگر یہ حد
۲۰ دن تک کی ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اگر اس سے زیادہ تفاصل برنا تو ایک
درجہ کی نافرمانی ہوگی، اور علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے نماز بھی مکروہ ہوگی۔

(۴۰۸) عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَتَهِكُو الشَّوَّارِبَ وَأَعْقُلُوا اللَّهُعْنَ — روایت بخاری و مسلم
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی عنہ اور حضرت عزیزہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ :— ہو چکوں کو خوب باریک کرو اور ڈاڑھیاں چھوڑو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) دوسری بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے انبیا اور مسلمین کا طبقہ

بھی تھا کہ وہ ڈاڑھیاں رکھتے اور منچھیں باریکس کرتے تھے۔

میسا کہ ظاہر ہے ڈاڑھی رجولیت کی علامت اور وقار کی نشانی ہے۔ خود فتنہ قوم میں بھی رجھاں ڈاڑھی نہ رکھنے کا حرام رواج ہے) ڈاڑھی کو قابلِ احترام اور عظمت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ کاش! ہم سلطان محسوس کریں کہ ڈاڑھی رکھنا ہمارے ہندو برقِ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسالت نبیوں، رسلوں کی سنت اور ان کے طریقے سے دستگی کی علامت ہے اور ڈاڑھی نہ رکھنا ان کے منکروں کا طریقہ ہے۔

اس حدیث میں صرف ڈاڑھی چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ ڈاڑھی کبس حد تک چھوڑی جائے بلکہ اس کے الفاظ سے شہر ہو سکتا ہے کہ کسی صورت میں بھی اس کو قصپی نہ لگائی جائے اور کہت کرایا جائے لیکن آگے منصراً امام زین الدین کی روایت سے حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص کی حجۃ حدیث درج کی جا رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش بسوار ک (برابر اور ہو اور کرنے کیلئے) اُس کو حرض میں سے بھی اور طول میں سے بھی کچھ ترشاد دیتے تھے اور مسنون حديث: «أَنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَغْفُلُوا اللَّحْنِ» کے راوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی روایت میں ہے کہ ان کی ڈاڑھی کے جواب ایک مشت کے زیادہ ہوتے وہ ان کو ترشاد دیتے تھے بعض دوسرے صحابہ کا طرزِ عمل بھی یہی روایت کیا گیا ہے۔ ان سب روایات کی روشنی میں تیر قشرت حديث: «أَنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَغْفُلُوا اللَّحْنِ» کا مطلب اور تعریف یہ ہو گا کہ ڈاڑھی رکھی جائے اور مسٹرانی جائے۔

ہمارے فقہائی ریکہشت سے کم کرتے کو نادرست کہا ہے۔ ایک مشت کی مقدار کی یہ تحدید کسی حدیث میں نہیں ہے۔ غالباً اس کی بیانی ہے کہ صحابہ کرام سے ایک مشت تک رکھنا اوقات استہانہ اس سے کم کرنا ناتابت نہیں۔ والسلام۔

(۲۶۹) عَنْ عُمَرِ بْنِ شُعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْلَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاخْذُونَ مِنْ طَهِيرَتِهِ
مِنْ عَرْضِهَا وَحُلُولِهَا — رواه الرزقي

عرب بن شعيب پائے والدوشیز ... سید اعدود اپنے واحدا حضرت عبداللہ بن عباس بن علی
اے اس وقت شہر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
ذہبیں بھار کر کے عرض سمجھی اور طول سے بھی کچھ رکھوادیتے تھے۔

(روایت فرمدی)

(۲۷۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَكَ شَعْرٌ فَلْيَكْرِمْهُ — رواه ابو الداؤد
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے درشاو فرمایا کہ:- جس شخص کے بال ہوں اُس کو چاہئی کہ وہ اُن بالوں کا
اکام کرے۔ (سنن الجداوی)

(تشریح) بالوں کا اکام یہ ہے کہ اُن کو دھویا جائے، حسب ضرورت تیل لگایا جائے،
اُن میں کٹھی بھی کی جائے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی یہی تھا، آپ پہیشہ
سرہ بر بال رکھتے تھے جو کبھی کافی تک اور کبھی کافیوں کے نیچے تک رہتے تھے۔ آپ ان کو
اهتمام سے دھوتے بھی تھے، ان میں تیل بھی لگاتے تھے، کٹھی بھی فرماتے تھے۔ علاوہ نے
لکھا ہے کہ جی اور عمرہ کے سوا کبھی سر کے بالوں کا استرد (آن آپ سے ثابت نہیں)۔

(۲۷۱) عَنْ تَافِیْعِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عَنِ الْقَرَاعِ — قِيلَ لِتَافِیْعَ مَا الْقَرَاعُ؟
قَالَ يَعْلَمُ بِعَضِ رَأْيِ النَّبِيِّ وَمِثْلُهِ مُعْصِیٌ.

رواہ البخاری و مسلم

(حضرت جو لشکری گرفتی الشرعہ کے خادم) نافہ، حضرت جو اخیر عالم
جنی الشرعہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،
اپنے منح فرماتے تھے قرآن سے — نافہ سے پوچھا گیا کہ قرآن کا کیا مطلب ہے؟
انھوں نے کہا کہ قرآن یہ ہے کہ پیچے کے زر کے پکھ حست کے بال موند دینے چاہیں اور کہ
حست کے چوڑ دینے چاہیں — (سمیج بخاری و صحیح سلمی)

(تشریح) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سلمی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا کوڈیکھا جس کے سر کے پکھ بال موند دینے کے لئے اور کہ چوڑ دینے کے لئے تو اپنے لوگوں کو اس سے منح فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ یا تو پورا سر موند اجائے یا پوسے سر پر بال چھوڑ دینے چاہیں — اس حکم کی وجہ ظاہر ہے، زر کے پکھ حست کے بال موند دینا اور کہ چھوڑ دینا انسانی بے ذہنگی بن کی بات ہے اور اس سے بچنے کا سلک بگرا جاتی ہے۔ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حافظت فرمائی ہے۔ اس حکم پر اس سے طبقی جعلتی و دسری صورتوں کو بھی یہاں کیا جاسکتا ہے۔

عورتوں کو ہندی لگانے کا حکم:

(۳۱۲) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هُنْدَاءَ بِنْتَ عُثْمَانَ قَاتَتْ
يَاكِيرَةَ اللَّهُو بَايْعَنِي هَقَالَ لَهُ أَبْيَا يَعْدَى حَتَّى يُعْتَدِرَى
كَفِيلٍ فَهَكَانَتْ هَمَّا كَفَاسَ سُرْجُونٍ — روایت ابو داؤد

حضرت خالشہ مدد لقدر منی الشرعہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے حضور مصلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اتنے پچھے بیعت کر لیجئے؟ اس نے فرمایا کہ ”میں تم کو اس وقت نکل بیعت نہیں کروں گا جب تک کہم (ہندی الٹاکر) پانے ہاتھوں کی صورت ترہ لوگ (اصحارے ہاتھ) اس وقت کسی درندے کے سے ہاتھ

”علوم پختے ہیں“ (سنن ابن راوڈ)

(تشریح) یہ ہند نبیت عترہ ابوسفیان کی بیوی تھیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں، اور اسی دن قریش کی دوسری بہت سی عورتوں کے ساتھ پہلی بیعت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں جنده کی طرف سے جس بیعت کی درجہ کا ذکر ہے بظاہر بخوبی تے بعد میں کسی وقت کی ہے، اور اسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بخوبی میں جہنمی لکھنے کی یہ بداشت فرمائی۔ دوسری بعض روایات میں اور بھی بعض عورتوں کا ذکر ہے جن کو آپ نے جہنمی استعمال کرنے کی اسی طرح تاکید فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بداشت و تفسیر سے اسلامی شریعت کا نقطہ نظر ہموم ہو گیا کہ عورتوں کو جائز حد تک زینت اور سنگوار کے ابساں استعمال کرنے پر میں خلاصہ ہے کہ یہ حیزبان کے اور ان کے شوہروں کے درمیان محبت اور تہبی تعلق میں اضافہ کا باعث ہوگی۔



سُتر اور پُرپُر کے بارے میں ہدایہ

انسان کی معاشرتی زندگی میں سُتر اور پُرپُر کے سلسلہ کی بھی خاص اہمیت ہے اور یہ ان خصائص میں سے ہجڑ میں انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے۔ عالمیں کائنات نے دوسرے حیوانات میں جیسا اور شرم کا وہ مادہ نہیں رکھا جو انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اسلئے جیوانات اپنے جسم کے کسی حصے کو اور اپنے کسی فعل کو پہچاننے کی وجہ کو شخصی نہیں کرتے جو انسان کرتا ہے اور جس کے لئے وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے۔

بہر حال سُتر اور پُرپُر، صوبی درجہ میں انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسی لئے تمام اقوام و ملیں اپنے تھالہ و نظریات اور رسم و عادات کے بہت سے اختلافات کے باوجود بخیادی طور پر اس پر تتفق ہیں کہ آدمی کو دوسرے حیوانات کی طرح ننگ دھڑنگ نہیں رہنا چاہیے۔

اسی طرح یہ بارہ بھی تمام انسانی گرد ہوں کے سلسلات بلکہ مخلوقات میں سے چھٹے وسیلے میں ہوت کا درجہ مرد سے بھی بلند ہے، گویا جس طرح سُتر اور پُرپُر کے پابھیں تھامنی کو حاصل ہیات کے مقابلے میں احتیاط و تفوق حاصل ہے اسی طرح وسیلے میں ہوت کو درجہ کے مقابلے میں فو قیمت بھر بر تری حاصل ہے، کیونکہ اس کی

جسماں ساخت اُسی ہے کہ اس میں جنپی کشش جو بہت سے فتوؤں کا ذریعہ بن سکتی ہے مردوں سے کبیں زیادہ ہے اسی لئے اُن کے پیدا کرنے والے نے ان میں جس اکاذب بھی مردوں سے زیادہ رکھا ہے ۔ ہر حال اولادِ ادم کے لئے نتر اور پرداہ بُنیا وی طور پر اُن کی خطرت کا تقدیما اور پوری انسانی گونیا کے صفات میں سے ہے ۔

پھر جس طرح انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت کی تکمیل الشرکے آخری نبی مسیح نما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوتی اسی طرح اس شعبہ میں بھی جو ہدایات آپ نے دیں وہ بلاشبہ اس شعبہ کی تکمیل ہدایات ہیں ۔

اس باب میں اصولی اور فُنیا وی احکام تو آپ کی لائی ہوئی کتابہ ہدایت قرآن مجید ہی میں دیے گئے ہیں ۔ سورہ اعراف کے شروع ہی میں جمل حضرت اکرم علیہ السلام کی تخلیق اور انسانی ذہنا کے آغاز کا ذکر ہے جسے ایگا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ”نسیل اکرم کو مسٹر چھپانے کی ہدایت اُسی اہتدائی دُور میں دیے دی گئی تھی اور آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اس بارے میں تم شیطان کے اخوا کا شکار تھا جو جانا وہ تمہیں نہ سنبھلت کی بلند سطح سے گرا کر جانوروں کی طرح نہ گا اور پسے پرداہ کرنے کی کوشش کرے گا ۔“ پھر سورہ دُور اور سورہ الحزاب میں خاص کرونوں کے پردے کے بالمرجع میں احکام دیے گئے ۔ مشاہیر کہ ان کی اصل جگہ اپنا گھر ہے، المذاہبے ضرورت سیر پہنچے یا اپنی نمائش کے لئے گھروں سے باہر نہ گھومن ۔ ۔ ۔ اور لگو ضرورت نے تکلیف (جملی وجاہتی) تو پرے پردے والا بامیں اور ڈکھلیں ۔ ۔ ۔ اور گھروں میں شوہروں کے علاوہ گھر کے دوسرے لوگوں یا آئنے جانے والے عزیز زوں افریبیوں کے سامنے بامیں اور پرے کے بالمرجع میں رانی خودہ حدود کی پاہندی کریں ۔ ۔ ۔ اور مردوں کو چاہئے کوچائے دیں فراہمی یا دیگر اپنے تعلق کے گھروں میں اچانک بلا طلاق اور اجاز سچ نہ جائیں ۔

نیز خود گھروں کو اور گھروں کو دیکھنے لئے کنکن کو کوشش نہ کریں بلکہ سامنہ ہو جائے تو

نگاہیں تجویز کر لیں۔

ہندو تعالیٰ نے جن کو عقل سلمہ دی ہے اور ان کی فطرت سچ نہیں ہوئی ہے، وہ اگر خور کریں گے تو انشاد اللہ اغیان اسی میں شرہ نہ ہو گا کہ یہ احکام انسان کے جذبہ پر جیسا کے فطرتی تقاضوں کی تکمیل بھی کرتے ہیں اور ان سے اُن شیطانی اور شہوانی فتنوں کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے جو زندگی کو گندہ اور اخلاق کو بریا کرتے ہیں، اور کبھی بھی پڑے شرناک اور گھنٹے نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔

(اس تہیید کے بعد اور اسی کی روشنی میں اس باب سے تعلق رکھوں اللہ صَلَّی اللہ علیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھیے !

ضروری ستر :-

(س ۳۱) حَنْ جَرَهُدِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَاجِدَ عَوْزَرَةً — رواه البزني وابوداؤد
حضرت بروہا بن خویلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے
قریباً:- یک تھیں یہ مسلم نہیں ہے کہ رانِ زخمی استرپیں شامل ہے (یعنی اس کا
کھوننا جائز نہیں) (جامع ترمذی، سنن ابن داؤد)

(تشریح) انسانی جسم کے جو حصے ہوتے ہیں میں شرمنگاہ کہلاتے ہیں جو کے بالمعنی میں نہ ہوں اسکی
حتیٰ کہ خدا کے اور کسی دین و مذہب کے نہ مانئے والے بھی پہچھے ہیں کہ ان کا ستر یعنی پچھانا
ضروری ہے — رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس ارشاد سے مسلم ہو کر
انسانی جسم میں میراث شرمنگاہ اور اس کے قریبی حصے ہی نہیں بلکہ ان تک سترپیں شامل ہے
جس کا پچھانا ضروری ہے گویا ستر کے بانی میں تکمیلِ جسم اور بدایت ہے — اس
حدیث میں یقیناً روانی کو عوزَرَةً فرمایا گیا ہے۔ عوزَرَةَ کے فظیلی معنی یہیں پچھانے کی ہیں

جس کا گھننا شرم و جما کے خلاف ہے۔

(۳۱۴) عَنْ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلَيْ لَا تُبَرِّزْ فَرِيزَكَ فَوَلَا تَنْظُرْ إِلَيْ فَرِيزَ حَقِّيْ وَلَا مَهِيْتَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو بذراست فرمائی کہ : - لے علی ! اپنی ران نکھلو لو، تو کسی زندہ یا مارہ
آدمی کی ران کی طرف نظر نہ کرو ۔ (مسنون البی و احمد، سنن ابن ماجہ)

(۳۱۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُقَدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ يَنْظُرْ إِلَيْ فَرِيزَ الرَّجُلِ إِلَيْ عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا
الْمَرْأَةَ إِلَيْ عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ

حضرت ابو سعید خدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلد و سلمت ارشاد فرمایا کہ : - مردوں سے مرد کے ستر کی طرف اور عورت دوسری
عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے ۔ (صحیح مسلم)

(تفسیر شیخ) مطلب یہ ہے کہ جسم کے وہ جھوٹی حصے جن کو چھپانا ضروری قرار دیا گیں ہیں
(یعنی ناف کے نیچے سے ہننوں تک) اُنکی طرف نظر کرنا ہم جنسوں کے لئے بھی جائز نہیں
اور بالآخر جیسا کہ درشم کا تقاضا ہے، اُن عورت کے موقع مستثنی ہوں گے۔

نتھائی میں بھی ستر کا پچھا نا ضروری :

وَخَلِيلٌ هُنْدِيْلِ اللَّهِ عَلِيْهِ سَلَّمَ نَفِيْجِيْمِیْ ہدایت فرمائی کہ اگر آدمی کسی وقت ہو ر
کسی بگ بھل نہ کاہو کوئی دوسرا شخص دیکھنے والا نہ ہو تب بھی بلا ضرورت برجمند نہ ہو
اوہ ستر کی خلافت کرے اور اس سے دو اُس کے فرشتوں سے شرم کرے۔

(۳۱۴) عَنْ أَبِي هُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ وَالنَّعْرَى فَإِنَّ مَعْلَمَكُمْ مَنْ لَا يَعْلَمُ
قَلْمَانٌ إِلَّا عِشَدَ الْمَهَابِطَ وَجَهَنَّمُ تُفْعَلُ الرَّجُلُ إِنِّي أَهْشِلُهُ
فَأَشَدُّ شُجُونًا هُنْزُرُوا كُبْرُ مَوْهُنْزُرٍ — رواه البزني

حضرت جہود الشیخ حضرت اپنے اٹھر من سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اپنے
علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں نے اپنی اگلی حالت میں بھی بزرگی سے پرہیز کرو (یعنی)
یہ ضرورت نہیں تھی بزرگی ضرورت نہیں کیونکہ تمہارے ساتھ فرشتے برادر ہتھیے ہیں اور
کسی وقت بھی بُلا نہیں ہوتے، سو ایسے قضاۓ حاجت اور بیان یہی کی وجہ کے
وقت کے لئے اپنے کی خرم کو ادا کیا کہ احرام کرو۔ (بخاری ترمذی)

(تشریح) اس حدیث سے حکوم ہو اگر کرانا کا تبیین وغیرہ وغیرہ انسانوں کے میں
رہتے ہیں، وہ اُن اوقات میں الگ ہو جاتے ہیں جبکہ اگر اپنی فطری ضرورت سے
بیکاری دو ہوتا ہے۔

(۳۱۵) عَنْ دَعْفَنِي حَكَمِي عَنْ أَمِينِي عَنْ جَسِيلٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاحِفَظْ
عُوْزَ تَكَفَ إِلَّا مِنْ زَوْجِي إِنَّمَا مَلَكَتْ يَوْمَيْنِكَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْزَلْتَ إِنِّي أَنَا إِنَّكَ الرَّجُلُ خَالِدٌ —
قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَنِّي لَمْ تَعْلَمِ وَمَنْ —

رواہ البزني وابن ماجہ وابن عاصم

بَرَزَ بِهِمْ سَقْنَاءُ مَدْرَسَمْ سے اخدا الفتوی فی بَرَزَ کے دادا اسی دینے
خلد (معاشرین) ہیں جس کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے
اس را فرمایا کہ۔۔۔ پسی خوشگواری کو کو کو کسی کے ساتھ نہ کو کو کو اس لشکنی

بیوی اور اُدی (شروعی) با ادی کے (حاتمیہ بن جیدہ کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ:-
حضرت ایکجا فرماتے ہیں اُس حالت کے باشے میں جب آدی بالکل تھامی میں ہو؛
(کوئی دوسرا آدی دیکھنے والا نہ ہو)۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:- اشرفت عالی اس کا
زیادہ متراوا رہیے اور اس کا زیادہ حق ہے کہ اُس سے شرم کی جائے۔

(جامع ترقی، سنن الباقیہ، سنن ابن راوی، سنن ابن ماجہ)

عورتوں کو پرداہ ضروری، باہر نکلنا موجب فتنہ:-

(۳۴) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْرَأُ لِلْعُورَةِ ذَرْهَا أَخْرَجَ جَهَنَّمَ إِسْقَنْدَرُ فَهَا الشَّيْطَانُ.

رواہ الترمذی

حضرت عبد الرحمن مسعود صنی و اشرفت سے روایت ہے کہ مسیون اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- عورت گویا ستر ہے (یعنی جس طرح ستر کو چھپا رہتا
چاہئے اسی طرح عورت کو مگر میں پرستی میں رہنا چاہئے) جب وہ باہر بھیتی ہے
تو شیاطین اُس کو تاکتے اور اپنی نظروں کا لشانہ بناتے ہیں۔ (جامع ترقی)

(تشریح) عربی زبان میں "عورت" اُس چیز یا اس حصہ جسم کو کہتے ہیں جس کا چھپانا
اور پرستی میں رکھنا ضروری اور کوئنا معموب سمجھا جائے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے
"الْمُسْرَأُ لِلْعُورَةِ" یعنی صرف خواتین کی تو معینت یہی ہے، اُن کو پرستی میں رہنا چاہئے
آگے فرمایا گیا ہے کہ:- جب کوئی خاتون باہر نکلتی ہے تو شیاطین تاک جھاٹک کرتے ہیں۔
حضرت کے ایس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو حتیٰ الحرج باہر نکلانا ہی زیارت
تاکہ شیطاں اور اولاد کے چیلے چانسلوں کو شیطنت اور شرارت کا موقع ہی نہ ٹھیک، اور اگر
ضرورت سے نکلنے اور تو اس طرح با پردہ نکلیں کہ زینت و آرائش کا انعام اٹھے۔ قرآن مجید

لی آئت، اٹ دُقْرَنِ فِي بَيْوَتِكُمْ وَلَا تَأْتِيْ جَنَّتَكُمْ تَدْرُجُهَا الْجَاهِلِيَّةُ الْأُولَى
یعنی بھی ہر ایسے فرمائی گئی ہے۔ البتر صفر و روت سے باہر نکلنے کے بالائے میں صحیح عماری
کی ایک حدیث میں حسنوؓ کا صریح ارشاد ہے، تَرَاثَتْ قَدْ أُرْدَنَ لَحْمَنْ أَنَّ
خَفَرَ مَجْنَنْ لَحْوًا يُعَجَّلُنَّ ۝ یعنی بھڑکو ہرگز باہر نکلنے کی اجازت ہے۔

نظر بازی موجب لعنت:

(۳۱۹) عَنْ الْمُحْسِنِ مُرْسَلِهِ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعْنَ اللَّهِ التَّآاطِرُ وَالْمُنْظُورُ
لَيْشِيٰ ۝ دُوَاهُ الْيَمَنِيِّ فِي شَعْبَلَانِ
حضرت حسن اصری سے روایت ہے کہ مجھے بیات پہنچی ہے کہ ہموں اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- خدا کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اوس پر
جس کو رکھا جائے ۝ (شعبدلایمان شیعی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی ناخوم عورت کو رکھے کسی کو (جس کا دیکھنا
حرام ہے) دیکھے تو اس پر غلطی طرف سے لعنت ہے، یعنی رحمت سے محروم کا دیکھنے
اور اسی طرح وہ بھی رحمت خداوندی سے محروم ہے جس نے قصد دیکھنے والے کو دیکھنے کا
 موقع دیا اور دکھایا۔

کسی بھی عورت پر اچانک زگاہ پڑ جانے کا حکم:

(۳۲۰) حَقَّ جَرِيْرِ بْنِ هَبْيَانَ اللَّهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنَ تَنْظِيرِ الرُّجَاهِ فِي قَامِ مَرْلَبِيِّ
أَنَّ أَمْبَوْتَ بَعْمَرِيِّ ۝ دُوَاهُ مُسْلِمٍ

حضرت بریوہ جدال اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا چانکہ نظر پڑھنے کے باعث میں دیافت کیا (یعنی کہ
اگر چانکہ کسی نا احترم ہوت پر یا کسی سکھت پر نظر پڑھائے تو بھی کیا کرنا چاہیجتا)
تو آپ نے پھر حکم دیا کہ میں انھر سے (پنی تکہہ) بھیروں ۔ ۔ ۔ (صحیح مسلم)
(۱۴۲۳) عَنْ يُوسُفِ بْنِ مَعْلُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُلَيْهِ يَا عَلِيُّ إِنَّكَ تُشَبِّهُ النَّظَرَةَ الْأَنْظَرَةَ
خَاقَ الْكَفَافُ الْأَوَّلُ وَلَيْسَتِ لَكَ الْآخِرَةُ ۔ ۔ ۔

رواءہ محمد والترویجی وابو داؤد

حضرت بریوہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہ دھو فرمایا : ۔ ۔ ۔ میں علی (اگر کسی
نا احترم پر تھاری نظر پڑھائے تو دوبارہ نظر پڑھ کر دو تھارے لئے پہلی نظر (و جو
بخارا داد دعا چانکہ پر گئی وہ) تو جائز ہے (یعنی اس پر موافقہ دو رکناہ نہ ہوگا)
اور دوسری جائز نہیں ۔ ۔ ۔ (مسند احمد، جامی ترمذی، سنت ابن داؤد)
(۱۴۲۴) عَنْ أَبِي هُمَامَةَ حَنْبَلِ التَّمِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مَرِثَ مُشْلِمٌ يَسْتَطِعُ رَأْيَيْهِ حَفَا سِينَ إِنْرَأْيَةً أَوْ أَقْلَمَ مَرْأَةً
أَنْتَ فَيَعْصُنَّ بِعَصَرَةَ إِلَّا أَخْدَمَ اللَّهُ عِبَادَةً يَعْدُ حَلَوةً تَهَلَّدَ
رواءہ احمد

حضرت ابو یاہ مرادی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سخن لے کر تے ہوں کہ آپ نظر پڑھا : ۔ ۔ ۔ جس مروہ میں کسی ووچکے سخن جملہ کو
ہمیں دھنپتے پڑھائے پھر وہ پڑھنا کہ کسی کو سلیمان (اس کی طرف نہ کہ) تو اختر قریب
اس کے ایسی جہات نصیب نہ رہتا کہ اس کی دلخواہ مدد صاحوت اسوس کرے گا۔
(مسند احمد)

﴿لَشَرْجِ﴾ یعنی رُکنِ ناجا کا زندگانیِ لذت کی قرآنی کے صلوٰہِ اللہ تعالیٰ کا خوبی کے بے حساب اجر و ثواب سے پچھلے اپنے اس موسیٰ بن نعیم کے حملہ دستِ جمارت کی نہایتِ اصلی رُوزانیِ اللہ تعالیٰ سی اور زماں میں خلا فراہمے گا۔

غیر عورت پر نظر پڑ جائے سے میں گندہ چند پر پیدا ہو تو۔ . . .
 نسوانی کی بیوی خلوات ہے کہ کوئی کھاتے پینے کی مرغوب چیز دکھنے یا نوش بھی کہا جائے تھا میں کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ گری اور تھیں کی حالت میں ٹھنڈی سایہ دار اور خوش نظر چل دیکھ کرو ہاں شہر نے مدارکا امام کرنے کو کوئی چاہئے گلتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی غیر عورت پر اپنا بکھار کا گھاد پڑ جائے سے مساوی وفات شہوانی تقاضا پیدا ہو جاتا ہے وہ اخواہ شیطانی سے بہت بُرے تالیح مکہبی پر نجاح سکتا ہے اور کم از کم کوئی ایک قسم کی بے خوبی میں توبتلا ہو جی جاتا ہے نفس و روح کے معاملے عظیم۔

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی بخلاف بتلا یا ہے۔

(۳۲۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ الْمَرْأَةَ لَقِيلٌ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ إِذَا أَهْلَكَهُ كُمَّا أَهْلَكَهُ شَيْطَانٌ فَوَقَعَتْ فِي كَلِيلٍ فَلَمْ يُعِدْ إِلَيْهِ أَمْرًا تِبَهُ فَلَمْ يُؤْتِهِنَّهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُونَهُ مُخْلِفًا لِنَفْسِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حورت شیطان کی طرح آتی یا جاتی ہے لیکن اس کا دھنگ اور اس کی چال کوئی کہنے شیطانی قدر کا سامان بن سکتی ہے تو اگر کسی کو اس اساد تھوہ میش آئے کہ کوئی ایسی حورت دیکھی رہے اور اس کے ساتھ

لہیں اور دل بھر سکی خود رش بیدار ہو جائے تو انہی آدمی کوچا ہے کہ اپنی بیوی کا
کے پاس جائے اور اپنی نفس انی خواہ پوری کرے اس سے من کی سرگزی
خواہ ہر شخص کا ملاعج رہ جائے گا۔ (صحیح مسلم)

نماحرم عورتوں سے تہائی میں ملنے کی مانعت:

حاشرت کو فوجش اور گندے احوال ماندانی سے محفوظ رکھنے کیلئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیانات فرمائی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی نماحرم
عورت سے تہائی میں نہ طے، ایسی صورت میں اُس شیطان کو اپنا کمیل کیلئے کاموٰق
بل جاتا ہے جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔

(۳۲۴) عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَنْكُلُونَ بَعْدَ رَجُلٍ بِإِمْرِ أَوْ إِلَّا كَانَ مَا لِهُمْ مَا الشَّيْطَانُ۔
دعاۃ الترمذی

حضرت عمر بنی اشراغہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ:- ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ کوئی نماحرم ہادی کسی عورت سے تہائی
میں نہ طے اور وہ اس شیطان بوجوہ نہ ہو۔ (جماع ترمذی)
(التشریح) مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نماحرم شخص تہائی میں کسی عورت سے ملے گا تو
شیطان ان کو محیت میں بنتا کرنے کی ضرور کو ششش کرے گا۔ اس لیے ان دوں بینی
کو اس کاموٰق ہی نہ دیا جائے۔

(۳۲۵) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَكَفَّرُ الْمُؤْمِنُ عَنِ الْإِيمَانِ فَقَالَ رَجُلٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الْمُحْمَمَ؟ قَالَ الْمُحْمَمُ الْمُؤْمِنُ رَبِّ الْمُؤْمِنِينَ

حضرت مجتبی بن معاویہؑ اور حضرت علیؑ کے درمیان ایسا بحث ہے کہ رسول اللہؐ نے اٹھا
جسی کلمہ نہ فرمایا کہ:- تم (ناصرم) ہاتھ تک پہنچ جائے میں کیوں لا ادا میں حوالہ
میں رہتے (تھے اگر تو)۔ لیکن شخص نے دعوافت کیا کہ:- شہر کے قریبی رشتہداروں
(درپر وغیرہ) کے بالی میں حضور کا کیا ارشاد ہے؟ (کیونکہ اُن کے لئے بھی اسی حکمر ہے)

اپنے ارشاد فرمایا:- وہ تو ہمکل موت اور ہلاکت ہے۔ (مجھی خارجی، مجھ سلطی)۔
(تشریح) شہر کے قریبی رشتہداروں میں اُس کے باپ اور اس کی اولاد قبیلی کیلئے
غم ہیں، ان کے علاوہ سارے رشتہداری کو حقیقی بھائی بھی ناقصرم ہیں، مگر انہیں آزاداً
طور پر گھویں آتا اور خلوت و جلوت میں ہے تکلف اور بے پروہ بنا اور انہیں کنار رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق انتہائی خطرناک اور عفت و دیانت کیلئے
گویا زہر قاتل ہے۔

(۳۴۰) عَنْ جَابِرِ عَنْ الْخَيْرِيِّ أَخْبَرَنَا اللَّهُ عَزَّلَهُ فَسَلَّمَ
قَالَ لَا تَجِدُوا عَلَى الْمُغْنِيَاتِ قَائِمَ الشَّيْطَانَ يَجْهَرُ
مِنْ أَحَدٍ كُمْ بَقْرَى الدَّامَ قُلْنَاتُ وَمِنْكَ يَا أَنْتُوَ اللَّهُ
قَالَ وَمِنْتُ وَتَكْبِقُ اللَّهُ أَعْمَانِي وَعَلَيْهِ فَأَسْلَمَمُ

رواہ الترمذی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ اصل اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ:- (خاصکر) اُن خواتین کے گھروں میں شہابا کر جوں کے شہاب
کہیں باہر (سفر وغیرہ) میں گئے ہوں، اکیوں کشیطان (معنی اُس کے اثرات)
و مادوں) سب جسیں طرح (غیرہ) اور پر (جاہر) جاہری ساری ارتباطیں جسیں طرح
رگوں میں نہون رہوں اور جسما ہے سبھم نے عرض کیا۔ اور کیا آپ میں بھی؟
اپ نے ارشاد فرمایا:- اور مجھ میں بھی ہمیکی اللہ تعالیٰ نے سیری (اس مادا شے)

خاص مدد قوایی ہے اس طرح مخدود ہتا ہوں ۔ (بخاری حنفی)

(تشریح) شادی شدہ و عمریں جن کے شوہر کیسیں ملدوغیوں کے لحاظے میں اُن سے ناچارم بڑھنے کے لیے میں ظاہر ہے کہ فتنہ کا تخلص فنا ہو جائے ہے؛ مسئلہ بھول بھتر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بالحکمہ خاص بہایت غرائی اور بہی غریبی کا شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے، اس کے دساوس و اشیعات آدمی ہیں اس طرح دو طبقے جانتے ہیں جس طرح رُگوں میں خون دُفٹتا ہے ۔ اس موقع پر کسی نے خوبی سے سوال کیا کہ:- حضرت! اس بارے میں (یعنی شیطانی و سادومنی تصرفاً لکھا ہے) خوبی کا کیا حال ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:- شیطان تو میرے ساتھ بھی سچا نیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بھری خاص مدد غرائی سے ہے جس کی وجہ سے میں اُن سے دساوس و اوراثات سے بخوبی رہتا ہوں، بخوبی اُن کا داد نہیں چلتا اور وہ مجھے کسی غلطی یا فتنے میں بستا نہیں کر سکتا۔ یہ دراصل عفتِ محنت کا لازمی تقاضا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطانی اثرات و سادوں سے بخوبی رہنے کو اپناؤ اتنی کمال نہیں بتایا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد و دعا فرمانی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَبْدِكَ الْأَوْلَى وَنَبِّئْكَ سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُ عَنِ الْمُحَاجَةِ وَلَا يَنْهَاكُ عَنِ الْجِنَاحِ

حدائق الحجۃ جلد ششم (کتاب المعاشرۃ والمحاکمات) کی مخاتست (اعاذۃ) بہت زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے اس کو دو حصوں میں تحریر کرنے کا فصل کرنا پڑا۔ پہلا حصہ مدد و حمایت کے میان پر ہائی قسم ہے گی۔ دوسرا حصہ کتاب المکار ہے۔ شروع ہوا اور تھارت و قبر کام میں معاویہ و مکار میں بخوبی رہنے کا اس سلسلہ کا

نامہ کیا ہے؟ مذکور مکار میں بخوبی رہنے کا کوئی